

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU\_232682**

UNIVERSAL  
LIBRARY









كَلَّا إِنَّهَا تَأْتِي لَكِرَةً فَمَا تَشَاءُ ذَكَرَهُ

لَقَدْ أَحْضَرُوا الْمُنْتَكَرَةَ كَذَكَرَهُ جَامِعًا وَلِيَا رَأْسَهُ وَصَوْنِيهِ لَمْ يَزِدْ إِلَّا سَلَامًا تَلَوْنِمْ

المسماة به

نعمت عظمیٰ

حصہ دوم

جسکو

جناب مولانا سید عبدالغنی حسنا دارانی اسٹنٹ و انکریٹ چوہل  
سکرٹری عالی نظام و مسجدم کتاب بوز اسٹنٹ و پوہر و کلم اردو حاشہ و  
مصنف تنقیح حقوق نسوان نے عالم ربانی عنوت الصمدانی نام  
عبدلواہب شعرائی کی مشہور و معتبر و مستند کتاب طبقات اکبری  
سے جو عربی زبان میں ہے صاف و سلیس و با محاورہ اردو میں  
ترجمہ کیا

الافاضل و رب الخبا کے اہتمام سے طبع گاہ طبع مولیٰ  
محمد رحیم بن بصرین ان اہتمام سے طبع گاہ طبع مولیٰ



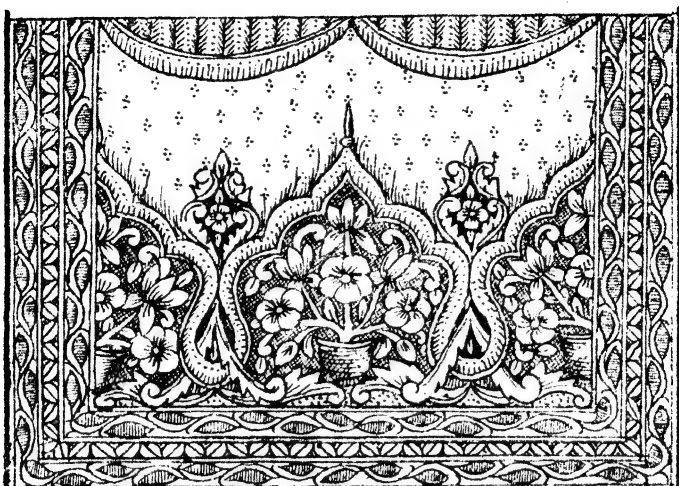
# فہرست اسماء مندرجہ جلد دوم نمٹ غظمی تہریر حروف تہجی۔

صفحہ	نام	صفحہ	نام
۱	ابوالحسن محمد بن سعید و راق	۲۲۴	الف
۴۱	ابوالحسن بن حبان جمال	۳۵۰	ابراہیم دسوقی
۷۲	ابوالحسن بندار بن حسین شیرازی۔	۲۹۹	ابراہیم جبری
۴۵	ابوالحسن علی بن ہند قرشی فارسی	۵۴	ابن العربی
۲۹	ابوالخیر قطع	۳	ابواسحق ابراہیم بن احمد مولد
۲۱۱	ابوالسعود ابی العنائر	۴۶	ابواسحق ابراہیم بن داؤد قصار
۲۸۲	ابوالعباس احمد بدوی ح	۱۹۶	ابواسحق ابراہیم بن شیبان قرطبی
۷۵	ابوالعباس احمد بن محمد دینوری۔	۹	ابولحاج اتقصری۔
۱۹۴	ابوالعباس احمد ششم	۷	ابوجعفر احمد بن حمدان۔
۶۵	ابوالعباس بن قاسم بن ہمدی	۵۹	ابوجعفر احمد بن محمد زیاد
۳۴۵	ابوالفتح واسطی۔	۱۶۲	ابوسعید قلدری۔
۷۸	ابوالقاسم ابراہیم بن محمد بن محمود نصر آبادی	۱۳۸	ابوالنجیب عبدالقادر سہروردی
۸۶	ابوالقاسم بن احمد بن محمد مصری	۷۰	ابوالحسن بن احمد بن ہبل بونجی
۵۷	ابوبکر بن احمد بن محمد بن سدان	۲۰۹	ابوالحسن بن صالح شندری
۶۶	ابوبکر بن داؤد دینوری رقی	۶	ابوالحسن خیر نساج
۳۳	ابوبکر بن محمد بن علی بن جعفر کتانی	۸۰	ابوالحسن علی بن ابراہیم جبری
۱۱۳	ابوبکر بن ہوار بطاحی	۸۴	ابوالحسن علی بن بسندار بن حسین
۴۷	ابوبکر حسین بن علی بن یزدان یار	۹	صوفی۔
۷۳	ابوبکر طستانی	۲	ابوالحسن علی بن ہیل صانیغ دینوری

۱۷۷	ابو محمد عبداللہ بن مرثض	۲۲	ابو بکر عبداللہ بن طاہر ابهری
۱۷۰	ابو محمد قاسم بن عبداللہ البصری	۸۵	ابو بکر محمد بن احمد بن جعفر نیشاپوری
۱۶۵	ابو محمد راجد کردی	۸۶	ابو عبداللہ احمد بن عطار بن احمد رودباری
۱۸۵	ابو مدین مغربی	۸۱	ابو عبداللہ احمد بن عطار بن احمد رودباری -
۲۳	ابو مظفر قرمسی	۷	ابو عبداللہ حسین غبی
۱۷۷	ابو یغزی مغربی	۲۰۲	ابو عبداللہ قرشی
۳۵	ابو یقوب اسحق بن محمد	۸۶	ابو عبداللہ محمد بن احمد بن حمدول قراہ
۱۷۳	ابو یقوب یوسف بن ایوب ہمدانی	۵۵	ابو عبداللہ محمد بن احمد بن سالم بصری
۱۷۰	احمد بن ابی الحسین ناعی	۸۹	ابو عبداللہ محمد بن عبدالخالق دیوبری
۱۱۶	اعزاز بن مستور بطائی	۷۱	ابو عبداللہ محمد بن خفیف
	ب	۸۲	ابو عبداللہ محمد بن محمد بن حسن رودندی
۱۶۰	بقار بن بطو	۲۳	ابو عبداللہ محمد بن منازل
	ت	۷۶	ابو عثمان سعید بن سلام مغربی
۱۲۰	تاج العارفین ابو الوفا	۲۰	ابو علی حسین بن احمد کاتب
	ج	۱۸	ابو علی رودباری
۱۶۷	جاگیر رضی اللہ عنہ	۲۲	ابو علی محمد بن عبدالوہاب ثقفی
۶۲	جعفر بن محمد بن نصیر خواص	۶۸	ابو عمر اسماعیل بن نجید
	ح	۱۷۲	ابو عمرو عثمان بن مرزوق قرشی
۱۲۶	حماد بن مسلم دباس	۶۰	ابو عمرو محمد بن ابراہیم زجاجی
۱۸۰	حیات بن قیس	۱۱۴	ابو محمد شیبلی
	د	۱۹۱	ابو محمد عبدالرحیم مغربی قنادی
۳۰۱	داؤد کبیر اخلا	۶۷	ابو محمد عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن الحسن ازی
	سرا محمد ملہ	۸۷	ابو محمد عبداللہ بن محمد رازی

۲۴۶	علی لمیجی	۱۸۱	رسلان دمشقی
	ق		س مهله
۲۰۱	قطب الدین قسطلانی	۱۷۶	سویده سنجاری
	ک		ش
۲۰۱	کمال الدین ابن عبد الظاهر	۱۰	شبللی رح
	م		ع
۲۰۴	محمد بن ابی جرجه	۲۴۹	عبدالحق بن سبعین مرسی -
۲۴۳	محمد بن عبد الجبار نفری	۱۵۸	عبد الرحمن طفسونجی -
۵۶	محمد بن علیان لنوی	۱۰۷	عبد انقار قوصی
۲۵۰	محمد عبدی -	۹۰	عبد اتقاد جیلانی غوث الاعظم
۲۴۹	محمد تونوی صوفی	۳۴۸	عبد اللہ بن ابی جرجه اندلسی
۱۶۳	مطرباذر الی	۳۴۸	عبد اللہ بن محمد عرشی مرجانی
۴	مشاد دنیوری	۱۲۹	عبدی بن مسافر اموی
۱۱۶	منصور بطایخی	۱۲۵	عقیل منجی
۲۴	منصور حلاج	۳۷	علی بن محمد مزین
۱۳۶	موسی بن مایین زولی	۳۳۳	علی بن وهب سنجاری
	— — —	۱۵۵	علی بن الہیتی





## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱۹۷) ابوالحسن محمد بن سعید و تاق رحمہ اللہ تعالیٰ

بڑے بزرگوں اور ابو عثمان رحمۃ اللہ کے قدیم مریدوں میں سے تھے اور انہی کی روش و طرز پر انکے کلام بھی ہیں۔ علوم ظاہریہ کے عالم تھے اور معاملاتِ دقیقہ اور عیوبِ فعال پر کلام کرنے کی قدرت رکھتے تھے۔ تین سو پچیس ہجری کے پیشتر ہی سعادتِ اخروی کے شوق میں دار دنیا سے کوچ کر گئے۔ انکے کلمات میں سے ہے کہ عفو میں شہ ریفا نہ برتاو یہ ہے کہ عاف کر دینے کے بعد تم اپنے بھائی کے گنہ کو مطلق یا د نہ کرو تجھ سے تنگہ کی کسی جہاننیں ہوتی۔ تجو دل کہ مرنے والے ہیں او مکی زندگی اوس زندہ جاوید کی یاد میں ہے جو کہیں نہ مرے گا۔ اور سب سے زیادہ خوشگوار زندگانی اللہ تعالیٰ کے ساتھ جینا ہے نہ غیر کے ساتھ۔ یہ کہتے تھے کہ ابتدا زمین جب ہم ابو عثمان

حیرتی کی مسجد میں رہتے تھے بلکہ حکم بنا کہ جو کچھ فتوحات آئیں اون میں ہم ایثار کریں اور  
 کچھ باقی رکھ کر رات کو نہ سوئیں اور جو ہمارے ساتھ بُرائی سے پیش آئے اُس سے  
 اپنے نفس کیلئے بدلہ نہ لیں بلکہ اُس سے عاجزی کریں اور جب ہمارے دل میں کسی  
 کی حقارت کا خیال آئے تو ہم اُسکی خدمت بجالائیں اور اُسکے ساتھ احسان کریں  
 یہاں تک کہ وہ خیال مٹ جائے۔ اور انکا قول ہے کہ جو شخص اپنے نفس اور اپنے غیر  
 سے اور خلق کی رویت سے فغانموا اُسکا باطن خیرات و احسانات کے مشاہدہ سے زندہ  
 ہوا۔ سب سے زیادہ فائدہ مند اللہ تعالیٰ کے امر و نہی۔ وعدہ و وعید اور ثواب و عذاب کا علم  
 ہے اور سب سے اعلیٰ اللہ تعالیٰ اور اُسکے اسماء و صفات کا علم ہے۔ قطعیت کے خوف نے  
 عاشقوں کی جانیں گملا دیں اور عارفوں کے جگر کباب کر ڈالے۔ مخلوق کے ساتھ اُنس  
 و حشمت ہے اور اُس سے طمانیت و حماقت اور اُس سے تسکین حاصل کرنی ہے سبھی  
 اور اس پر ہر سو سا کرنا بودا ہیں اور اس پر اعتماد کرنا گھانا اُٹھانا ہے۔

(۱۹۸) ابو الحسن علی بن ہسل صانع دنیوی رضی اللہ عنہ

بست بڑے بزرگ تھے۔ انہوں نے مصر میں رہنا اختیار کیا تا وہ تین سو تیس سالہ ہجری میں  
 وہیں سے آخرت کا سفر کیا۔ بڑی ہیبت والا ہے۔ تھے جو کوئی انکو دیکھتا سادہ ان سے  
 دور رہتا اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں مخلصین میں سے تھے۔ انکا قول ہے کہ مرید کو چاہئے  
 کہ دو مرتبہ دنیا کو چھوڑے پہلی مرتبہ تو اوسکی دلچسپیوں اُسکی نعمتوں اُسکے مزاج طرح کے



ماکو لون اور شہ بد لون اور اُسکی سب چیزوں سے دست بردار ہو جائے اور جب اُسکا تارک مشہور ہو جائے اور اُسکے ترک کی وجہ سے اُسکی تنظیم و تکریم ہونے لگے تو اسوقت اُسکو اپنے حال پر اس طور سے پردہ ڈالنا چاہئے کہ دنیا داروں کی طرف بھٹکے تاکہ اُسکا ترک دنیا دنیا کی طرف چمکنے اور دنیا کو تلاش کرنے سے بڑھ نہ جائے یا اُسکا فتنہ اسکے فتنہ سے زیادہ نہ ہو جائے۔ اور جب ان سو غیب کی چیز پر آنکھوں کے سامنے کی چیز سے دلیل لانے کو کہا جاتا تو کہتے تھے کہ جو آنکھوں کے سامنے موجود اور دیکھا جاتا اور اپنا مثل رکھتا ہے اُس سے اُسکے صفات پر کیونکر دلیل لائی جاسکتی ہے جو نہ سامنے موجود ہے نہ دیکھا جاسکتا ہے اور جب کا نہ مثل ہے نہ شبیہ۔ انکا قول ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی محبت کے میدان میں آیا اور ہر چاروں طرف سے بلائیں آفتیں اور مصیبتیں ٹوٹ پڑیں۔ ہائیوں پر داجب ہے کہ جب کبھی ایکجا ہوں تو ایک دوسرے کو حق کی اور صبر کی نصیحتیں کرے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ** **وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ** اور تم چاہئے نفس کو دوست رکھتے ہو بس یہی اُسکو ہلاک کرتا ہے

(۱۹۹) ابوالحق ابراہیم بن داؤد قصار رقی رضی اللہ عنہ



یہ ملک شام کے بہت بڑے بزرگوں میں سے اور جنیدؒ اور ابن الجار کے ہم نشینوں میں سے تھے مگر انہوں نے بہت بڑی عمر پائی تھی اور ملک شام کے اکثر بزرگوں کی صحبت

۵۵ تیسویں پارہ کا شاہسون کوغ۔ اور ایک دوسرے کو حق کی پیروی کی ہدایت کرتے ہیں اور ایک دوسرے

کو صبر کرنے کی ہدایت کرتے رہتے (وہ البتہ گماتے ہیں نہیں ہیں) ۱۰



کا منتظر رہا جو اُسکے دیکھنے سے اور اُسکی باتوں سے مجھ پر نازل ہوں اور اُسکی درجہ پتی  
 کہ جو شخص کسی بزرگ کے پاس کچھ لئے ہوئے گیا وہ اپنی پونجی کے سب سے اُسکے دیکھنے  
 اُسکی ہنسنی اُسکے ادب اور اُسکے کلام کی برکتوں سے الگ رہا۔ آنکایان ہے کہ  
 مجھے اپنی سیاحت کے زمانہ میں ایک بوڑھا آدمی ملا جو کہ اُسین نیکی کی علامتیں نظر آئیں مینے  
 اُس سے کہا کہ مجھے کوئی بات کام کی بناؤ اُس نے کہا کہ اپنی ہمت کی نگہداشت کرو کیونکہ  
 ہمت ہی سب باتوں کا پیش رو ہے۔ جبکی ہمت درست ہوئی اور جو اُسین سچا نکلا  
 اُسکے باقی سب اعمال و احوال درست ہو گئے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ سب کے اچھا اور سب  
 کا حال ہے جس نے خلق اللہ کی رویت کو اپنے نفس سے نکال دیا ہے اور غلو تو  
 میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے باطن کی نگہداشت کی ہے اور سب کاموں میں اُسی پر ہر  
 کیا ہے۔ انکا قول ہے کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی رو میں کشف و مشاہدہ کی حالت  
 میں ہین اور ادیا کی رو میں قُرب و اطلاع کی حالت میں۔ یہ کہتے ہین کہ بیس برس  
 میں اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کھینٹا ہوں اور بیس برس سے کسی چیز کے لئے  
 ”کُنج فیکون“ (ہو جا۔ پس وہ ہو جاتی ہے) کہنا اللہ عزوجل کے ادب سے ترک کئے بیٹھا  
 ہوں۔ بعضوں نے کہا ہے کہ اُسکے معنی یہ ہین کہ پہلے یہ اپنے قلب کی طہارت اور ہر اپنے  
 قلب سے اللہ تعالیٰ کی طہارت رجوع ہوا کرتے تھے۔ اور کسی چیز کے لئے کُن فیکون  
 کہنا ترک کرنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ مستجاب الدعوات تھے جب دعا کرتے تھے  
 قبول ہوتی تھی اُسکے بعد ترقی کر کے اللہ تعالیٰ کی طہارت گئے پس اپنی مراد چھوڑ کر اللہ کی  
 مراد کے ساتھ ہو گئے اور دعا کرنا ترک کر دیا۔ آنکایان ہے کہ ہمارے پاس ایک شخص  
 تھا جو اپنی خوراک کو کھاتے کھاتے ایک گٹھی پر بے آیاتا اور اُسکے بعد اُسکی غذا صرف

(۲۰۱) ابو الحسن خیر نساج رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اصل میں ستر مین راسمی کے تھے مگر بعد اذین رہتے تھے۔ انہوں نے ابو جعفر کا بعد ازاں  
کی صحبت پائی اور سبھی سقراط سے ملاقات کی تھی۔ اور نورانی کے ہندوستانیوں میں سے  
تھے۔ اور جب یہ کہہ لیا گیا ہے ایک سو بیس برس کی عمر طویل پائی۔ اور خواص و شبلی جمہور  
اسد نے انکی مجلس میں توبہ کی تھی اور یہ ایک گروہ کے پیر تھے۔ انکے اقوال یہ ہیں  
صبر مردن کے اخلاق میں سے ہے اور رضا کرام کے اخلاق میں سے ہے۔ وہ عمل  
جسمین بندہ انہما کو پہنچ سکتا ہے اپنی تقصیر و بے بسی و کمزوری کا دیکھنا ہے۔ اور ایک  
دن موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل کے سامنے ایک قصہ بیان کیا اس پر  
اُس جماعت کے ایک شخص نے زور سے نعرہ مارا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اُسکو ڈانٹ  
دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُنکو وحی بھیجی کہ اے موسیٰ ان لوگوں نے ہماری خوشبو  
ظاہر کی اور ہمارے عشق میں زیادتی پر تم میرے بندوں کو جھڑکتے کیوں ہو ۛ

تو برائے وصل کردن آمدی      نے برائے فصل کردن آمدی

موسیا آداب دانان دیگرند  
سوخته جان و روانان دیگرند

## (۲۰۲) ابو سمرہ خراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ

کہتے ہیں کہ یہ اصل میں نیشاپور محلہ طقباد کے رہنے والے تھے بزرگان بغداد کی صحبت میں رہے اور جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متقینوں میں سے تھے۔ اور ابو تراب نجاشی و ابوسمیرہ خزاز کے ساتھ انہوں نے سفر کئے تھے۔ یہ بہت بڑے فتویٰ دینے والے دیندار و پرہیزگار تھے سو نو سو ستھ ہجری میں راہی ملک بقا ہوئے۔ امام احمد حنبل کا معمول تھا کہ جب ان کے سامنے تصوف کا کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو ان سے کہتے کہ صوفی حساب آپ امین کیا کہتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں ایک خط دارِ مکمل میں برابر احرام باندھ رہا ہوں۔ رہا ہر سال ایک ہزار سو سفر کرتا تھا اور برسوں تک جب میں احرام سے باہر آتا تو پھر نیا احرام باندھ لیتا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ فقیر کیلئے ننگے بدن رہنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ باطن میں ہستی سے بچ رہا ہے۔ اور یہ جو انکا قول ہے کہ ”جب میں احرام سے باہر آتا تو پھر نیا احرام باندھ لیتا“ اس سے مراد یہ ہے کہ جب کبھی میں خواہشِ کثرتِ مائل ہوتا تو یہ کی تجدید کر لیتا تھا واللہ اعلم

## (۲۰۳) ابو عبد اللہ حسین بن عبد اللہ بن ابوبکر جنگی رضی اللہ عنہ

بصرہ کے بڑے بزرگوں میں سے تھے۔ تیس برس تک اپنے گھر کے بیویوں میں

رہے اس سے باہر نہ نکلے۔ الگ مجاہدہ برابر لگتا جا رہا تھا اور اس وقت تک  
 اُسین فرق نہ آیا جب بصرہ والوں نے انکو وہاں سے نکال دیا یہ بصرہ سے نکل کر سرس  
 آئے اور وہیں انہوں نے رحلت کی انکی قبر وہاں مشہور اور لوگوں کی زیارت گاہ ہے  
 اس قوم کے علم و اصول کے عالم اور پرہیزگار زبان آورتے۔ انکا قول ہے کہ سلع تہیج  
 کے ساتھ جنسا ہے اور سلع اشارہ کے ساتھ تکلیف ہے اور نہایت لطیف سلع وہ ہے  
 جو گوش دل سے سننے والوں کے سوا اور دن پر بیماری ہو نہ کو کوئی چیز کسی چیز  
 سے الگ نہیں کر سکتی مگر اسی وقت جب جد کرنے والی چیز ہمارے نزدیک زیادہ تر  
 کامل و اعلیٰ اور پوری ہو کیونکہ اگر اسکی ہی جیسی یا اس سے اتنی ہی ہوگی تو اسکو  
 الگ نہ کر لگی پس جو چیز قلب پر غالب رہتی ہے اسی کا حکم چلتا ہے اور بس۔  
 تمام مخلوقات غیب کے بارہ میں لبے چڑے دعوے کرنے کے باعث امتحان میں  
 مبتلا ہوئی پس جب شہود کی سمیت کا اُن پر سایہ پڑا تو کوئی ہو گئی اگر لگئی اور لاشے  
 ہو گئی اور اگر اپنے دعویٰ میں تپتی ہوئی تو مشاہدہ کے وقت باہر آئی جیسا کہ تمام لوگوں  
 میں سے صرف ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی شفاعت کیلئے باہر نکل آئے  
 اور کہنے لگے کہ شفاعت کیلئے میں ہوں شفاعت کیلئے میں ہوں اور موقوف کی سمیت  
 سے نہ ڈرے کیونکہ اپنے سچائی کے قدم کا اثر تھا۔ اور وہی شخص جس نے غریب کو وطن  
 ہے جو وطن میں ہو اور اُس کے بھنسنے کو ہوں۔



عہ علاقہ احوال میں چھوٹا سا شہر ہے جس کو موسیٰ بن سام بن نوح نے بسایا تھا۔ یسین دانیال علیہ السلام  
 کی قبر ہے ۱۲ متر چم

(۲۰۴) ابو جعفر احمد بن حمدان بن علی بن سنان رحمہ اللہ

یہ بہت بڑے بزرگانِ نیشاپور میں سے تھے۔ انہوں نے ابوشمان کی صحبت پائی اور ابو جعفر سے ملاقات کی تھی۔ یہ پربہیز گاروں اور خالقون میں سے تھے۔ آخر عمر میں میں برس تک کتبہ منظر سے جدا نہ ہوئے یہ مکہ ہی میں تھے کہ تین سو سال یا آٹھ ہجری میں ابوشیرک وفات واقع ہوئی جو اپنے وقت میں فقر و محرم میں کیٹا تھے اور خود یہ تین سو گیارہ سال سے ہجری میں رہی ملک بٹھا ہوئے۔ انکے اقوال یہ ہیں:- فانی و دار کا اپنی طاعت کی وجہ سے نافرمانوں پر بڑائی جمانا انکے گناہوں سے بدتر اور انکے لئے گناہوں سے زیادہ تر مضر ہے۔ جیسا کہ بندہ کی غفلت کسی ایسے گناہ کی تو یہ سے جس کا اوسنے ارتکاب کیا ہو اُسکے ارتکاب سے بدتر ہے۔ تم گنگا راومی سے ایک گناہ کے باعث جس کا نگو گمان ہے دشمنی رکھتے ہو اور اپنے آپ سے بدتر گناہوں پر بھی جس کا نگو یقین ہے دشمنی نہیں رکھتے۔ جسکے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت نے گہر کیا وہ ہر ایسے شخص کی تعظیم کرے گا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ عبودیت نسبت رکھتا ہے اور جو شخص جسکے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کا مہر ہا ہے اُسکی چال کی علامت یہ ہے کہ دنیا کے مصائب یا اور کوئی چیز اُس کو اللہ کے ساتھ مشغول رہنے سے نہ روکے۔

## (۲۰۵) ابو بکر بن محمد در شبلی رضی اللہ عنہ

اور انکی قبر پر "جعفر بن یونس" لکھا ہوا ہے۔ یہ اہل میں خراسان کے تھے مگر بغداد میں پیدا ہوئے اور وہیں انہوں نے نشوونما پایا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا انہوں نے خیر ناسخ کی مجلس میں توبہ کی۔ اور ابو القاسم حنفیہ اور انکے ہم عصر بزرگوں کی صحبتوں میں رہے۔ اور علم و حال و ظرفت میں اپنے وقت کے یکتا ہوئے۔ انہوں نے امام مالک کے مذہب میں تفقہ حاصل کیا اور بہت حدیثیں لکھیں۔ سنی سالیان میں سنیہ اور تہذیب پوچھنے والے ہجری میں ہمیشہ کے لئے اسکو خیر باد کہی۔ اور بغداد میں مقبرہ خیر زمان کے اندر دفن ہوئے۔ انکی قبر وہاں مشہور ہے اور لوگ اُسکی زیارت کو جایا کرتے ہیں۔ ابتدا میں انکی ریاضتیں اتنا دیر کی تھیں۔ انکا بیان ہے کہ بیداری کی عادت ڈالنے کو اور اسلئے کہ مجھے نیند نہ آجائے فلاں فلاں رات کو بیٹھنے اپنی آنکھوں میں نمک ڈالنا اور جب معاملہ اور آگے بڑھا تو بیٹھنے سلائی گرم کر کے اپنی آنکھوں میں پھیری۔ قوم صوفیہ کے علم کے بارہ میں کہا کرتے تھے کہ اُس علم کا کیا پوچھنا ہے جسکے مقابل میں علامہ کا علم اک تمت ہے۔ ان سے کسی نے کہا کہ ایک دن ابو تراب بخشی کو جنگل میں بہوک لگی تو انہوں نے سارے جنگل کو گھانا ہی کہا نہادیکھا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ یہ ایک بندہ تھا جسکے ساتھ زمینی برتنی گئی ورنہ اگر تحقیق کے مقام تک پہنچے ہوتے تو ویسے ہوتے جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اپنے رب کے سایہ میں رہتا ہوں وہ مجھے کھانا کلاتا اور پانی



پلاتا ہے۔ آج سے پوچھا گیا کہ آدمی کب مر رہا ہوتا ہے تو انہوں نے کہا کہ جب اس کے حالات سفر و حضر اور غیبت و حضور میں برابر رہیں۔ ایک مرتبہ ان سے کسی نے پوچھا کہ دنیا کیسی چیز ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ایک ہانڈی ہے جسکو جوش و جوار با ہے اور ایک پانچنا ہے جو ہر جا رہا ہے۔ یہ اپنی مناجات میں کہا کرتے تھے کہ خلق نے تیری نعمتوں کے لئے تجھے محبت کی اور میں نے تیری بلاؤں کیلئے۔ انکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے جو ویسے واسطے ہیں انکی بہنوں کی لمبائی کے سبب رتے بند کئے ہیں پس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جو کشف ہوا تھا اگر اُسکا ایک ذرہ او لیا پر جاری کیا جاوے تو وہ بیکار اور دور از کار ہو جائیں۔ ایک مرتبہ انکو عصر کی نماز میں استسرا دیر ہو گئی کہ آفتاب ڈوبنے کو آیا۔ اُسوقت انہوں نے نماز پڑھی۔ اور مذاق کے طور پر ہنسنے اور کہنے لگے کہ کیا خوب کسی نے کہا ہے شعر

عشق میں آج ایسا بھولا ہوں مزار  
روز شب میں کچھ نہیں ہے امتیاز

یہ کہا کرتے تھے کہ جس صدیق کو معجزہ نہ ہو تا ہے۔ اسی وجہ سے جب یہ بھارت میں داخل ہوئے تو وزیر نے اسنے پاس آکر کہا کہ تم ارادہ قول کیا ہوا کہ ”جس صدیق کو معجزہ نہ ہو تا ہے“ اب تم راجہ کمان ہے انہوں نے کہا کہ میرا معجزہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اُسکے اوامر و نواہی میں موافقت کرتا ہوں۔ ان کا قول ہے کہ مرید کو وقفہ نہ عارف کو علاوہ عاشق کو گلہ نہ صادق کو دعویٰ نہ خائف کو قرار نہ مخلوق کو اللہ تعالیٰ سے فرار۔ چلتا ہے۔ یہ اپنے زمانہ کے لوگوں کو کہا کرتے تھے کہ تم قبر میں ہو۔ اور

اسکی وجہ جو پوچھی گئی تو کہا کہ تم میں سے ہر شخص اپنی پوشاک کو بن گڑا ہوا ہے۔ اس پر اُس شخص نے کہا کہ تب تو ہزار شمار مردوں میں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں مارت پڑے سوتے ہیں اور جاہل مردہ میں۔ ان سے کسی نے کہا کہ آپ نے اپنی کل پوشاک بن بنا کر مینیکرین حالانکہ عید چلی آئی ہے اور لوگ آرایش و زیبائش میں مصروف ہیں اور آپ اس حال میں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ فقیر کا بناؤ سنگسار کا فقر اور اُس فقر پر صبر ہے۔ انکا قول ہے کہ آفتاب ڈوبتے وقت اسی لئے زرد ہو جاتا ہے کہ کمال کی جگہ سے اُٹک ہوتا ہے اسلئے خوفِ مقام سے پیلا پڑ جاتا ہے اور یہی حال مومن کا ہے کہ جب اُسکے دینا سے باہر نکلنے کا وقت قریب آتا ہے تو اُسکا رنگ زرد پڑ جاتا ہے کیونکہ وہ مقام سے ڈرتا ہے اور جب آفتاب نکلنا ہے تو روشن رہتا اور چمکتا ہے اسی طرح مومن بھی جب اپنی قبر سے نکلے گا تو اُسکا چہرہ روشن اور چمکتا رہے گا۔ ایک مرتبہ ان سے ایک شخص نے پوچھا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ وہ نقطہ جو موت بار کے نیچے ہوتا ہے۔ اس پر اُس شخص نے کہا کہ تم میرے معشوق ہو جب تک کہ تم اپنا کوئی مقام نہ ٹھیراؤ۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میری ذلت نے یہودیوں کی ذلت کو مات کر دیا۔ بعض عارفین نے اسکے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ ذلیل کی ذلت اُسی مقدار سے ہو ا کرتی ہے جس مقدار میں اُس شخص کی عظمت سے واقفیت ہوتی ہے جسکے اعتبار سے ذلت ہوتی ہے۔ اور ہمیں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت سے شبلی رحم کو باعتبار یہودیوں کے بہت زیادہ واقفیت تھی اسلئے ان کی ذلت بھی یہودیوں کی ذلت سے بڑھی ہوئی تھی۔ ایک شخص انکے پاس آکر کہنے لگا کہ حضرت میرے بال بچے بہت ہو گئے ہیں اور میری تدبیریں کچھ کام نہیں

کرتین۔ انہوں نے اُس سے کہا کہ اپنے گھر جا کر دیکھو جتنے لوگوں کا رزق تمہارے ذمہ ہو  
 اُن سب کو اپنے گھر سے نکال دو اور جتنے لوگوں کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہو اُنکو  
 اپنے گھر میں رہنے دو۔ جب کوئی اونچی چادر ٹوپی یا مہرہ انکے دل میں کب جاتا تھا  
 تو اُسکو پیسٹ پیسٹ آگ میں ڈال دیتے اور جلا دیتے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ  
 کے سوا جس چیز کی طرف نفس مائل ہو اُسکو تلف کر دینا واجب ہے۔ اسپران سے  
 کسی نے کہا کہ آپ اُسکو خیرات کیوں نہیں کر دیتے انہوں نے کہا کہ جب وہ چیز  
 باقی رہے گی تو کمین ہے کہ اردن کے پاس اُسکو دیکھ کر نفس غشش ہو اس لئے  
 اللہ تعالیٰ کی طرف بوجھت متوجہ ہونے کیلئے جلا نا ہی مناسب ہے کہ اس سے وہ چیز بہت  
 جلد ضائع ہو جاتی ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کو جب خنہ کراٹنے کا حکم ہوا تو انہوں  
 نے فوراً بسوے سے کام نکال لیا اور اُن سے کسی نے پوچھا کہ آپ اِستر سے کے  
 آنے تک میسر کیوں نہ گئے تو کہا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں دیر لگانا بہت سخت ہے۔  
 انکا قول تھا کہ میں آرام نہ لوں گا مگر اُسی وقت جب روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کا کوئی ذکر  
 کرنا ہوتا تو دیکھو لنگا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ انکا مقصود یہ ہے کہ میں آرام نہ لوں گا مگر اُسی وقت  
 جب حضرت شہود میں داخل ہو جاؤں گا کیونکہ وہ ان ذکر ہی نہیں ہے اسلئے کہ ذکر جو  
 دلیل ہے حجاب کے ساتھ ہو کر تا ہے اور جب مدلول مثلاً وہ میں آگیا تو دلیل گئی گوری  
 ہوئی بلکہ اُسکا خیال و خطرہ ہی دل میں نہ آنا چاہئے۔ ان سے پوچھا گیا کہ صوفیوں کا  
 یہ نام کیوں رکھا گیا ہے انہوں نے کہا کہ اسوجہ سے کہ ان میں وہ بات کچھ باقی رہی  
 ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو اس نام کو اُن سے کیا تعلق تھا۔ انکا قول ہے کہ غرض توحید  
 کے ایک ذرہ پہی مطلع ہوا وہ اُسکے بوجہ کیوجہ سے ایک برہنہ ہونے سے

عاجز ہے۔ جسے اُسکو اُسی کے ذریعہ سے ڈبوڑا اُسکی توحید درست ہے اور جسے اُسکو اپنے نفس کے ذریعہ سے ڈبوڑا اُسکی توحید درست نہیں ہے۔ حضرت شبلی رح کے خادم ابو بکر دینوری کہتے ہیں کہ میں نے اُنکو وفات سے پہلے کہتے ہوئے سنا کہ میری حکومت کے زمانہ کا ایک ورہم ظلم کا میرے ذمہ تھا اور ہر چند میں نے اُسکے مالک کی طرف سے ہزاروں ورہم خیرات کر دئے تاہم میرے دل پر جسے بڑا بار اُسی کا ہے ایک مرتبہ ان سے پوچھا گیا کہ معرفت کیا چیز ہے انہوں نے کہا کہ اُسکا اول اللہ ہے اور آخر وہ ہے جسکی کوئی انتہا نہیں ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ عارف نہ اپنے غیر کو دیکھتا نہ اپنے غیر کا کلام زبان پر لاتا اور نہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کو اپنا نگہبان پاتا ہے۔ عاشق جب کلام نہ کرے گا تو ہلاک ہوگا اور عارف جب کلام کرے گا تو ہلاک ہوگا۔ حضرت شبلی کے سوا اور دن کا یہ قول تھا کہ عارف جب کلام کرے گا تو غیر کو ہلاک کرے گا اور جب چپ رہے گا تو اپنے آپ کو ہلاک کرے گا اسلئے اپنی نجات مقدم ہے ایک مرتبہ یہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے اور اُس نے یہ آیت پڑھی وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْکُرْکَ کَهَبْنٍ بِالذِّی اَوْحِیْنَا اِلَیْکَ اَلَا اَللّٰہُ اَسْمٰیہُنَّوْنِ نے بے ساختہ اس زور سے چیخ ماری کہ معلوم ہوتا تھا ابھی انکی روح پرواز کر جائیگی اور کہا کہ یہ اُسکا خطاب اپنے دوستوں سے ہے پر ہمارے جیسے لوگوں کے ساتھ کیا خطاب ہوگا۔

آشناء احوال این دو اسے بر میگانہ

عہ ہند جوین بارہ کا دسوان رکوع (سورہ بنی اسرائیل کی چہارم آیت) اس آیت کے بقیہ اصفانیہ ہیں مضم لا یجدلک بلہ علینا وکیلا ۵ اور پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے۔ اور اگر ہم چاہیں تو جو بنے تمہاری طرف حق کے ذریعہ سے بھیجا ہے اُسکو اُٹھالیں ہم بہت کمزور اُسکے لئے ہمارے مقابلے میں کوئی جیتی ہی نہ ملے ۱۲

لوگوں نے انکو بہت کم سونے پر ملاست کی تو انہوں نے کہا کہ میں نے حق کو اپنے آپ کے  
 کئے میں سے جو سو یا دو غافل ہو اور جو غافل ہو اور جو محجوب ہو اور جو باعث تھا جو میں نے اپنی انکون  
 میں شک کا سرور ڈالا تھا تاکہ میں سوؤں نہیں۔ حضرت عیسیٰ سے انکی ابتدا کے زمانہ میں  
 انہوں نے کہا تھا کہ اگر ایک جہود سے دوسرے جہود تک تمہارے دل میں اس کے سوا  
 کوئی اور خیال آئے تو پتھر میرے پاس حاضر ہونا حرام ہے۔ انکا قول ہے کہ خانہ کعبہ  
 میں خلیل علیہ السلام کے آنا بہن اور دل میں اس کے ذہل کے اور خانہ کعبہ کے بھی ستون بنا  
 اور دل کے بھی۔ مگر اُس کے ستون چٹانوں کے بین اور دل کے ستون انوار معرفت کی کاٹوں  
 کے۔ یہ کہتے تھے کہ بنی عامر کے مجنون سے کسی نے پوچھا کہ کیا تم کو نبی سے محبت ہے  
 اُس نے کہا کہ نہیں۔ پوچھنے والے نے کہا کہ یہ کیوں۔ اُس نے کہا کہ اس لیے کہ محبت تو  
 وصال کا ذریعہ ہے اور اب ذریعہ ہوا ہو گیا اب تو نبی میں ہون اور میں ملی ہوں۔ ابن  
 بشر لوگوں کو منع کیا کرتے تھے کہ شہابی حر سے نہ ملو اور انکی باتیں نہ سناؤ۔ مگر ایک  
 دن ابن بشر شہابی حر کا استخارہ لینے کو آئے اور انہوں نے شہابی سے پوچھا کہ بائج  
 اذیتوں میں کس قدر زکوٰۃ ہے۔ اس پر شہابی حر نے سکوت کیا تو ابن بشر نے اس پر بہت زور  
 دیا۔ آخر شہابی حر نے کہا کہ شرع سے تو ایک بکری واجب ہے اور ہم جیسے لوگوں پر کل اوقٹ  
 اس پر ابن بشر نے پوچھا کہ اس زکوٰۃ میں آپ کے کوئی مقتدا بھی ہیں۔ انہوں نے  
 کہا کہ ہاں۔ بشر نے پوچھا کہ کون۔ انہوں نے کہا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جنہوں نے  
 اپنا مال سارے کا سارا دیدیا تھا اور اس پر بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا تھا کہ  
 تم نے اپنے بال بچوں کے لئے کیا چھوڑا ہے تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ اس کے اُس کے  
 رسول کو پڑھنا کہ ابن بشر واپس چلے گئے اور اسکے بعد سے کبھی کو شہابی حر کے پاس نہ آئے

سے منع نہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول **قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ كَيْفُضُوْا مِنْ اٰمَارِهِمْ** کے متعلق انہوں نے کہا ہے کہ سر کی آنکھوں کو ان چیزوں سے بچنی کر دیجو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اور دل کی آنکھوں کو غیر خدا سے بچنی کر دو۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول **اِنَّ اَكْبَرُ مَكْنٍ اَنَّ اللّٰهَ يَقْلِبُ السُّلُوْلِمَ** کے بارہ میں انہوں نے کہا ہے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کا قلب ہے کیونکہ وہ عبد کی خیانت اور مقتدر پر چاہے جسطرح کا ہونا راض ہونے سے بچا ہوا تھا۔ ان سے حدیث اذ اسرا تیم اهل البلاء عرفا مسطوریکم العافیہ (جب تم بلاد النکودیکو تو اپنے پروردگار سے عافیت کی درخواست کرو) کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ بلار دالے وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ سے غافل ہیں۔ ایک عید کو انہوں نے دو نئے کپڑے زیب تن کئے اور لوگوں کو دیکھا کہ کپڑوں کی وجہ سے ایک دوسرے کو سلام کرتا ہے اس سبب انہوں نے اپنے دو نوں کپڑے تنور میں ڈال دیے۔ اور اسکا باعث جو پوچھا گیا تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے جاکر جسکو یہ لوگ پوچھتے ہیں اُسکو جلادوں۔ اسکے بعد انہوں نے نیلے اور سیاہ کپڑے پہنے۔ اور انکی عادت تھی کہ جب انکے پاس کوئی فقیر آتا تو اس سے کہتے کہ کو تمہارے پاس کوئی خیر یا کوئی

نشانی بھی ہے بعد اس مضمون کا شعر بڑھتا ہے ۵

نہ پوچھو حال یسلی کا کوئی بھی یہ نہیں کہتا

یقیناً ہے مجھے معلوم منزل اسکی سے اُس جا

۵ اٹارہویں پارہ کا دواں رکوع (سورہ نوزکی تیسویں آیت) مسلمانوں سے کہو کہ اپنی آنکھیں بچی رکھیں۔

۵ اونیسویں پارہ کا دواں رکوع (سورہ شہرا کی نویسویں آیت) مگر جہاک دل نیکر خدا کے حضور میں حاضر

حافظ علیہ الرحمۃ

کس نہایتی کہ منزل لگے معشوق کجا است  
ایں قدر ہست کہ بانگ جر سے می آید

پروہ کہتے کہ تیری ہی عزت وجلال کی قسم ہے کہ دونوں جہان میں تیرے سوا کوئی خبر  
دینے والا نہیں ہے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ آفتابوں کے آفتاب کی نسبت تمارا کیا لگان  
ہے وہاں جاکر سب ظلمت ہی ظلمت ہیں۔ نقل ہے کہ شبیہ کی مجلس میں ایک شخص  
زور سے چیخا تو اسکو امنون نے وجاہ میں ڈال دیا اور کہنے لگے کہ اگر سچا ہوگا تو اللہ تعالیٰ  
اسکو اسطرح نجات دے گا جسطرح موسیٰ علیہ السلام کو اس نے نجات دی تھی  
اور اگر جھوٹا ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرعون کی طرح اسکو بھی غرق کر دے گا۔ اور کہا کرتے تھے  
کہ جس نے مجاہدون کے ذریعہ سے حق کو تلاش کیا اپنے مطلوب سے دور جا پڑا اور  
جس نے حق تعالیٰ کو اُسی کے ذریعہ سے ڈھونڈا وہ اُس تک پہنچا اور اُس کے بعد اس  
مضمون کے شعر پڑھا کرتے تھے

سُئیلِ ثریا کا کیا جوڑ ہے      دونوں ہوں اگیا یکنہیں  
وہ ہے زمیت افواہی خاکِ بین      فلک اس سے ہوشام کی سرزمین

(۲۰۶) ابو محمد عبداللہ بن محمد ترش نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ

ابو حفص و ابو عثمان و جنید رحمہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہے اور بغداد میں اقامت اختیار

۷۷ ترجمہ ۷۷ کان بن منزل مشرق کسکو ہے معلوم ہو ہے تو یہ کجس کی صدائیں آتی ہیں ۱۲

کی یہ بات کہ بزرگانِ عراق میں کیا سے زمانہ ہوے۔ لوگ کہتے تھے کہ تصوف میں  
 بغداد کے عجائب تین بزرگ ہوئے اشارات میں شبلی۔ مکاشفات میں قزحی اور  
 حکایات میں جعفر خلدی۔ یہ تینوں کی سجد میں ہاکرتے تھے اور تین سو اٹھائیس سترہ ہجری میں بغداد  
 سے اصلی دارالسلام کو سدبارے۔ انکے کلام یہ ہیں:۔ غیر خدا سے دل کا تکیں  
 پانا ایک خدا ہے جس میں اللہ تعالیٰ بندہ کو دنیا میں مبتلا فرماتا ہے۔ چیزوں کی تحقیق  
 چلی گئیں اور اُنکے نام باقی رہ گئے پس نام موجود ہیں اور دستِ حق مسطور ہیں اور انوں  
 کے اندر دعوے چھپے ہوئے ہیں اور زبانیں انکو بیان کر رہی ہیں اور غریب یہ  
 زبانیں اور یہ دعوے بھی چلے جائیں گے پس نہ کوئی زبان گر یا پالی جائے گی اور  
 نہ کوئی مدعی صائب ملے گا۔ اور مسلمان خلق کا محبوب ہوتا ہے اور مومن خلق سے غنی  
 ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ انہوں نے رمضان کے اخیر عشرہ میں اعتکات کیا اور متعبدوں  
 کو تہجد اور قاریوں کو قرآن پڑھتے دیکھا تو یہ اعتکات تو عکردان سے باہر نکل آئے۔  
 اور اسکا باعث جو پہچان گیا انہوں نے کہا کہ جب میں نے انکو اپنی طاعت کے تین بڑی  
 چیزیں سمجھتے اور اپنی عبادت پر بہرہ و ساکرتے دیکھا تو اس خوف سے کہ کمین ان پر بلا نازل  
 نہ ہو مجھے نکل بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

(۲۰۷) ابوعلی رودباری۔ جنکا نام احمد بن محمد تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ



یہ کسی کی ذریعات میں سے اور بغداد کے باشندے تھے۔ انہوں نے مصر میں کثرت  
 اختیار کی تھی اور وہاں کے شیخ تھے۔ اور تین سو اٹھائیس سترہ ہجری میں وہیں وفات پائی اور انہیں



ذوالعنون مصری کے قریب دفن ہوئے۔ جنید و نویری و ابو حمزہ بغدادی کی صحبت میں رہے تھے۔ اور حدیث کے حافظ خوش طبع اور طریقت کے عارف تھے۔ اپنے استادوں پر فخر کرتے اور کہتے تھے کہ میرے شیخ تصوف میں جنیدؒ، فقہ میں ابو لیباسؒ بن مریج، ادب میں ثعلبہؒ اور حدیث میں ابراہیم حلی تھے رضی اللہ عنہم اجمعین۔

انکا قول ہے کہ اشاعت اُس سے جدا ہونے کے سوا کچھ نہیں ہے جو شاذ الیہ میں سے دل میں موجود ہے اور حقیقت میں یہ ہے کہ اشارہ کے ساتھ علقین ہوتی ہیں اولیٰ قین حقائق سے دور ہیں۔ آں سے کسی نے کہا کہ ایک شخص باجے سنا اور کہتا ہے کہ یہ میرے لئے حلال ہیں کیونکہ میں ایسے درجہ پر پہنچا ہوں کہ اختلاف مجھ میں اثر نہیں کرتا اسیر انون نے کہا کہ ہاں پہنچا تو ہے مگر جہنم میں یہ کہتے تھے کہ اگر اہل توحید تجھ پر یہ کی زبان سے کلام کریں تو کوئی عاشق باقی نہ رہے جسکو موت نہ آجائے۔ کیونکہ چیزیں اُسکے حضور میں آسکتی ہیں وہ تو معاہدہ اپنی ذاتوں کے اپنی ذاتوں سے اُس میں نما ہو گئی

عہ یہ شافعی مذہب کے عظیم ائمہ اسلام کے اماموں میں سے تھے۔ انیسویں کے زریو سے مذہب شافعی اکثر مکرہ بن چلا۔ سارے دن سال کی عمر میں ۲۵۔ جمادی الاول ۳۳۰ ہجری میں بغداد میں فوت ہوئے مترجم مختصر از ابن خلکان ۱۲ عہ ابو الجاسر کنیت احمد نام اور ثعلبہؒ تھے۔ خود طریقت میں کوئیون کے امام تھے۔ ابن الاعرابی و دیگر بن بکار کے شاگرد۔ اور افقش اسرار ابو بکر بن الابرار و غیرہ کے استاد تھے۔ بقول سیرت شافعی بن بکار اور ۲۹۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ ۱۲ مترجم مختصر از ابن خلکان۔

عہ مشہور اماموں میں سے خانہ حدیث اور امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کے سزاوارتہ شاگرد تھے۔ غریب الحدیث اور سب سے سنا یاد دوسری کتابیں ہیں انکی تالیف میں ۵۹۰ سن پیدا ہوئے ۴۰۳۰ ہجری میں فوت ہوئے۔ ۱۲

ترجم از فتاویٰ الوفاات و تاج العروس

مہین یا کوئی چیز مین اس سے غائب ہو سکتی مہین وہ تو اسی کے ذریعہ سے اپنی صفات  
 کے ساتھ ظاہر ہوئی مہین پس پاک ہے وہ جس کے سامنے نہ کوئی چیز حاضر ہے اور نہ  
 جس سے کوئی شے مانع ہے۔ جب قلب کو ذات حق کے مشاہدہ کا شوق ہوتا ہے  
 تو انکو اسرار انوار کئے جاتے ہیں پس انکو سکون ہو جاتا ہے اور وہ انکی طرف مائل ہو جاتے  
 ہیں اور ذات تجلی کے بہت تک پردہ مین رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے قول **وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ**  
**الْحُسْنٰی** فادعوہ بھا **الْاَسْمَاءُ** کا مطلب یہی ہے کہ حقایق کے اور اک مین ان  
 اسرار پھیرد۔ حق تعالیٰ نے نامون کو خلق کے لئے اس واسطے ظاہر کر دیا کہ عاشقون کے  
 دل ان سے تسکین پائیں اور عارفون کے دل ان سے انس حاصل کریں۔ مشاہدات  
 دہون کے لئے ہیں۔ مکاشفات باطن کے لئے معانیات بصیرتون کیلئے اور مہربانیاں  
 آنکھون کے لئے۔ جسے اپنے آپ کو ایک مرتبہ بھی دیکھا وہ موجودات مین سے کسی  
 چیز پر عبرت کی نگاہ ڈالنے سے اندھا ہو گیا۔ جب کسی نے دعویٰ کیا تو ضرور حقان  
 سے خالی کر دیا گیا اور اگر وہ کسی چیز مین تحقیق کو پہنچا ہوتا تو حقیقت ہی اسکی طرف  
 سے بولتی اور اسکو دعوے کا محتاج نہ رکھتی۔ اور تصوف معشوق کے دروازہ پر ڈھکی  
 دینے کا نام ہے گو ہنگال ہی کیون نہ دیا جائے۔ اور ایک اور مرتبہ جو ان سے تصوف  
 کے بارہ مین پوچھا گیا تو انہون نے کہا کہ تصوف دوری کی کدورت کے بعد قرب کی صفات  
 کا نام ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو بغیر آپس کے وعدوں کے  
 ایک جاہل ہوتے اور بغیر باہمی مشورہ کے متفرق ہو جاتے تھے۔ ان سے جب کوئی بغیر جاننے کی

**عہ** نوین بارہ بار جو ان کو کوع (سورہ اعراف کی ایک سو اسیویں آیت) اور اللہ کے نام اچھے ہیں تو اس کے

اجازت چاہتا تو یہ جواب نہ دیتے اور منہ پھیرتے اور کہتے تھے کہ یہ بھی بندہ سے اللہ تعالیٰ کے ناراض ہونے کی ایک علامت ہے کہ ذکر کی مجلس جب طول پکڑے تو وہ گہرائی لگے کیونکہ اگر وہ اسکو دست رکھتا تو اسکی حضوری کے ہزار برس جی آنکھ جھپکنے کے برابر نظر آتے۔ انکا قول تھا کہ ایسے کاملوں کے سوا جن پر اللہ تعالیٰ کی بہت چھا لگی ہو اور ان کو مناسب نہیں ہے کہ کم عہدوں کی تعلیم و تربیت کریں اور ایک کامل نو عمر رکھوں کو تعلیم کرتے تھے مگر جب تک انکی ڈاڑھیان نہ کلقتی تین بہت ہی توڑے آدمی اُن سے واقف ہوتے تھے۔ یہ کہتے تھے کہ ہمارے پاس بغداد میں بین الجوان تھے اور ہر ایک کے ساتھ ایک ایک نو عمر بچا کھانا۔ یہ سب کے سب ایک جگہ میں جمع تھے۔ اور انہوں نے نو عہدوں میں سے ایک کو اپنی ضروریات لانے کو بازار بھیجا دسے بہت دیر لگائی اور ان کو کون کو اسکی دیر پر غصہ آیا۔ آخر وہ ہنستا ہوا اور ہاتھ میں ایک خرزہ اٹھاتا ہوا پہنچا۔ یاروں نے اس سے پوچھا کہ یہ خرزہ تو کتنے میں لایا۔ اُس نے کہا کہ بس درہم (سواچہ روپے) میں۔ یاروں نے کہا کہ اسقدر گران ہونے کا سبب اُس نے کہا کہ میں نے ایک فقیر کو اس پر ہاتھ رکھتے دیکھا اسلئے میں نے خیال کیا کہ اُس کے ہاتھ رکھنے سے تمکو برکت حاصل ہوگی۔ اُس کے اس فعل سے سب خوش ہوئے اور سب نے خرزہ کو آپس میں تقسیم کیا اور اُسکو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ اہل طریق کی تعلیم پر سے دل میں اور زیادہ کرے چنانچہ وہ نو عمر بہت بڑے اہل طریق میں سے ہو کر مرا۔

ابو علی رود باری نقیون کو حلو اکلا یا کرتے تھے اور ایک مرتبہ انہوں نے کئی بورے تھنڈے لگوایا اور حلو ایون کو بلوا کر اُسکی دھاریں مع مزاجان اور گنگردن کے قند ہی کے سفش ستونوں پر نوائیں۔ اور جب یہ میٹھی گڑنا یا لیا رعلا رت بنکر کھڑی ہو چکی تو صوفیوں کو بلوا کر

اُسکو ڈھوایا۔ ٹھوایا اور مٹوایا۔ اور خود شکر خدا کرتے رہے۔

(۲۰۸) ابو علی محمد بن عبد الوہاب ثقفی رحمہ اللہ تعالیٰ

(علاء اللہ علیہ)

ابو حفص اور مدون قصار سے ملے اور اکثر علوم شیعہ کے نام تھے اور اُس کے ہر فن میں دست گاہ تمام رکھتے تھے۔ بعد کو انہوں نے اپنے اکثر علوم کو بیگار کر دیا اور علوم صوفیہ کو اپنا شغل بنایا اور اُس میں بہت ہی عمدہ تقریریں کیں اور فیثا بومین انبیین سے تصوف کا طور ہوا۔ عیوب نفس اور آفات افعال پر تمام بزرگوں سے انکی تقریریں عمدہ ہوتی تھیں تین سو اٹھائیس مسئلہ جہزی میں راہی ملک تھا ہوئے۔ اسکا انوال میں سے ہے۔ کمال عبودیت یہی ہے کہ علی اشعار کی معرفت بالکلیہ بہرہ فاسد ہے۔ جو شخص بڑے لوگوں کی صحبت میں طریق خدمت کے سوا اور طرح پر رہا وہ اُس کے فوائد اور انکی نکاہوں کی برکات سے محروم رہا اور اُس پر اُس کے انوار کچھ ہی ظاہر ہونگے جسچہ نفسانی خواہش غالب ہوگی اُس سے اُسکی عقل پر شیدہ رہیگی۔ غفلت نے لوگوں کی معاش و افعال و احوال کی راہوں کو وسیع کر دیا ہے اور بیاری و پرہیز کاری نے لوگوں کے لئے اوکو تنگ کر دیا ہے۔ اگر کوئی شخص سارے علوم کا جامع ہو جائے اور بہت گروہوں کی صحبت میں رہے تو یہی مردان راہ کے رتبہ کو نہیں پہنچ سکتا مگر کسی پیر یا ادب دینے والے نصیحت کر لیا اے پیشوا کی تباہی ہوئی ریاضت سے اور جس نے ایسے حکم کر لیا اے اور منع کر لیا اے سے جو اُس کے افعال کے عیوب اور اُس کے نفس کی رعونتوں سے آگاہ کرتا رہا جو ادب نہ سیکھا ہو اُسکی پیروی معاملات

کی درستی میں جائز نہیں ہے۔ اس امت پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں کوئی  
 مومن اچھی طرح سے زندگی بسر کر سکے گا مگر کسی منافق پر ہر دسا کرنے کے بعد۔ اور یہ  
 اپنی تقریر میں بیان کرتے تھے کہ اسے وہ شخص جسے ہر شے کو لاشے پر بیچ ڈالا اور  
 ہر شے کے بدلے لاشے کو خریدتا۔

(۲۰۹) ابو عبد اللہ محمد بن منازل نیشاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہاشمہ گروہ کے سنیچ اور نیشاپور میں کیٹاے روزگار تھے اور انکا ایک خاص طریق  
 تھا جس میں یہ منفرد تھے۔ حمد بن قنصہ کی صحبت میں رہے اور انکا طریق سکھایا  
 تھا ہری علوم کے عالم تھے اور انہوں نے بہت حدیثیں لکھی تھیں۔ ابو علی تقفی انکی حرمت و  
 عظمت اور بہت قدر کرتے تھے تو قیس بن اویس شلبہ ہجری میں نیشاپور سے راہی بیت ہوئے۔  
 انکے کلمات میں سے ہے۔ جس فقیر نے کسب اور روزگار کئے جانے کی ذلیقن نہ  
 اُٹھائیں اُسی میں کچھ بدلانی نہیں ہے۔ جس نے اپنے نفس سے اپنے نفس کا سایہ  
 اُٹھایا لوگ اُسکے سایہ میں رہیں گے۔ آجی زبان سے اپنا حال بیان کیا کرو اور دوسروں  
 کے احوال کے ناقل نہ بنو۔ آپ نے علم سے جب خود تمہیں منفعت ہوے تو اور کوئی اوس  
 سے کیونکر نفع پائیگا۔ جس نے ایسی چیز کو ضروری بنایا جسکی اُسکو حاجت نہیں ہے اُس نے  
 اپنے احوال میں سے اُس چیز کو منہ لے لیا جسکی اُسکو حاجت ہے اور جو اسکے لئے لاجری  
 ہے فقیروں میں سے جس نے کسی ایک ذریعہ کو بھی ضائع کیا ضرور وہ سنتوں کے ضائع کرنے  
 میں مبتلا ہوا اور جو فقیر سنتوں کے ضائع کرنے میں مبتلا ہوا وہ بدعتوں میں مبتلا ہوئے

تربیب پہونچا۔ کسی کے لئے کسی حال میں تسلیم اور دعویٰ دو دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔  
 اگر کسی بندہ کی عمر میں ایک سانس ہی بغیر ریا و شرک کے درست ہو جائے تو اس کی  
 بکیتیں آخر زمانہ تک اوسپر اثر کریں۔ ہمارے دل میں تو ربوبیت کے اوصاف پہچھے ہوئے  
 ہیں جو عبودیت کا انظار کھلے کرتے ہوئے جس شخص کے علموں میں سے کسی چیز  
 کی نیکو احتیاج ہو اس کے عیبوں میں سے کسی پر نظر نہ ڈالو کیونکہ اس کے عیبوں کا دیکھنا  
 مکبروں کے علوم کے فائدہ سے محروم رکھے گا۔ اور تمہارے وقتوں میں سے سب سے  
 زیادہ فضیلت اُسوقت کو ہے جس میں لوگ تمہاری بدگمانی سے بچے رہیں۔

### (۲۱۰) ابومغیث حمین بن منصور حلاج رحمہ اللہ تعالیٰ



یہ اصل میں بیضا فارس کے تھے مگر ملک عراق کے شہر واسط میں انہوں نے نشوونما  
 پایا تھا۔ جنید گوری و عمر بن عثمان کی دغولی و غیر جم جمعہ امرا جمعیں کی صحبتیں پائی تھیں۔  
 بزرگان دین کو اس کے معاملہ میں اختلاف ہے۔ اکثر بزرگوں نے اہل تسلیم نہیں کیا اور  
 اسکا انکار کیا ہے کہ تصوف میں انہوں نے قدم ہی رکھا تھا۔ اور بعض نے اہل قبول کیا  
 اور صوفی مانا ہے۔ آخر الذکر کو گون میں ابو العباس بن عمار محمد بن حنیف اور ابو القاسم

عمر بن محمد کہتے ہیں کہ اصل عربی میں دو وزن تھے ”محمد بن حنیف“ لکھا ہے۔ لیکن غور کرنے سے معلوم ہوا کہ غنہ  
 بن حنیف صحیح ہے نصیف کا تیسے خفیف کا حنیف ہو گیا ہے۔ اسے کہ محمد بن حنیف نام کے کوئی بزرگ  
 نہ رسالہ تشبیہ میں مذکور ہیں اور نہ اس کتاب میں۔ حالانکہ ابو العباس بن عمار اور ابو القاسم نعم آبادی  
 کے ساتھ بطریق استناد اٹھانام لیا جاتا ہے اور اس امر کا مقتضی ہے کہ وہ بھی بڑے پایہ کے شخص ہوں۔

نصر آبادی ہیں۔ ان بزرگوں نے انکی ستائش کی۔ انکے حل کو درست بتایا۔ انکے کلام کو نقل کیا اور انکو ایک محقق قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ تہذیب حنیف کہا کرتے تھے کہ حسین بن منصور ربانی عالم تھے۔ تین سو نو سنت ہجری کی چوبیسویں ذیقعدہ کو شہرہ کے در بندہ کے باب الطاق میں قتل ہوئے مین گمنا ہون کے پیشہ ابن خلکان مین جو کچھ لکھا ہوا دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ ”حسین حلاج قتل کئے گئے مگر کوئی ایسی بات جو قتل کا موجب ہو انکی نسبت ثابت نہ ہوئی تھی“ اور امام قشیری نے جہان اہل سنت کے عقائد کے ساتھ انکے عقیدہ کا ذکر آغاز کتاب مین انکی نسبت حسن ظن کا دروازہ کھولنے کیلئے کیا ہے دہن انہوں نے انکے پاک صاف ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے بعدہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴) بہر حال مین اس خفیہ غلطی کو نظر انداز کر کے اور اپنے نزدیک اسکو صحیح مگر کہ وہ اس نام پر مبنی خفیہ ہی ہے کہ ہوں کہ اس کتاب کے تراجم نمبر (۱۸۵) و (۲۳۴) و (۲۳۹) کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تینوں بزرگوں مین سے ہر ایک پر اسے خود ایسے معاملہ مین جیسے کہ حلاج کا ہے نوی جنت ہے۔ کیونکہ یہ تینوں جامع علوم ظاہر و باطنیہ اور منصور حلاج کے معصرتے۔ علاوہ بران ابن خلکان نے منصور حلاج کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ امام ابو حامد احمد غزالی نے اپنی کتاب شفاۃ الاولیاء مین ایک باب منصور حلاج کی برائت مین لکھا ہے جس مین انہوں نے اونکے کلمات ”انا الحق“ وغیرہ کی بہت ہی عمدہ توجیہ و تاویل کی ہے۔ اور بتلایا ہے کہ عشق مین ایک درجہ ایسا ہوتا ہے کہ عاشق اپنے آپ کو سہمہ دار اپنے ہر گز و ریشہ مین مشوق ہی کو موجد دیتا ہے یہی مضمون اس فارسی کے مشہور شہر مین ادا کیا گیا ہے

من تو شدم تو من شدمی من تن شدم تو جان شدمی    تاکس نگویہ بعد از من دیگر م تو دیگرے  
مجنون کی بھی یہ حالت ہوئی تھی کہ ”انایلی“ ”انایلی“ ”انایلی“ راقم کا مقصود اس غامض رسائی سے یہ ہے کہ جو کچھ ظاہر و باطنیہ کے بے تحقیق ایسے لوگوں کو جہت کا ذکر دیتے ہیں وہ اپنے حین و ایمان پر

انکی نسبت جو گفتگو ہے اُسکے باعث مردان راہ گئے آخر میں انکا ذکر کیا ہے۔ اور  
 اپنے انکے متعلق مقدمہ میں شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔  
 انکے اقوال میں سے ہے کہ:۔ لوگوں کو نام کے پردہ میں رکھا تو زندہ رہے اور اگر  
 ان پر قدرت کے علوم کو بل دیتا تو ہر اس باختہ ہو جاتے اور اگر انکے لئے حقیقت  
 کو کو بل دیتا تو وہ ہی جاتے۔ اللہ تعالیٰ کے نام اور اک کی حیثیت سے نام میں اور  
 حق کی حیثیت سے حقیقت میں۔ جب بندہ ہٹ کر مقام عزت تک پہنچتا ہے تو اُسکے  
 خواطر کے ذریعہ سے اُسکو وحی ہوتی اور اُسکے باطن میں چہرہ ٹپٹا دیا جاتا ہے کہ تسبیح  
 کیا کرے اور حق کے سوا کس کا خیال اُس میں نہ آجائے پاوے اور عارف کی ملامت یہ ہے  
 کہ دنیا و آخرت سے فارغ ہو۔ ان سے پوچھا گیا کہ مرید کسکو کہتے ہیں تو انہوں نے کہا  
 کہ جو شخص کہ اپنے اول قصد میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نشانہ لگائے پس جب تک کہ  
 پونچنے میں عروج نہ کرے۔ یہ سولی پر تھے کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ تصوف  
 کیا چیز ہے۔ اُس سے کہنے لگے کہ یہ وہ چیز ہے جسکی سب سے ہلکی حالت یہ ہے جو  
 تم دیکھ رہے ہو۔ انکا قول ہے کہ جس نے اعمال پر نظر کی وہ معمول لڑ سے حجاب میں  
 رہا اور جس نے معمول لڑ پر نظر کی وہ اعمال کے دیکھنے سے حجاب میں رکھا گیا۔ جو شخص  
 غیر خدا کو دیکھتا یا غیر خدا کو یاد کرتا ہے اُسکو یہ کتنا جائز نہیں ہے کہ اپنے اُس خدا سے  
 یگانہ کو دیکھا ہے جس سے آحاد ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ جسکا توجہ کے انوار مست  
 کر دیتے ہیں اُسکو تخرید کے بیان سے رد کر دیتے ہیں اور جسکو تخرید کے انوار مست

(البقیۃ حاشیہ صفحہ ۲۵) رحم کریں اور دوسروں کو کتے کتے واقع میں خود ہی نہ ہو جائیں۔ اچھا خدا حسن ملن

کا ادنیٰ درجہ کھٹ لسان ہے ۱۲۔



کر دیتے ہیں وہ توحید کے حقائق زبان پر لاتا ہے کیونکہ جو کچھ باتیں دل میں چھپی ہوتی  
 ہیں انکو مست ہی ظاہر کر دیا کرتا ہے۔ جسے ایمان کی روشنی سے حق کو ڈھونڈنا وہ اس  
 شخص جیسا ہے جو سنا دین کی روشنی سے آفتاب کو تلاش کرتا ہے۔ اُس سے  
 زمین جدا ہوا نہ ملا۔ سچا متوکل اُس وقت تک نہیں کہتا جب تک کہ شہر میں اس کمانے  
 کا اس سے زیادہ مستحق موجود ہوتا ہے۔ حقونی کے بارہ میں ان سے سوال ہوا تو  
 انہوں نے کہا کہ وہ وحدانی الذات ہوتا ہے جسکو کوئی قبول نہ کرے اور وہ اللہ تعالیٰ  
 کی نسبت اور اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے۔ اور ایک شخص انکے پاس  
 آکر کہتا ہوا اور پوچھنے لگا کہ وہ حق تعالیٰ کون ہے جسکی طرف تم اشارہ کرتے ہو انہوں  
 نے کہا کہ جو سارے خلق کو بیار ڈالتا اور خود بہا زمین ہوتا ہے۔ ان سے کسی نے  
 پوچھا کہ موسیٰ علیہ السلام کا کلام کے وقت کیا حال تھا۔ انہوں نے کہا کہ وہی کے  
 لئے حق سے ایک ظہور بطورہ گریو اپس موسیٰ کا کوئی اثر باقی نہ رہا پھر موسیٰ نے فنا  
 ہو گئے اور موسیٰ کو موسیٰ کی کچھ خبر نہ رہی بعد اُس نے کلام کیا پس کلام کرنے والا ہی  
 وہ تھا جس سے کلام کیا گیا تھا کیونکہ موسیٰ جمع کی حالت میں آگئے تھے اور اپنے آپ  
 سے فنا ہو گئے تھے ورنہ موسیٰ خطاب کے برداشت کرنے یا اُس سے ایسا کرنے  
 کی طاقت کمان سے لاتے مگر وہ اللہ ہی سے قائم ہوئے اور اُس کے ذریعہ سے  
 انہوں نے سُنا۔ اَلْکَافِیُّ ہے کہ جب بندہ پر ہمیشہ بلا آتی رہتی ہے تو وہ اُس سے  
 مایوس ہو جاتا ہے۔ ابو العباس رازی کا بیان ہے کہ میرا بھائی حسین بن منصور کا  
 نام دم تارہ کہتا تھا کہ جب وہ رات آلی جسکی صبح کو وہ قتل ہو گیا اُسے تین دن سے  
 عرض کیا کہ میرے سزاوارتے کچھ وصیت کریں۔ انہوں نے کہا کہ اپنے

نفس سے کسی دم غافل نہ رہا اگر تم اسکو مشغول نہ رکھو گے تو وہ مگوشغول رکھے گا  
اور جب صبح ہوئی اور وہ قتل کے لئے باہر لائے گئے تو کہنے لگے کہ گھیزا کا ایک کو بیٹے  
لئے الگ کر لینا پس کرتا ہے۔ بعدہ وہ بڑی پہنے ہوئے اس مضمون کے اشعار پڑھتے  
اور اٹھلاتے ہوئے جاتے تھے ۵

میر احمد مبین جفا پیشہ تہی پلائی جو خود وہ بیتا ہے چل چکے دو رب نگاہی تیغ گئے ہستی سے کمانا ہے ثبوت	اُس سے مجھ کو نہیں بے اندیشہ میر بانو کا جیسا شہید ہے جان اوس سے مجھ کو نہیں شہید دوست ازور کا ہے اسی کا شکار
--	--

۶ کے بعد انہوں نے کہا کہ یَسْتَعْجِلْ بِهَا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُونَ بِکَ وَ  
الَّذِیْنَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَیَعْلَمُونَ أَنِّهَا الْحَقُّ۔ اُس کے بعد  
وہ کہہ بھی نہ بولے یہاں تک کہ جو ہونا مادہ اُنکے ساتھ ہوا۔ قصاصی کہتے ہیں کہ وہ جعفر بن  
معتضد کی خلاف میں قتل ہوئے اور پہلے اُنکے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ  
ڈالے گئے بعدہ اُنکا سر قلم ہوا اور آگ میں جلایا گیا خدا اُن پر رحم کرے۔ قنا د  
کہتے ہیں کہ ایک دن میں علاج سے ملا تو انہوں نے میرے سامنے پہلے اس مضمون کا  
شعر پڑھا ۷

ذہ اسی جان ہے یا مر مٹے گی	درِ جہان پہ یا جا کر رہے گی
----------------------------	-----------------------------

۸ پچیسویں پارہ کا قمر کوک (سورہ شوریٰ کی اشعار میں آیت) جھکو قیامت کا یقین نہیں دہ  
اُنکے لئے جلدی بچا رہے ہیں اور جو ایمان والے ہیں وہ اُس سے ڈر رہے ہیں اور جانتے ہیں  
کہ قیامت کا آنا برحق ہے ۱۲

اور پہلے انہوں نے اور چند شعر پڑھے جنکے ترجمے یہ ہیں ۵

دوئی مجھ میں اور حق میں باقی نہیں وہ خود مستل۔ دال و مدلول ہے یہی ہے عقیدہ یہی ہے یقین یہ ہے نور حق کی تجسلی بیان صنائع نہیں ذات باری پر ال	دلیل اسکی گونجیگو آتی نہیں یہی قول معقول و منقول ہے یہی میری توحید و ایمان دین جو ہے جلوہ گریبان بصدر زین شان حدوث انہیں۔ اور پر قدم اسکا حاکم
---	--

ابو العباس بن عطار رحمہ اللہ تعالیٰ کو حلاج نے یہ رقعہ لکھا تھا خدا تمہاری عمر و راز کرے  
اور تمہاری سنانوی مجھے نہ سنا ہے جسکی بناغہ ترین حکم قضاء قدر اور شہرت خبر ہے  
اور نیز تمہاری محبت و مودت کے گونگ ناگوں نقش اور رنگ رنگ انما جیگو نہ کوئی نامہ  
ٹھیک ٹھیک بیان کر سکتا ہے نہ کوئی خاصہ تفصیل کے ساتھ لکھ سکتا ہے اور نہ کوئی  
غتاب میٹ سکتا ہے بعد اُسکے نیچے اس مضمون کو عربی اشعار میں  
اد کیا تھا ۵

یہ نامہ میں تسکو تو لکھتا نہیں بہلا روح و عاشق میں ہی لُجہ ہے تھلا جو خط ہے وہی ہے مرا	مخاطب ہے خود روح میری جناب جو اسکی طرف سے ہوا اسکو خطاب ہر اک نامہ خود وہی ہے اپنا جواب
--	---

(۲۱۱) ابوالخیر اقطع (دست بریدہ) تیناتی رحمہ اللہ تعالیٰ



یہ اصل میں مغرب کے تھے اور نینات میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ انکی ولایت کی

علامتین اور کرامتین است در بین کمانگیاں موجب طوالت ہے۔ عملہ سبب الجملہ اور دو سکر بزرگوں رجم اللہ کی صحبتین میں رہے۔ اور توکل میں اپنے زمانہ کے یکتا تھے۔ درندے اور حشرات الارض ان سے مانوس تھے اور انکی فرست بڑی تیزی تھی۔ کچھ اور پرتین سو چالیس ہجری میں مصر سے راہی ملک بٹا ہوا سے اہل سارہ و ملیہ واقع قراقرظ مغربی کے بلوچین دفن ہوئے۔ انکے بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار مبارک پر پہنچا اور اسوقت میں ہوکا تھا میں کہا کہ یا رسول اللہ میں آپکا مہمان ہوں اور وہاں سے کنارہ ہو کر منبر کے نیچے سو رہا خواب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور وہ دون آنکھوں کے بائیں سینے بوسہ دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک روٹی مرحمت فرمائی اور اُس میں سے نصف میں نے کھائی اور خواب سے جب میں بیدار ہوا تو باقی نصف روٹی میرے ہاتھ میں تھی۔ آنکھوں نے جعفر علی کو لکھ دیا تھا کہ اس زمانہ میں فقیروں نے نگو جاہل قرار دیا ہے اور اسکے باعث خود تم ہو کر نوک کمال سے پہلے تم شیخ بن بیٹھے اور اردن کی ادیب اسوزی میں اپنے نفس کی تادیب سے غافل نہ گئے۔ آنکا قول ہے کہ اللہ کا ذکر کرنے والے کے لئے اُسکے ذکر کا کوئی معاوضہ سامنے نہیں آتا اور جب کوئی معاوضہ سامنے آیا تو وہ اپنے ذکر سے خارج ہو گیا۔ انکے پاس بغدادیوں کی ایک جماعت جبراتی ہوئی پوچھی اور یہ انکی باتوں سے گہرا لئے اسلئے اُنکے پاس سے باہر نکل آئے۔ اُسوقت ایک درندہ پہنچا اور اگر کے اندر چلا گیا۔ اُسکو دیکھا کہ ایک دوسرے سے چٹ گیا اور سب چُپ ہو گئے۔ انکی حالتیں بدل گئیں رنگ دگرگون ہو گیا اور بے ہوشی ہی خوف زدہ ہو گئے اُسوقت ابو الخیر نے اُنکے پاس آکر کہا کہ وہ دعوے کیا ہوئے اور پھر درندے کو اُنکے پاس

سے ہنکال دیا۔ ابراہیم رٹی کتے ہیں کہ میں ابوالخیر تنیاتی کو سلام کرنے کے ارادہ سے اُنکے پاس گیا ہوا تھا کہ مغرب کا وقت ہو گیا اور انہوں نے مغرب کی نماز پڑھی مگر سورہ فاتحہ درست نہ پڑھی اس پر میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں بیفائدہ سفر کر کے آیا ہوں حال نماز سے فریغ ہو کر میں طہارت کیلئے باہر نکلا تو مجھ پر شیر عظیمین لوٹ آیا اور اُن سے کہنے لگا کہ مجھ پر شیر چڑھا اسکو شکردہ باہر نکل آئے اور انہوں نے اسکو ڈانٹ بتائی اور کہا کہ کیا میں نے تجھے نہیں کہا ہے کہ میرے معانوں کے سامنے نہ آیا کر یہ شکردہ شیر کنارہ ہو گیا اور میں نے باہر جا کر طہارت کی اور جب میں واپس آیا تو انہوں نے مجھے کہا کہ تم ظاہری باتوں کے درست کرنے میں پہنچے اسلئے شیر سے ڈرے اور ہم چٹنی امور کی دستی میں مشغول ہوئے تو شیر جسے ڈرے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ دیکھو خبردار اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست نہ کرنا کہ مکہ مبرک عطا فرمائے بلکہ اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کرنا کہ تمہارے ساتھ نرمی کرے اسلئے کہ یہی بہتر ہے اور تمہارے جیسے لوگوں پر صبر کی تلقینان برداشت کرنی بہت دشوار ہے۔ زکریا علیہ الصلوٰۃ السلام جب بیویوں سے سبک بھاگ نکلے اور ایک درخت نے اُنکو آواز دی کہ میری طرف چلے آؤ اور وہ درخت اُنکے لئے پیٹ گیا اور وہ اُسکے پیٹ میں گھس گئے اور وہ درخت موائے ہر برابر ہو گیا تو اُنکے ایک دشمن نے اُنکی عمارت کو بکری اور دوسروں کو آواز دی کہ زکریا یہ رہے۔ چنانچہ اُن لوگوں نے آہ نکالا اور اُس درخت کو چیرنا شروع کیا اور جب آہ زکریا علیہ السلام پر پہونچا تو انہوں نے زور سے آہ کی اُسوقت اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ ہکو اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ اگر تم سے دوسری آہ نکلی تو میں بنوت کے دفتر سے تمہارا نام مٹا دوں گا آخر زکریا علیہ السلام نے وحی و باکرب کر لیا اور

دو ٹکڑے کر دئے گئے مگر اُن نہ کی۔ انکے اقل یعنی دست بریدہ ہونے کا سبب  
 یہ ہوا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد کیا تھا کہ میں کسی چیز کی عزت جسکو زمین اُگاتی  
 ہے خواہش سے ہاتھ نہ بڑھاؤں گا مگر انہوں نے بول کر اُن کے پودے سے ایک  
 خوشہ توڑا اور اُسکو چبا ہی رہے تھے کہ وہ عہد یاد آیا تو انہوں نے فوراً خوشہ کو  
 پھینک دیا اور جو منہ میں رہ گیا تھا اُسکو تھوک دیا اور شراب کر بیٹھ گئے یہ کہتے ہیں کہ میں ابھی  
 طلح سے بیٹھا بھی نہ تھا کہ سوار دن اور پیدل دن نے مجھے گیر لیا اور مجھے چلنے کو  
 کہا چنانچہ وہ مجھے لئے ہوئے اسکندریہ کے سمندر کے کنارہ پر پہنچے وہاں پہونچکر  
 میں نے دیکھا کہ ایک حاکم ہے اور اُسکے سامنے کچھ حبشی ہین جنہوں نے رہزنی کی تھی اور  
 سب اسی مجھے سبباہ فام دیکھ کر اور نیز اس وجہ سے کہ میرے پاس ڈھال - تلوار اور  
 حربہ دھتیار تھے یہ سمجھے کہ بلاشبہ میں ہی انہیں میں سے ہوں - خلاصہ یہ کہ حبشیوں  
 کے ہاتھ اور بانوں کاٹے گئے اور جب میری نوبت آئی تو مجھے بھی کہا گیا کہ اپنا ہاتھ  
 بڑھا چنانچہ میں نے بڑھادیا اور وہ کاٹ ڈالا گیا پھر کہا گیا کہ اپنا بان بڑھائیے اپنا بان بھی  
 پھیلا دیا اور کہا کہ اے میرے مہبود سہ دار و آقا میرا ہاتھ تو گنہگار تھا مگر میرے  
 بانوں نے کیا کیا ہے - یہ کہنا ہی تھا کہ ایک سو ارب پونجا اور حاکم کے بانوں پر گر پڑا اور  
 کہنے لگا کہ یہ ایک نیکو کا شخص ابو الخیر تینا قی کے نام سے مشہور ہے - یہ نیکو حاکم نے  
 اپنے آپ کو زمین پر ڈال دیا اور میرے کپٹے ہوئے ہاتھ کو زمین سے اٹھا کر بوسہ دیا  
 اور وہ مجھے پست کیا اور غر خواہی کرنے لگا میں نے اُس سے کہا کہ میں پہلے ہی سے  
 تجھے معاف کر دیا ہے ہاتھ نے گناہ کیا تھا اسلئے وہ کاٹا گیا ۵

ہر کس از دست غیر ناکہ کند  
 سعدی از دست خویش تن نہ یاد

## (۲۱۲) ابو بکر بن محمد بن علی بن جعفر کرتائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکی اصل بغداد سے ہے۔ جنید و نویری و ابوسعید خدری کی صحیفین پائین۔ انہوں نے مکہ معظمہ میں قاضی اختیار کیا و تین سو بائیس سال تک جہیز تک حسین انہوں نے وفات پائی وہیں رہے۔ یہ علم طریقت کے اُن اماموں میں سے ایک تھے جنکی طرف انگلیاں اُٹھتی تھیں۔ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ کرتائی جرم کے چراغ ہیں۔ انکے اقوال میں سے ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگو تو فوراً عمل شروع کر دو۔ اپنے جسم سے دنیا میں رہو اور اپنے قلب سے آخرت میں رہو۔ غفلت سے بیدار ہونے کے وقت کی پریشانی اور خطر نفس سے روگردانی اور قطعیت کے خوف کی لیکچر تعلیم کی عبادت سے افضل ہے۔ ایک مرتبہ انہوں نے ایک بوڑھے آدمی کو سوال کرتے ہوئے دیکھا کہ کہا کہ اس شخص نے اپنے چھٹین میں اللہ تعالیٰ کے کام کو ضائع کیا اسلئے جب یہ بوڑھا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اسکو ضائع کیا۔ اور انکا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج کا مرتبہ درست ہو اخلاص ہی درست ہوگی کیونکہ یہ دونوں ایسے حال ہیں کہ ایک دوسرے کے بغیر درست نہیں ہوتا۔ شہرت شیطان کی باگ ہے اور جینے شیطان کی باگ پکڑی اُسی کے پاس وہ رہا۔ ان سے پوچھا گیا کہ وہ شہرتیں کونسی ہیں جنہیں کسی اہل علم کو احتمالات نہیں بنے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا میں زہر نفس کی نجات اور خلق کی نصیحت۔ اور ان سے پوچھا گیا کہ دنیا کی نسبت زہد کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ چیز کے چلے جانے سے دل کا خوش ہونا اور تمام مخلوق کی اذیتوں کو برابر

برداشت کرتے رہنا اور جو عیببت اُسکو دُکُون سے پوچھنے اُسکی نسبت یہ کہنا کہ میں  
تو اس سے زیادہ کاسخراوار ہوں اور یہ کہنا کہ میں اگ کاسخراوار تھا اور خدا کاسختر  
پر صلیح ہو گئی۔ اور ان سے کسی نے پوچھا کہ عارف کسکو کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جو  
شخص پہلے کاموں میں اللہ تعالیٰ کے حکموں کی موافقت کرے اور اپنے احوال میں  
سے کسی میں اُسکی مخالفت نہ کرے اور اُس سے بے تکلف اُسکے اولیاء جیسی محبت  
کرے اور پلک جپکنے بہرہی اُسکے ذکر سے باز نہ رہے۔ اور انکا قول ہے کہ صوفیہ  
ظاہر کے غلام باطن کے آزاد ہیں۔ جب کسی ستر کیلئے حق کے حقائق کی غلی ہوئی تو  
اُس نے اُس ستر سے گمانوں اور آرزوؤں کو دور کر دیا کیونکہ جب کسی ستر پر حق چسپا گیا  
تو اس نے اُسکو مغلوب کر لیا اسلئے اُسکے غیر کا اُسمین کوئی اثر باقی نہ رہے گا۔ اللہ  
تعالیٰ کے شعلہ علم اُسکی کامل ترین پرستش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے  
ایک گردہ کی طرف دیکھا تو اُسکو اپنی معرفت کا اہل نہ پایا اسلئے اُسکو اپنی خدمت میں  
لگا دیا۔ اور ہم فقیروں کا گروہ اپنے ابدار امر میں غبار کے وضو سے صبح تک نماز میں  
پڑھا کرتا تھا مگر ہر جو پہننے دیکھا تو جو شخص ہم میں سے سو یا کرتا تھا اُسکو پہننے اپنے  
آپسے افضل پایا اُنکی عادت تھی کہ جب انکو کسی فقیہ کی نسبت خبر پہنچتی تھی کہ وہ دنیا  
کی طلب میں ایک قدم ہی چلا ہے تو اُسکو چوڑی بیٹھے اور کہتے تھے کہ یہ طریقہ کسے باہر  
نکل جانا ہے فقیہ کی توشان یہ ہے کہ دنیا ہی اُسکے پیچھے پیچھے چلے۔ ان کا  
بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ یا رسول  
اللہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ میرا دل مردہ نہ ہو غنیمت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ارشاد فرمایا کہ ہر روز چالیس مرتبہ یا اَحییٰ یا قیُّوْم لا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ (اے پروردگار)



زندہ رہنے والے اسے ہمیشہ قائم رہنے والے تھے سو اکوڑی مسجدیں تھیں (پڑھا کرو۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک حور دیکھی اور اُس سے میں نے پوچھا کہ تو کون ہے۔ اُس نے کہا کہ جنت کی حور بن مین سے ہوں۔ میں نے اُس سے کہا کہ تو مجھے بیاہ کر لے۔ اُس نے کہا کہ میرے اماں سے پیغام کرو۔ میں نے پوچھا کہ تیرا ماں کیا ہے۔ اُس نے کہا کہ نفس کو اُسکی لونگیاں سے روکنا۔ اُنکا قول ہے کہ تین سو نقیب ہوا کرتے ہیں۔ ستر نقیب چالیس اشک ابدال۔ سات اختیار۔ چار عمدہ (ستون)۔ اور ایک غوث۔ اور نقیبوں کا سکن مغرب۔ نخیبوں کا مصر اور ابدال کا ملک شام ہے اور اختیار رو سے زمین میں سیاحت کیا کرتے ہیں اور عمدہ زمین کے گوشوں میں رہتے ہیں اور غوث کا سکن مکہ معظمہ ہے۔ پس جب عامۃ خلائق کے معاملہ میں کوئی حاجت پیش آتی ہے تو اُس کے لئے نقیب اگر کوئی آتے ہیں پھر نقیب پھر ابدال پھر اختیار پھر عمدہ پھر غوث۔ مگر غوث کا سوال ختم ہی ہونے نہیں پاتا کہ اُسکی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ اُنکا مقولہ ہے کہ مخلوقات کے مانوس ہونا مقبوض ہے اور دنیا اور ابناء دنیا سے نزدیک ہونا معصیت ہے اور انکی طرف مائل ہونا عدل ہے۔ اُنکا قول ہے کہ عبادت کے بہتر باب میں جنہیں سے اکثر اللہ تعالیٰ سے حیار کرنے میں ہے اور ایک سبب قسم کی بلا ہوں میں۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ جو بندہ صبح کو اپنے دل میں دو فکرین یعنی فکر گناہ و فکر مال لیکر اُٹھا اوس سے جھگو کوئی واسطہ نہیں ہے۔

(۲۱۳) ابو یعقوب اسحق بن محمد بن جوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جنید۔ عمرو بن عثمان مکی۔ ابو یعقوب سہمی وغیرہم بزرگوار کی صحبتوں میں۔ اور بہت

برسوں تک حرم محترم کے مجاور رہے۔ اور عین ہوتیس سترہ ہجری میں خلیفہ بن سہارے  
لوگوں کا جو یہ قول ہے کہ ”سورنظن کے ذریعہ سے لوگوں سے بچو“ اس کے متعلق  
ان کا قول ہے کہ خود اپنے بارہ میں سورنظن ہونا چاہئے نہ اور ان کے بارہ میں۔ ان کا  
معتوا ہے کہ جسکی سیری کمانے سے ہے وہ ہمیشہ بیوکا ہے اور جسکی امیری مال سے  
ہے وہ ہمیشہ فقیر ہے اور جسکا باطن خلق کے عقیدہ کی طرف مائل ہے وہ ہمیشہ محروم ہے  
اور جو کسی امر میں غیر اعد سے مدد چاہتا ہے وہ ہمیشہ رسوا ہوتا ہے۔ اور یہ کہتے ہیں  
کہ اسدراون نے حقائق کو ڈھونڈنا تو خلائق کے سردار ہو گئے اور اسی لئے لوگوں  
نے کہا ہے کہ حق ڈھونڈنا نہیں جاتا کیونکہ جو کہ ہو گیا ہو وہ ڈھونڈنا چاہے اور اُسکا  
اور اک ڈھونڈنا جاتا ہے کیونکہ اُسکی کوئی انتہا نہیں ہے اور جو موجود کا وجود چاہے وہ  
دہو کے میں ہے اور جو کچھ ہمارے پاس موجود ہے وہ حال کی معرفت اور علم کا کشف  
بلا حال کے ہے۔ اسد تعالیٰ کے قول **وَكُنْزُ كُتُبِهِمْ بِحُجْرٍ مِّنْ دُونِهَا**  
**وَكُنْزُ الْوَفِيَّةِ مِثْلُ الْوَاهِدِ يَنْ كَيْ تَعْلُقُ يَهْ كَيْ تَعْلُقُ يَهْ كَيْ تَعْلُقُ يَهْ**  
علیہ السلام کی اہمیت دونوں جہان ہی قرار پاتی تو اُنکے مشاہدہ اور اُنکی خصوصیت کے  
اعتبار سے ناچیز بھی سمجھی جاتی۔ انکا قول ہے کہ دہون کے مشاہدہ کو تعریف کہتے ہیں اور  
روحون کے مشاہدہ کو تحقیق۔ جو شخص سب سے زیادہ اسد تعالیٰ کا عارف ہو اُسکو اُنکے  
اُسکے بارہ میں سب سے زیادہ تمیز ہے۔ ایک مرتبان سے اہل تصوف کو پوچھا گیا  
تو انہوں نے کہا کہ آہ آہ یہ ایک امت تھی جو باہکی بعدہ انہوں نے سوال کرینوالے

عہ ہارون پارہ کا بارہوان رکوع (سورہ یوسف کی بیسویں آیت) اور قافلے والوں نے کم دامن  
یعنی چند درہم کے عوض میں اسکو خرید لیا ۱۲

سے کہا کہ بھائی جان تصوف دلوں کے نعرے ہیں جو حضور کی امانتوں کے باعث نکلے ہیں اور یہ وہ امانتیں ہیں کہ جس وقت دل ذرّوں کی صورت میں تھے اُن کو حق نے مخاطب کیا تھا جسکی خبر اُسکے سچے بھائی کو بکلی کے ذریعہ سے دیکھی ہے اور اُنکا قول ہے کہ جو آنکھوں نے دیکھا ہے اُسکی نسبت علم کی طرف ہوتی ہے۔ اور جو دلوں نے دیکھا ہے اُسکی نسبت یقین کی طرف کیجاتی ہے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت جانکی کونسی راہ ہے انہوں نے سائل سے کہا کہ جاہلون سے بچو عالموں کی صحبت میں رہو علم کو کام میں لاؤ۔ اور ہنسہ ذکر کیا کہ وہب اہل طریق میں سے ہو جاؤ گے

## (۲۱۴) علی بن محمد مُزنی رحمہ اللہ تعالیٰ

سہیل بن عبد اللہ اور جنید بن محمد اور انبکہ طبقہ کے بزرگان بغداد کی صحبتیں اُٹھائیں۔ اور مکہ کی اقامت و مجاورت اختیار کی اور دہین تین سو اٹھائیس سالہ ہجری میں وفات پائی۔ بہت بڑے متورع اور عمدہ حال کے بزرگ تھے۔ اُنکا قول ہے کہ جب آخرت ظاہر ہوئی تو اُس سے دنیا فنا ہوئی اور جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ظاہر ہوا تو اُس میں دنیا اور آخرت فنا ہوئی اور جب اذکار مضبوط و استوار ہوئے تو بندہ اور اُسکا ذکر کرنا فنا ہو گئے۔ لاؤ نہ کو اور اُسکے صفات باقی رہ گئے۔ ان سے کسی نے توحید کو پوچھا تو انہوں نے کہا کہ توحید یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو بذریعہ معرفت کے ایک جانو اور اُسکو بذریعہ عبادت کے ایک جانو اور ہر چیز میں جو تکوینی یا مفسر ہو اُسکی طرف رجوع کرنے کے ذریعہ سے اُسکو ایک جانو اور یہ سمجھو کہ جو کچھ تمہارے دل میں گزر رہا ہے جسکی طرف تمہارا اشارہ کرنا ممکن ہو

اللہ تعالیٰ اُسکے خلاف ہے اور یقین مانو کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اوصاف اُسکی مخلوق  
 کے اوصاف کے مابین ہیں اُسکے اوصاف قدیم ہونے کے سبب سے مابین میں جسطح  
 کہ مخلوقات کے اوصاف حادث ہونے کی وجہ سے مابین ہیں۔ انکا قول ہے کہ اللہ  
 تعالیٰ کی طرف اُسے قدرِ اہمیتیں جیسا قدرِ تارے ہیں مگر اُن میں سے صرف ایک  
 ہی راہ رہ گئی ہے اور وہ فتنہ کی راہ اور سب راہوں سے سیدھی ہے جسے اپنے  
 آپ کے راہ ڈھونڈ ہی وہ پہلے ہی قدم میں ہٹکا اور جس سے ہمالیٰ جا ہی جاتی ہے  
 اُسکو چشمِ زدن میں راہ دکھلائی جاتی ہے یہاں تک کہ مقصد کو پہنچ جاتا ہے۔  
 جو اپنے عمل پر نازان ہو وہ صاحبِ استدراج ہے اور جو اپنے بُرے احوال کو  
 عمدہ سمجھتا ہو وہ مبتلا ہے مگر ہے اور جو اپنے آپ کو پہنچا ہو اگمان کرتا ہو وہ غرور میں  
 پینسا ہوا ہے اور سب سے عمدہ حال والے وہ بندے ہیں جو اپنے احوال میں معمول  
 ہوں ایک کے سوا کو مشاہدہ نہ کرتے ہوں اور نہ اُسکے سوا کسی سے مانوس ہوں  
 اور صرف اُسی کے مشتاق ہوں جسے اپنے پروردگار سبحانہ و تعالیٰ کے مشاہدہ  
 سے منہ پیرا اُسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی طاعت و خدمت میں پینسایا اور جسکے لئے احقر  
 کا ستارہ نکلا اُسکو اُسنے افراق کے دوسو سوں سے غائب کر دیا۔ یہ کہا کرتے  
 تھے کہ اگر تم کسی شخص کو پاک و صاف کر کے صدیق بنادو تو اگر پاک جبکے پہرے اُسکے  
 دل میں دنیا رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اُسکو کسی شمار میں نہیں لینے کا یہاں تک کہ اگر دنیا  
 کی جگہ دل میں صرف اللہ ہی ہے کہ اُسکو اپنے ہائیوں پر خرچ کرے گا تو یہی وہ  
 فلاح نہ پائے گا اور جسے دنیا میں سے قوت سے زیادہ رکھ چڑھا اُسنے دنیا کو  
 اپنے دل میں جگہ دی۔ اور اگلے زمانہ کے نیکو کار دنیا کو دل میں جگہ دینے کے

باعث بازی لے گئے اور اسکو انہوں نے اسدوانوں کی رہبانیت اور حواریوں کی  
 حالت مترار دیا تھا۔ اسپرمان سے ایک شخص نے کہا کہ اگر کوئی آدمی دنیا کو  
 اسلئے دل میں بگبگہ دے اُسکو اپنی ذات میں اور اپنی عیال وغیرہ میں خچ کرے  
 تو امین کیا ہے؟ اُسکے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہمیں ان لغزشوں سے ممان  
 رکھو۔ جو شخص کہ اس سے خدا کو چاہے اُسکو اس بارہ میں اللہ سے سچا ہونا اور  
 دنیا کے سارے دروازوں کو یکبارگی بند کر دینا چاہئے ورنہ اُسکو ظاہری علم کی طرف  
 رجوع کرنا اور اُسکی رعایت کرنا چاہئے بس اُسکے ذریعہ سے لے اور لوگوں کو دے  
 اور عام و خاص کا ذوق کرے۔ واللہ اہل طریقت میں سے جو ہلاک ہوا وہ اسی سے  
 ہلاک ہوا کہ اُسکے نفس میں غنا کی حلاوت باقی تھی اور ظاہری آمدنیوں کو اُسنے قبول  
 کیا اور ظاہری حالت پر وہ ٹھہرا رہا قسم ہے اُسی معبود کی جسکے سوا کوئی معبود نہیں  
 کہ میں ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جنکے پاس دنیاوی مال و اسباب آتا ہے اور اُسکو  
 وہ خاص کر اپنی ذات میں خچ نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں تقسیم کر دیتے  
 ہیں اسپر ہی باوجود بری الذمہ ہونے کے یہ ام اُنکے لئے حجاب اور اللہ تعالیٰ سے  
 قطع کر دینے والا ہے۔ انکا قول ہے کہ اگر تم میں سے کسی کے پاس ایسی جگہ سے  
 کما نا آئے جسکا اُسکو گمان بھی نہ ہو تو اُسکو کما لینا چاہئے کیونکہ ایک مرتبہ میرے  
 سامنے کما نا پیش ہو اور میں نے اُسکو کما لیا تو چودہ روز تک مجھے بہوک کی مار پڑی بے شک  
 کہ جب میں سمجھا کہ میری سزا ہوئی ہے اور میں نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی تو مجھ سے بہوک  
 کی تکلیف دور ہوئی ورنہ میں ہلاک ہی ہو گیا تھا۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ بندہ کی خود پسندی  
 اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے ہوتی ہے اور یہ ابدی ہنوشی تک پہنچاتی ہے۔ خدا

اس سے محفوظ رکھے۔

## (۲۱۵) ابو علی حسین بن احمد کاتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مصریوں کے بڑے پیران طریقت میں سے تھے۔ ابو بکر مصری دابولی رودباری وغیرہ کی صحبتوں میں رہے تھے اور اپنے وقت کے یکتا تھے یہاں تک کہ بوغمان مغربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں کہا تھا کہ دابولی بن کاتب سالکوں میں سے ہیں اور مغربی رحمہ اللہ تعالیٰ ان کی تعظیم اور ان کی شان کی عظمت کرتے تھے کچھ اور پتین سوچائیں ہجری میں ملک بقا کو سدھارے آنکا قول ہے کہ معتزلہ نے عقل سے اللہ تعالیٰ کی تشبیہ کی اسلئے خطا کی اور ہنوفیہ نے علم سے اللہ عزوجل کی تشبیہ کی اس لئے یہ بلیک نشانہ پر پونچے جس نے حکمت کی بات سنی اور اُس پر عمل نہ کیا وہ منافق ہے۔

آلہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے ہم پر صبر کیا وہ ہم تک پہنچا۔ بدکاروں کی صحبت بیماری ہے اور اُسکی دوا اُنکی مفارقت ہے۔ عاشقوں سے نسیم محبت کی خوشبوئیں پھوٹی ہیں گودہ اُسے چپائیں اور مہبت اُن سے ظاہر ہوتی ہے گودہ اُسے پوشیدہ رکھیں اور اُنکو چھپوانی ہے گودہ اوس پر پردہ ڈالیں۔ سب چیزوں کی پیشہ رہمت ہے اسلئے جس نے مہبت کو درست کیا اُسکے پاس اُسکے توابع بھی سچے اور درست ہو کر آئینگے کیونکہ فرعون احوال کی تابع ہوا کرتا تھا اور جس نے اپنی مہبت کو مہمل رہنے دیا اُسکے پاس اُسکے توابع بھی مہمل ہو کر آئینگے اور مہمل احوال احوال حق تعالیٰ کی بے ماسک شایان نہیں ہیں۔ اور آنکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کو اپنی ذکر کی حلاوت عطا فرماتا ہے پس اگر

بندہ اُس سے خوش ہوا اور اُس کے شکریہ لایا تو اُس کو اپنے قربت و مناسبت فرماتا ہے  
اور اگر اُس نے شکر میں کوتاہی کی تو اُس کی زبان پر ذکر کو چھوڑ دیتا اور اُس کی حلاوت  
پر عین لیتا ہے۔

## (۲۱۶) ابوالکسیم بن جہان جمال رحمہ اللہ تعالیٰ

میرے بزرگوار گنہگاروں میں سے تھے خراز و بیہوش کی صحبتوں سے نصیب  
ہوئے تھے۔ بیابان میں نیکو سفر عزت پیش آیا۔ جبکہ سبب یہ ہوا کہ ان کے قلب  
پر کوئی کیفیت طاری ہوئی۔ اُسی میں یہ اپنے کلمہ کی سیدہ میں نکل کھڑے ہوئے  
لوگوں نے بیچ میدان میں جہان ریگستان تھا ان کو پڑا ہوا پایا۔ انہوں نے آنکھیں  
کھولیں اور کہا کہ تم جیسے عاشقوں کا بیمارستان ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ لوگ  
میدانوں میں پیاسے ہوتے ہیں۔ اور چرنیل کے کنارے پر پیاسا ہوں۔ ان کا قول ہے  
کہ جس صوفی کے قلب میں رزق کی فکر جاگزیں ہو اُس کے لئے برا بھلا کرنا اللہ تعالیٰ  
سے زیادہ تر قرینت کا باعث ہے اور عمل سے کسب و پیشہ و دستکاری وغیرہ مادیات  
اور یہ کہا کرتے تھے کہ دل کے اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہونے اور اُس سے تسکین  
پانے کی علامت یہ ہے کہ جب دنیا اُس سے چلی جاوے اور اُس کی طرف پشت  
کرے اور جو روٹی کہ اُس کو بلیغ و شفت ملا کرتی تھی وہ نہ ملے تو وہ قوی ہو جاوے  
و تارت کے اخلاق سے اُسی طرح بچتے رہیں جو مطہح حرام سے بچتے ہو۔ زبان سے  
اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا و درجات پیدا کرتا ہے اور قلب سے اُس کا ذکر کرنا قربت پیدا کرتا ہے

کفر سے تنہا صدیقوں کا حیلہ ہے اور اولیاء کی بڑی قدر و معرفت وہی کرتے ہیں جنکی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی قدر ہے۔

(۲۱۷) ابو بکر عبداللہ بن طاہر اہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۱۷)

بڑے بزرگانِ چل اور شبلی رضی اللہ عنہ کے ہمہ وزن میں سے تھے۔ یہ سب بن حسین رازی و ابو نفقر قرمسی بنی بغیہ بزرگوں کی صحبتوں میں رہے اور پھر ہرگز عالم تھے تین سو تین سو تیس ہجری کے قریب راہی ملک بقا ہوئے۔ انکے اقوال یہ ہیں۔  
جمع متفرقات کا جمع کرنا ہے اور تفرقہ مجموعہ کا جدا کرنا ہے اسلئے حبیب تم نے جمع کیا اللہ کما اور جب تم نے تفریق کی تو کوفین کی طرف نظر کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خلافت سے جو ان کے بعد انکی امت میں ہونے والا تھا اور ان صحبتوں سے جو دارونیا میں انہیں آنوالی تھیں مطلع فرما دیا تھا۔ اسی لئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو یاد کرتے تو اپنے دل میں اک گرہ سی پاتے تھے اسلئے اپنی امت کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ انسان جب حدیثِ مسلم کی باتیں برداشت کرتا ہے اُس قدر باپستان کی باتیں نہیں برداشت کرتا اسکے جواب میں انہوں نے کہا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ اُسکی ماں باپ اسکی فانی زندگی کے سبب ہوئے تھے ہین اور اُسکے ادب آموز اسکی فانی زندگی کے سبب اور اسکی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے ہوتی ہے کہ تم یا عالم ہو یا طالب علم اور اسکے پیچ میں نہ رہو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ انکا قول ہے



کہ سچ و محن میں تین بیتن ہیں تظلیہ تکفیر اور تذکیر تظلیہ (پاک کر دینا) بڑے گناہوں سے اور تکفیر اکفار و دینا) چھوٹے گناہوں سے اور تذکیر (یاد دلانا) اہل صفا کے لئے ہوتی ہے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ صالحوں کی ہمت یہ ہوتی ہے کہ بغیر نافرمانی کے طاعت کریں اور غلطیوں کی ہمت ثواب میں زیادتی کی ہوتی ہے اور عارفوں کی ہمت یہ ہوتی ہے کہ انکے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی عظمت بیٹھے اور اہل شوق کی ہمت یہ ہوتی ہے کہ جلدی سے موت آجائے اور مقربوں کی ہمت یہ ہوتی ہے کہ انکے دل اللہ تعالیٰ کی طرف جا کر رہیں ہوں۔

(۲۱۸) ابو مطفیہ قرمیسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



جبل کے دریاؤں میں بہت بڑے اور بزرگ اور پتے فترار میں سے تھے۔ عبداللہ خزاز اور اس کے اوپر کے بزرگوں کی صحبت میں پالی تھیں۔ اور اپنی روش میں لگاتے تھے۔ انکا قول ہے کہ روزے میں طبع صبح کے ہوتے ہیں اور روزہ امید کو گناہ کرنے سے ہوتا ہے اور فصل کا روزہ نفس کی خواہش کا خلاف کرنے سے اور نفس کا روزہ کہانے پینے اور محارم سے رکھنے سے۔ یہ کہتے تھے کہ جو شخص نوجوانی کی صحبت میں سلامت و نصیحت کی مشالہ کے ساتھ رہتا ہے اُسکو یہ صحبت بلا میں مبتلا کرتی ہے چہرہ اسکا کیا پوچھنا ہے جو انکی صحبت میں بغیر مشالہ سلامت کے رہے۔ انکا قول میں سے ہے کہ خفیہ دن میں سے نہایت ذلیل وہ ہے جو ہر حال میں عورتوں کی غنایت کو قبول کرتا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ہے کہ اَلرَّجَالُ قُلُوبُهُمْ مِثْلُ النِّسَاءِ (مرد عورتوں کے مرد بہن) اور جو شخص نفس  
 اس پر راضی ہو کہ عورت اس کی خبر لے ان ہو وہ کہی غلام نہ بنایگا اور اس کے ساتھ یہ بھی  
 ہے کہ عنایت کا قبول کرنا فقیر کے دل کو عورت کی طرف میلان یعنی سے زیادہ تر مال  
 کرے گا پس فقیر بالکل تباہ ہو جائے گا والدہ اطمینان کا قبول ہے کہ بہترین رزق وہ  
 ہے جو اللہ تعالیٰ وجہ حلال سے بغیر تلاش اور کوشش کے تیرے لئے بطور فتوحات  
 کے بھیجے۔ تیری عین سے تیرے لئے ایک ہی نفس ہے پس اگر تو اسکو  
 اپنے فائدہ میں فنا نہ کرے تو اس کام میں ہی فنا نہ کر جیسا کہ بال تعبیر آئے۔ جس نے  
 شرع کے ادب اختیار کئے اس کے تابعین ہی اُس کے آداب اختیار کریں گے اور جس نے  
 ان آداب میں سستی دکاہی کی وہ خود بھی ہلاک ہوا اور دوسروں کی ہلاکت کا بھی  
 باعث ہوا اور جس نے کسی حکمت والے سے آداب نہ سیکھے اُس کا کوئی مرید یا ادب  
 نہوگا۔ اور فقیر وہی ہے جسکو اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت نہ میں کہتا ہوں کہ  
 اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنی حاجت کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کے علم پر کفایت کرے  
 اور وہ یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ اس پر جو د اوس سے زیادہ تر مہربان ہے اس لئے وہ اسکو  
 سوال کرنے کا محتاج نہ فرمائے گا ورنہ وہ ایک پک چپکنے بڑی اپنے مہولی سے  
 مستغنی نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ  
 اَللّٰهُ۔

عہ ہائیسوین بارہ کا پسند رہا ان رکوع (سورہ فاطر کی پسند ہوین آیت) کو گو تم خدا  
 کے محتاج ہو۔



## (۲۲۰) ابو اسحق ابراہیم بن شیبان قرطبی رحمہ اللہ علیہ

اپنے وقت میں جبل کے شیخ تھے۔ درع وقتوں میں ان کے ایسے مقامات میں رہتے تھے کہ ان کا غلبہ قیام کرنا تھا۔ ابو عبد اللہ مغربی اور ابراہیم خواص کی تعجیبیں بائیں دعویٰ کرنا ان کے لئے بہت سخت کتاب بہت کے بڑے پابند اور شاخ و اماموں کے طریقہ کی برابر پیروی کرنے والے تھے۔ یہاں تک کہ عبد اللہ بن مسنازل نے ان کی نسبت کہا تھا کہ ابراہیم بن شیبان فقیرون اور اہل ادب و معاملات پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں۔ ان کا قول ہے کہ جو شخص کہ محفل و میکا رہنا چاہا ہے وہ رخصتوں کی پابندی کرے۔ فقیرون کو جس چیز نے طریقت سے الگ اور ہلاک کر دیا وہ صرف اُن چیزوں کی طرف میلان ہے جن پر انار دینا ہیں۔ بقا و فنا کا علم و حدایت کو ان کا حاصل کرنے اور عبودیت کو درست کرنے میں منحصر ہے اور جو اسکے سوا رہے وہ سب مغالطہ و زندقہ ہے۔ کہتے وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں عنیہ کا خیال اسکا احسان رکھنے کی حیثیت سے گزرے۔ جسے منہج کی عزت و حرمت ترک کی وہ چھوٹے و عودوں میں مبتلا ہوا اور اُن کے سبب رسوا ہوا۔ اور جسے خلوص کے متعلق تقریر کی اور اپنے نفس پر اسکا مطالبہ نہ کیا اُس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہمسرین اور محبایوں کے نزدیک پر وہ فاش ہو جانے میں مبتلا کیا



جواب دیا کہ نہیں بلکہ اسے پروردگار تجھے شہداء کر۔ اور دوسری کمی کرنے کی حیا ہے جیسا کہ فرشتوں کا قول ہے کہ **سُبْحَانَكَ مَا عِبَدُكَ نَاكَ كَحُكِّ عِبَادِكَ تِلْكَ** (تو پاک ہے جیسا کہ پوجنا چاہئے تمہارا وہ ہے جو تم کو نہیں پوجا) اور تیسری حیا اہلال ہے جیسا کہ روایت ہے کہ اپنے پروردگار سے شہداء کر اسرافیل نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنا پرچہ بنالیا۔ اور چوتھی غیرت کی حیا ہے جیسا کہ روایت ہے کہ عیسیٰ بن مریم فراموشی میں صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسی حالت میں چلے آئے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت کے پاس تین اسلئے بھی صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک کو اٹھایا اور حضرت عائشہ کو ان سے چوبالیا اس پر انہوں نے پوچھا کہ اسے چھو یہ کیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ حیا ہے کہ جو بکو عطا ہوئی ہے اور تم اس سے محروم ہو یا کوئی اور عبارت ہے جس کے معنی یہی ہیں۔ اور پانچویں کرامت و بزرگی کی حیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی تادیب میں فرمایا ہے کہ **فَاِذَا اطَعْتُمْ فَانْشِرُوْا وَلَا مَسْتَانِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي الْبَنِيَّ فَيَسْخَرُوْا مِنْكُمْ**

**ع** نفع کر کے بعد ایمان لایا اور بقول بعض نفع کے قبل جنگلی عربوں اور مولفہ القلوب میں سے تھا۔ ابن عبد البر نے اسے ترجمہ میں لکھا ہے کہ یہ واقعہ آیت حجاب کے نزول سے پہلے کا ہے۔ اور اسی موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی نسبت مندرجہ بالا کر "اَمِنْ مُطَاع" یعنی بے خوف ہو مگر اسکی قوم اسکا حکم مانتی ہے " مترجم **ع** بابسون پارہ کا چوتھا رکوع (سورہ احزاب کی تریزویں آیت) اور جب کہا چلو تو آپ آپ کو چلے دو اور بانوں میں نہ لگ جاؤ اس سے پیغمبر کو ایذا پہنچتی تھی اور وہ تمہارا مسلہ کرتے تھے "۔

اور چٹھی غلی کرنے کی چار ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ  
 اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسکی تکلیف تو دی نہیں ہے اسکی جواب میں آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کیا کروں لوگ مجھے سوال کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھ  
 میں نعل دبا نہیں ہے۔ اور ساتویں مخلوق کی چار ہے کیونکہ روایت ہے کہ عمر بن الخطاب  
 نے نماز شروع کر دی تب آنکو یاد آیا کہ مجھے طہارت نہیں ہے چنانچہ وہ نماز سے  
 باہر نکل آئے اور کہنے لگے کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ لوگوں کی شرم سے نماز کو نہ پڑھوں  
 اور آٹھویں تحقیق اور خلق کا لحاظ اُٹھا دینے کی جیا کیونکہ روایت ہے کہ بعض صحابی سجدہ کو  
 آ رہے تھے اور نماز پڑھ چکی تھی اور لوگ واپس جاتے ہوئے انکو ملے تو انہوں نے  
 بغیر کسی اور علت کے شرم سے منہ پیر لیا اور بیتک سب لوگ گزرنے لگے منہ پیر سے  
 رہے اور نویں چار استحقاق ہے کیونکہ روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی  
 ایک مناجات میں کہا کہ مجھے دنیا کی بعض ضرورتیں پیش آ جاتی ہیں مگر اسے پرو دگا  
 تجھے اُسکا سوال کرتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ اس پر جناب باری سے ارشاد  
 ہوا کہ تم مجھے اپنی روٹی کے لئے نکم اور اپنے گدھے کے لئے چارہ تک مانگا  
 کرو۔ اور دسویں حیانت ذہار سائی کی چار ہے جیسا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا کنا کہینے  
 کہی زمانہ کیا نہ جاہلیت میں اور نہ اسلام میں۔ اور گیارہویں وفار کی جیا جیسا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمان رضی اللہ عنہ سے جیا کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کا منہ رانا کہ کیوں میں اُس شخص سے حیاء کروں جس سے فرشتے جا کرتے  
 ہیں۔ اور بارہویں چار حشمت جسکی مثال یہ ہے کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقداد  
 بن اسود سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ندی کے بارہ میں تم پوچھ دو

مجھے اُن سے پوچھتے ہوئے شرم آتی ہے اسلئے کہ آنحضرت کی جگر گوشہ مرے نکاح میں ہیں۔ اور سترہویں تعجب اور استبعاد کی حیرانہ جیسا کہ روایت ہے کہ کاش رضی اللہ عنہا نے جب اُمّ سلیم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کے بارہ میں یہ پوچھتے سنا کہ جب عورت خواب میں وہ معاملہ دیکھے جو مرد دیکھتے ہیں تو وہ غسل کرے یا نہیں اور آنحضرت نے فرمایا کہ ان جب تری دیکھتے ہیں تب عایشہ رضی اللہ عنہا نے شرم سے منہ ڈھانک کر کہا کہ کیا جیسا خواب مرد دیکھتے ہیں عورتیں بھی دیکھتی ہیں اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر باشد اگر ایسا تو تا تو مشابہت کہاں سے ہوتی اور چودہویں غرت کی حیرانہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے شعیب علیہ السلام کی بیٹی کے بارہ میں فرمایا ہے کہ ”دو عین سے ایک شرم کے ساتھ چلتی ہوئی اُنکے پاس آئی اور پندرہویں حق کو بیان کرنے کے لئے مثالیں دینے کی حیرانہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی مثال مجھ اور اُس سے زیادہ کی دینے میں نہیں شرفا ہے۔

اور سولہویں حق کی حیرانہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ”اور اللہ حق سے نہیں شرمانا“ اور جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ ”بیشک اللہ حق سے نہیں شرمانا عورتوں کے پیچھے کے عضو میں دخول نہ کرو۔“ اور سترہویں نصیحت کرنے والے

عہ بیرون پارہ کے چپے رکوع (سورۃ قصص کی چھیون آیت) تَجَاءِذُّكَ اِحْدَ لَھُمَا تَعْنٰی عَلٰی اسْتِحْيَا ۱۲

عہ چلے پارہ کا تیسرا رکوع (سورہ بقرہ کی چھیون آیت) اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٰ اَنْ یُّضْرَبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْصَةً فَاَفْزَقْنٰہَا ۱۵

عہ بائیسویں پارہ کا چوتھا رکوع (سورہ اخراہ کی آیت ۵۴) اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٰ مِنَ الْحَقِّ ۱۶



کے لئے خود نصیحت قبول کرنے کی نگہداشت کی حیا جیسا کہ جناب باری عز اس نے  
 عیسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا ہے کہ اے عیسیٰ تم اپنے آپ کو نصیحت کرو پس  
 اگر تم نصیحت قبول کرو تب لوگوں کو نصیحت کرو ورنہ مجھے شر ماؤ۔ اور اٹھارہویں  
 معراج کی شب کو لوٹ آنے کی حیا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا ہے کہ ”در میں اپنے پروردگار سے شرم گیا تھا“ اور انیسویں کو تاہی امید کی  
 حیا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”شر ماؤ اللہ سے جیسا  
 شر مانا جائے“ اور بیسویں حیا را احسان ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن  
 لوگوں کی نسبت خبر دی ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے پرہیز کرتے  
 ہیں اور فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب میں خلائق سے محاسبہ  
 نوں گا تو مجھے اُن لوگوں کا محاسبہ لیتے ہوئے شرم آئے گی۔ اور ہنر جو خدا کے  
 اس فعل کو احسان کہتا تو اُسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے ”ہل جزاء  
 الا احسان الا احسان“ احسان کی جزا احسان ہی ہے۔ پس اُنکی  
 پرہیزگاری کے معاوضہ میں اللہ تعالیٰ نے ترک محاسبہ کا احسان اُنکے ساتھ کیا۔ اور  
 اکتیسویں بار بار سوال کرنے کی حیا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کو  
 ”اے میرے پروردگار“ کہہ کر پکارتا ہے تو خداوند تعالیٰ اوس سے مٹنے پیر لیتا ہے  
 اور پیر وہ ”اے میرے پروردگار“ کہتا ہے تب ہی وہ مٹنے پیر لیتا اور دوسری مرتبہ اور تیسری مرتبہ  
 کہتا ہے تب اللہ تعالیٰ ارشاد دیتا ہے کہ میں اپنے بند کی دوسری پیر دے گا کہنے سے شرم گیا۔ اور بیسویں معاشیت

عہ ستائیسویں پاؤں کا تیرہواں رکوع (سورہ جن کی ساتویں آیت) پہلا نیک کے سوا انکی کا بدرکہ  
 اور بھی ہو سکتا ہے؟

کی جیسا ہے جیسا کہ مری ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندہ پر عتاب فرمایگا  
 تب وہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار تیرا عذاب تیرے غنا سے بہتر ہے۔  
 میں کہتا ہوں کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ بندہ کو جب خدا دیکھی تو وہ ایسا ہو گیا کہ  
 گویا جو حق اُس پر تہادہ ادا ہو گیا اسلئے اُسکو اسکے بعد راحت ہوئی بخلاف اُسکے  
 جب پر عتاب ہو وہ تو ہمیشہ اپنے پروردگار سے نادم و شرمندہ ہے اس سبب کہ وہ  
 ہمیشہ رنج میں ہے۔ واللہ اعلم۔ اور پیسویں توکل کی حیا ہے جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ  
 نے کہا ہے کہ مجھے اپنے رب عزوجل سے شرم آتی ہے کہ اُسکے سوا کسی چیز سے  
 ڈروں۔ اور چوبیسویں نیکو کاری کی حیا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ  
 سے اُسی طرح شرا و جملہ تم اپنی قوم کے نیکو کار سے شرماتے ہو۔ اور پچیسویں آنکھ کی حیا  
 ہے جیسا کہ نقل ہے کہ سفیان ثوری رابعہ عدویہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور  
 اُن سے باتیں کیں یہاں تک کہ رابعہ نے کہا کہ میں تو دنیا کو اُس سے مانگنے میں شرماتی  
 ہوں جو اُسکا مالک ہے۔ ہر اُس سے کیونکر مانگوں جو اُسکا مالک نہیں ہے۔ اور چھٹی سو  
 واجب کی حیا وہو جیسا کہ روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے زمانہ انصاری کی ان نقول میں  
 تعریف و توصیف کی کہ اُنکو حیا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (معمولی ایام  
 کے خون کی) زردی و تیرگی کا حال پوچھنے سے باز رکھا۔ اور ستائیسویں حیا حرمت  
 و عزت ہے چنانچہ روایت ہے کہ ابو موسیٰ اشعرؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے  
 کہا کہ میں آپ کے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں مگر مجھے اُسکو آپ کے پوچھتے ہوئے شرم  
 آتی ہے حضرت عائشہ نے کہا کہ جو کچھ تم اپنی ان سے پوچھ سکتے ہو وہ مجھے بھی  
 پوچھو۔ تب ابو موسیٰ نے کہا کہ آدمی اپنی بیوی سے صحبت کرے مگر انزال نہ تو ابھر

غسل واجب ہے یا نہیں۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ جب دو لون کی شرم کا پین  
 ملکین تو غسل واجب ہو گیا ہو کہو جب ایسا اتفاق ہوا تو ہم نے غسل کیا تھا۔ اور امیہ بن  
 رحمت کی حیا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سفید بال والوں کے تین  
 انگ سے سزا دیتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اور انیسویں<sup>۱۹</sup> غزوہ کی حیا ہے جیسا کہ  
 ابوہریرہ کا قول حصّہ والوں سے ”کیا تلو اپنے پروردگار سے شرم نہیں آتی کہ  
 عمارتیں ایسی بناتے ہو جن میں تم رہتے نہیں اور چیزیں وہ جمع کرتے ہو جو تم کھاتے  
 نہیں اور امیدیں ایسی کرتے ہو جو پوری نہیں ہونے کی ہے اور تیسویں معرفت کی حیا  
 ہے جیسا کہ ایک نیکوکار نے خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ اے بصرہ والو  
 اے یوہودن جیسے لوگو! اپنے پروردگار سے حیا کرو۔ اور اکتیسویں ایمان کی حیا  
 ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ ”حیا  
 ایمان میں سے ہے“ اور ”حیا جنت میں جاگی“۔ اور تیسویں حیا زینت ہے  
 جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جس چیز میں نرمی ہوگی اُسکو وہ زینت دے گی۔  
 اور تیسویں بھلائی کی حیا ہے اور وہی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اس سوال کے  
 جواب میں ہے کہ حیا کیسی چیز ہے ”حیا سراسر بھلائی ہے۔ دین اور دنیا کی بھلائی  
 ہے“ اور انکا قول ہے کہ جب لوگوں کے ساتھ مل جلکر رہنے کی بلا میں مبتلا ہو تو بچتے  
 اور خوب بچتے رہو اس تمہارا کوئی ایسا فعل محفوظ رہے گا جس سے تم اللہ تعالیٰ  
 کی نظروں سے اور اُن شخص کی نظروں سے گرد جو تمہارے ترک ادب کا حال سننے  
 اور یہ کہا کرتے تھے کہ جب تک آفتاب مغرب سے طلوع نہ ہو اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھلا رہے گا  
 اس لئے جنت سے کوئی چیز نہ بات یا کوئی ایسا فعل سزا ہو جسکو اللہ تعالیٰ پسند



دشمن ٹپتے تھے۔ جنگا ترجمہ یہ ہے ۵

عاشقون کا آبِ چشم - اور سوزِ دل گر نہوتے آب و آتش تھے ذلیل  
 آگ کیا ہو؟ اُن کی آہ آتشین آب؟ اُنین کی چشمِ گریان کی سیل  
 اور آنکا قول ہے کہ کمانے میں فقرار کے آداب و ہین کہ عمدہ کمانوں کی طرف ہاتھ نہ  
 بڑھائیں مگر ضرور کچے دھت اور پہر اُسوقت ہی صرف سدرِ حق کے انداز سے کمائیں  
 گو پہاڑ کے برابر کمانے کیون ہوں اور باقی اردن کے لئے چھوڑ دین - اور جو شخص  
 او امر الہی کو بجالانے کیلئے اپنے نفس کے ساتھ مستعد ہوا اُسکے مقبول ہونے  
 میں شک ہے اور جو اُنکے بجالانے کو اللہ کے ذریعہ سے کھڑا ہوا وہ بلا شک مقبول  
 ہے - اور مجاہدہ کے بعد فترتِ ابتدائی خرابی سے ہوا کرتی ہے اور کشف کے بعد  
 حجابِ احوالِ مطمئن ہو جانے سے ہوتا ہے - اور تمہارا نفس تم کو معمولی چال سے  
 لیجاتا ہے اور تمہارا قلب تم کو لے اور تا ہے اسلئے تم کو اُسکے ساتھ رہنا چاہئے جو جلد  
 پہنچنے والا ہے اور اسی معنی میں کہا گیا ہے ۵

تری رفتار ہے کشتی کی رفتار ہے طجانے پردن کا اور پردار

(۲۲۳) ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن سالم بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سہل بن عبد اللہ تری کے مرید اور اُنکے ایسے کلام کے راوی ہیں جو اُنکے سوا  
 کسی اور بزرگانِ طریقت کی طرف منسوب نہیں ہیں۔ یہ صاحبِ اجتہاد تھے اولیٰ انکا  
 طریقہ وہی تھا جو اُنکے پیر سہل کا تھا اور بعبرہ میں اُنکے پیر دانِ طریقت موجود ہیں

جو انکی اونیز انکے بیٹے ابو اسین کی طرت منسوب مہین - انکا قول ہے کہ جس شخص میں توکل کی سکت ہو اُسکے لئے کسی حال میں کسب کرنا مباح نہیں ہے مگر معاونت کے طور پر نہ کہ اُس پر اعتماد کرنے کے طریقہ سے کہو کہ توکل تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال تھا اور کسب کرنا آپ کی سنت ہے، اور جو شخص کمزوری کے باعث توکل سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال تھا باز رہے اُسکو کسب کرنا چاہئے تاکہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے درجہ سے نہ گرے جیسا کہ انکے حال کے درجہ سے گرا۔ آں سے پوچھا گیا کہ مخلوق میں اولیاء اللہ کن باتون سے پہچانے جاسکتے ہیں انہوں نے کہا کہ اپنی قرم زبانی سے اور جو کوئی ان سے معذرت کرے اُسکے عذر کو قبول کر لیتے اور کل مخلوق نیکو کار و بدکار کے ساتھ کمال مہربانی پیش آنے سے اور جو شخص اپنی برائیوں کو چھپاے رکھنا چاہتا ہو اور اپنی پردہ دری نہ چاہتا ہو اُسکو لازم ہے کہ جو شخص اُسکا جرم کرے اُس سے بر دباری کے ساتھ پیش آئے اور اپنے مال میں سخاوت کرے۔ اور ہر عاقل کے لوازمات میں سے ہے کہ دنیا داران سے بچا رہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ دنیا اور اپنے اشتغال کے تذکر دین میں ہنساکر اُسے اُن دینی و دنیوی مصالح سے باز رکھیں گے جنہیں وہ مصروف ہے۔

(۲۲۴) محمد بن علیان نسوی رحمہ اللہ تعالیٰ ورضی اللہ عنہ



نساء کے بڑے بزرگان طریقت اور ابو عثمان حیرى کے (جسکی نسبت لکھا گیا ہے کہ اہل

عہ کتاب بردزن سائران کا ایک شہر ہے اور حیرى کا یہ قول صحیح ہے جیسا کہ اساتذہ کے ملاحظہ پر واضح ہے اور

امام تھے) یارون بن سے تھے۔ یہ مسائل و روایات کی تحفین کے لئے ابو عثمان کے پاس جانے کے ارادہ سے نہ اسے جب روانہ ہوتے تھے تو جب تک نیشاپور پہنچ کر امور دریافت طلب دریافت نہ کر لیتے چچ بن مطلق کھاتے پیتے نہ تھے۔ یہ بہت بڑے عالی ہمت بزرگ تھے اور انکی کرامت ظاہر تھی۔

انکے اقوال یہ ہیں :- دنیا سے پرہیز کرنا نعمت آخرت کی کنجی ہے۔ اولیاء کی نشان اور انکی کرامتیں یہ ہیں کہ جن تقدیری امور سے عوام ناخوش ہوتے ہیں ان سے وہ خوش ہوتے ہیں۔ سخنی کی سخاوت صرف اسی سے خالص ہوتی ہے کہ اپنے عطیہ کو حقیر سمجھے اور جس نے اُسکا عطیہ قبول کیا اُسکا احسان مانے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی خدمت ثواب کی امید یا عذاب کے ڈر سے کُسنے اپنی ذنارت کھودی اور اپنی طمع ظاہر کر دی اور غلام کے لئے بہت بُری بات ہے کہ اپنے آقا کی خدمت کسی دینی یا اخروی غرض سے کرے۔ اللہ جسے اپنی کرامت ظاہر کی وہ مدعی ہے جس پر کرامتیں ظاہر ہوئیں وہ دلی ہے۔

(۲۲۵) ابو بکر احمد بن محمد بن سعدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اصل میں بغداد کے رہنے والے اور حنفیہ و ثوری رضی اللہ عنہما کی صحبتیں پاس ہوئے تھے۔ یہ اپنے وقت کے تمام بزرگوں سے صوفیہ کے علوم میں زیادہ تر ماہر تھے اور علاوہ ان علوم شرع کے بھی سر پرآوردہ عالم تھے اور امام شافعی کے مذہب کے پیروستے۔ درگاہ مقرر شخص تھے۔ ایک مرتبہ شاہ رزم کے پاس باہل طرسوں کی طرح سے

ایک شخص کو پہنچنے کی ضرورت ہوئی تو علم و فضل اور تقریر و فصاحت میں کوئی بھی  
انکا جیسا نہ ٹھیرا یہاں تک کہ لوگوں نے کہا کہ اس زمانہ میں اس گروہ میں صرف دو آدمی  
رہ گئے ہیں ایک ابوعلیٰ رودباری مصر میں اور دوسرے ابو بکر بن سعدان عراق میں اور  
ابو بکر زیادہ سمجھ دار ہیں۔ انکے اقوال میں سے سچے کہ جو شخص صوفیوں کی صحبت میں  
رہنا چاہے اسکو بے نفس - بے دل اور بے ملک ہو کر انکی صحبت میں آنا چاہیے  
جسے روایت کا علم سیکھا وہ روایت کے علم کا وارث ہوا اور جسے روایت کا علم سیکھا وہ رعایت (گمشدہ)  
حق کے علم کا وارث ہوا اور جسے رعایت کے علم چل گیا اسکو حق کی راہ مل گئی جو شخص غفلت  
کے ساتھ مناظرہ کرنے کو بیٹھا اسیں تین عیسویں کا پایا جانا لازمی ہے اول جدال اور جینا چلانا  
اور یہ منع ہے دوسرا لوگوں پر برتری کی خواہش اور یہ بھی ممنوع ہے اور تیسرا کینہ و غضب اور  
یہ بھی ممنوع ہے اور جو شخص انصاف کرنے کو بیٹھے گا اس کے کلام کی ابتدا نصیحت  
سچ رہنمائی - اور انجام برکت ہوگی جب حقائق ظاہر ہوئے تو علم و فہم کے آثار مسٹ گئے  
روحیں نور سے پیدا کی گئیں اور قابو میں ڈال لیں پس جب روح قوی ہوئی  
تو عقل کی ہمجنس ہوگی اور برابر نور آنے لگے اور قالب کی تاریکی زایل ہوگئی اور  
روح و عقل کے انوار سے قالب روحانی اور مطہر اور اس کے طریق کے پابند ہو گئے  
اور روحیں اپنے معدن یعنی غیب کی طرف رجوع ہوئیں اور مقدرات کے مجرمی کو مطالعہ  
کرنے لگیں اور تضار و قدر کے مورد سے راضی ہونے لگیں۔ اور صوفی تو وہی  
ہے جو صفات و علامات سے باہر ہو گیا ہو۔



## (۲۲۶) ابو سعید محمد بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۰۰۰۰)

ابن بشر بن درہم بن اعرابی اموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اصل میں اصرہ کے تھے اور مکہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ یکتاے زمانہ اور اپنے وقت کے شیخ الحرم تھے جہاں انہوں نے تین سو کتا لیس سال تک ہجری میں وفات پائی اور اس گروہ کے لئے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ جنید۔ ثوری۔ عمرو کی۔ مسوحی و ابی جعفر حدادی صحبتوں میں رہے اور اس گروہ کے بہت بڑے بزرگوں اور عالموں میں سے تھے۔ انکے چند قول یہ ہیں :- وعدہ و وعید و دونوں اللہ تعالیٰ سے ثابت ہیں اسلئے جب وعید سے پہلے وعدہ ہو تو وعید دہکی ہے اور جب وعدہ سے پہلے وعید ہو تو وعید منوخ ہو اور جب دونوں ایک ہی ساتھ پائے جائیں تو وعدہ کو فوقیت دستحکم ہے کیونکہ وعدہ بزرہ کا حق ہے اور وعید اللہ تعالیٰ کا اور فیاض اپنے حق سے احسانا دست بردار ہو جاتے ہیں۔ بہت توڑے ایسے ہیں جنہوں نے کسی قوت کا دعویٰ کیا ہو اور وہ رسوا نہ ہوئے ہوں یا اپنی قوت کے حوالہ نہ کر دئے گئے ہوں۔ اگر عارف سے کہا جائے کہ تم ہمیشہ دنیا میں ہو گے تو وہ بیخ سے مرجائیں اور اگر اہل جنت سے کہا جائے کہ تم جنت سے نکالے جاؤ گے تو انکی جانوں پر بجا سے پس عارف کو دنیا صرف اسی سبب سے اچھی معلوم ہوتی ہے کہ اُس سے باہر نکلنا انکی آنکھوں کے سامنے ہے اور جنت کو بہشت صرف اسی وجہ سے بہاتی ہے کہ اُس میں ہمیشہ رہنا انکے پیش نظر ہے۔ علوم کے مایع و اسطون کے اعتبار سے قائم ہوتے ہیں اور حقائق کے

صرف مکاشفہ کے ذریعہ سے۔ سب سے اچھا وہ وقت ہے جس میں حق مجھ سے راضی ہو۔  
اور فیقرون کے اخلاق میں سے یہ ہے کہ انگوٹھوں کے وقت اطمینان ہو اور  
ہونے کے وقت بیقراری اور غم درخ سے انوس ہوں اور لوگوں کے دنیا پر خوش  
ہونے سے گہرا ہوں۔

(۲۲۷) ابو عمر و محمد بن ابراہیم زجاجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۰۰۰۰)

اصل میں نیشاپور کے تھے۔ جینہ۔ ثوری۔ ابو عثمان۔ رُویم دغواص رضی اللہ عنہم  
کی صحبتیں اٹھائیں۔ مکہ معظمہ آئے وہیں مسکن گرین ہوئے دہان کے شیخ اور منظور  
ہوئے۔ انہوں نے تقریباً ساٹھ حج کئے اور حرم ہی میں تین ہزار تالیس شکتہ ہجری میں حلت کی  
یہ۔ کٹانی۔ ہنرجوری۔ مرتش و غیر جم ایک جگہ جمع ہوا کرتے تھے اور یہی صدہ طلقہ ہوتے  
تھے اور جب کسی امر میں تقریر کرتے تھے تو سب کے سب ان کے کلام کی طرف جمع کرتے  
تھے۔ اور ان کے فضائل احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔ چالیس برس مکہ معظمہ میں رہے مگر کبھی  
انہوں نے احاطہ حرم میں بوان ہرازن کیا بلکہ بار بار فضاے حاجت کو محل عیش کی طرف جاتے تھے۔

عہ حرم کو اس زمین کو کہتے ہیں جو ہر طوط سے کہ گویا رہے ہوئے اور اس کے حکم میں ہے۔ اس کو حرم  
اس سبب سے کہتے ہیں کہ بہین وہ چیزیں حرام ہیں جو ایک بار حرام نہیں ہیں۔ اس کے حدود ہر جانب برابر  
نہیں ہیں۔ اور کہ وہ حیران کی سنون کے سوا اپنی ہر سمت میں حرم کی حد پسندارہ بنا ہوا  
ہے۔ ۱۲ مترجم۔

عہ حرم کے سوا جو زمین ہے وہ ”محل“ ہے۔ ۱۲ مترجم۔

انکا قول ہے کہ جیسے ایسے حال کی نسبت لب کو لے جبکہ وہ پہنچا نہیں ہے اس کا  
 کلام اس شخص کیلئے آفت ہے جو اسکو سنے گا اور نفسانی خواہش ہے جو اس کے قلب  
 میں پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس حال پر پہنچنا حرام کر دے گا۔ اور  
 جو شخص جو احرام میں رہے اور اس کا قلب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز سے متعلق  
 رکھے وہ کہلے ہوئے گماتے میں ہے اور جسے حرم میں پرہیزی حاجیوں کی کوئی چیز  
 فراموشی سے زندگی بسر کرنے کیلئے چرائی اسکو اللہ تعالیٰ نے دور باش کہی اور اس کے دل  
 کو غل و غصہ کے سپرد کیا اور شکایت میں اس کی زبان کو لدی اور معزیتوں سے اس کے  
 دل کو خالی کر لیا اور یقین کے انوار اس سے نکال لئے اور اپنی مخلوقات کو اس کا دشمن  
 بنادیا میں کہتا ہوں کہ اسی پران لوگوں کو ہی قیاس کرنا چاہئے جو بیت المقدس  
 مدینہ منورہ کے حرم اور بڑی بڑی قابل تعظیم مسجدوں جیسے مسجد کربلا باغ اترہ۔ ملک مغرب  
 کی جامع زیتونہ وغیرہ میں رہا کرتے ہیں واللہ اعلم یہ کہا کرتے تھے کہ کوئی ہوں چیز کے  
 لئے یہ دعا پڑھتی ہوں ہے اَللّٰهُمَّ يَا جَامِعَ النَّاسِ رِيْكُمْ لَا تُفَرِّقْ بَيْنَ  
 فِتْرَةِ اجْمَعْتُمْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ ضَالَّتِيْ اور اس کے پہلے تین بار سورہ البقرہ پڑھی اچھے ہے۔ میرا ایک  
 گنیمت دجلہ میں گر پڑا تو میں نے یہ دعا پڑھی آخر تک کے درقون میں جگمگاتے الٹ پلٹ رہا تھا  
 مجھے وہ گنیمت ملیا۔ ان سے اس حدیث کا کہ تَفَلُّوْا سَاعَةَ خَيْرٍ مِّنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ  
 (ایک گھنٹہ کا غور و خوض سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے) مطلب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس  
 سے حرم مدینہ جبل عکبر جبل ثور کے مابین ہیں۔ اور امام ابو حنیفہ کے مذہب کے مطابق اسکو ہر  
 حرمت و تعظیم کے اعتبار سے حرم کہتے ہیں۔ ورنہ شکار کرنے اور درختوں کے کاٹنے وغیرہ میں اسکا  
 حکم مکہ کے حرم کا سا نہیں ہے ۱۲ مترجم



قابلیت ہوگی وہ دوسرے کے طریق سے داخل کیا جائیگا۔ اور جو شخص لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اُس کو اس سے بڑی مدد ملتی ہے کہ جو خاص طریق کسی کیلئے وہ اختیار کرنا چاہے اُس پر اُس سے پہلے کچھ لوگ چل چکے ہوں۔ اللہ اعلم۔ یہ بڑے فتویٰ دینے والے اور عمدہ ترین و کامل ترین حال والے بزرگ تھے۔ انہوں نے سائنس کے قریب کئے تھے اور تین سو اڑتالیس مسکتے بجری میں بغداد سے ملک بھائی راہ لی۔ انکی قیصر بنیزہ میں سرسری قحطی و جند رضی اللہ عنہما کے مزاروں کے قریب واقع ہے۔ آٹھ چند احوال یہ ہیں :- اہل حقائق اُن علاقے کو جو انہیں حق سے جدا کرے قبل اسکے قطع کر دیتے ہیں کہ وہ انکو جدا کرنے پائیں۔ قرابت مندوں کے ساتھ سلوک کرنے کیلئے کام کرنا اخلاص میں خلل انداز نہیں ہے۔ جو شخص اپنے حال میں تنہا رہی (یعنی محدود) ہو گا وہ ہر چیز میں اثر کرے گا اور ہر شے کے اندر آئیگا اور اُس میں کوئی چیز اثر نہ کرے گی اور نہ کچھ اُس سے لگیگی اور اسکی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب آغاز حال میں وحی اُترتی تھی تو آپ فرماتے تھے کہ ”مجھے چار دین لپیٹو مجھے چار دین لپیٹو“ تاکہ آپ تنہا نہ رہیں اور نہ جائیں۔ آزاد مردوں کی کوششیں دنیا میں اپنے بھائیوں کے لئے ہوتی ہیں نہ اپنی ذات کیلئے میں کہتا ہوں کہ جب میں نے نو سو پینتالیس مسکتے بجری جج کیا تو میں نے جو کچھ دعائیں بیت اللہ کے ارد گرد میں اور بیت اللہ کے اندر اور تمام قبولیت کی جگہوں میں کیں سب اپنے بھائیوں کے لئے کیں کیونکہ جہانم دی ہی ہے کہ اپنی ذات کے نفع پر اپنے بھائیوں کے نفع کو مقدم رکھے تاکہ اللہ تعالیٰ اسکی حاجتوں کو بر لائے اور شکلوں کو آسان کر دے فالحمد للہ رب العالمین۔ یہ کہتے تھے کہ میں نے جند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے سنا کہ جس شخص نے معاملات میں خلوص برتاؤ اسکو اللہ تعالیٰ

نے جو تھے دعویٰ سے بجات دی۔ یہ بیان کرتے تھے کہ حرم شریف میں ایک شخص کو  
 ہوک لگی اُس نے جبرائیل میں اپنے رب سے دعا کی چنانچہ فرما اب کی جائی کی ایک  
 کیل اُس کی گود میں گر پڑی جس سے اُس نے اپنا کام چلایا۔ ان کا قول تھا کہ میں نہیں  
 جانتا کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے احکام کے علم سے افضل ہی کوئی چیز ہے کیونکہ اعمال  
 پاک و صاف نہیں ہوتے مگر علم ہی سے اور جس کے پاس علم نہیں اُس کا عمل نہیں۔ ان  
 علم کے متعلق جو چیز ناپسندیدہ ہے وہ اُس کا ضائع کرنا اور پس پشت ڈال دینا ہے  
 اس پر ان سے پوچھا گیا کہ تو کیا علم کی طلب کوئی عیب ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ تو بہت  
 بڑا اعلیٰ ہے اور کیوں نہ علم ہی سے اللہ تعالیٰ کی معرفت و اطاعت حاصل ہوتی ہے  
 اور علم ہی سے جیسا کہ نوالے اللہ تعالیٰ سے شرعاً ہن اور علم افعال سے قدم ہے  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عَلَّمَهُ لَا شَاْءَ مَا لَمْ نَعْلَمْ كُنْ (ان کو وہ بتا میں سکھائیں  
 جو اُس کو معلوم نہ تھیں) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (اُس کو بون سکھایا)  
 اور جو ناقص ہوگا وہی علم کو بڑا سمجھے گا۔ اور کہا کرتے تھے کہ جب تم فقیر کو کہاتے ہو  
 دیکھو تو جان لو کہ تین حال سے خالی نہیں ہے یعنی جو وقت اُس پر گزر چکا ہے اُس کے  
 سب سے یا جو وقت اُس پر آیا ہے اُس کی پیش بینی کیلئے یا جو وقت اُس پر گزر رہا ہے اُس کو  
 لحاظ سے کہتا ہے میں کہتا ہوں کہ اُس کے معنی یہ ہیں کہ فقیر کی شان یہ ہے کہ  
 کہانے سے اُس کا مقصد و مرض خواہش کا پورا اور خوشی حاصل کرنا ہو بلکہ اُس کا کہنا  
 صرف ضرورت ہو۔ دالسا علم۔ اور ان کا مقولہ ہے کہ فقیروں کی صحبت کو لازمی سمجھو کیونکہ  
 یہ دنیا کے خزانے اور آخرت کی کنجیاں ہیں۔









وصاف آدمی تھے۔ انہوں نے سترہ تین سو تین ہجری میں عالم بالا کا سفر کیا ایک مرتبان سے پوچھا گیا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ لوگ اپنے صیون کو جانتے ہیں اور یہی اپنی خوب کو دوست رکھتے ہیں اور نہ اسکو چھوڑتے اور نہ طریق صواب کی طرف لوٹتے ہیں۔ اسکی جواب میں انہوں نے کہا کہ اسکا سبب یہ ہے کہ لوگ علم پر ناز کرنے میں مشغول ہوئے اور اس پر عمل کرنے میں مشغول نہ ہوئے اور ظاہری باتوں کی چھان بین میں لگ گئے اور باطنی چیزوں کی تفتیش و تحسس کو چھوڑ بیٹھے اسلئے اللہ تعالیٰ نے صواب کی طرف نگاہ کرنے سے اُن کی آنکھوں کو اندھی کر دیا اور اُن کے اعضا کو عبادت سے رک دیا۔ انکا قول ہے کہ عارف خلق اللہ کی موافقت پر صرف اللہ ہی کی عبادت کرتا ہے ورنہ وہ تو اُس حالت کے ساتھ جوا اللہ چاہتا ہے اللہ کے ساتھ ہے۔ اور معرفت بندوں اور اُنکے آقا کے درمیان پردوں کے اُٹ جانے کا نام ہے۔

(۲۳۲) ابو عمرو اسمعیل بن نجید بن احمد بن یوسف بن سالم

بن خالد سلمی رحمہ اللہ تعالیٰ

یہ شیخ ابو عبد الرحمن سلمی کے جواہر قم شیریں کے پیر تھے واد اتھے۔ ابو عثمان رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہے اور اُنکے بہت بڑے اصحاب میں سے تھے۔ جینہ رضی اللہ عنہ سے ملے اور اپنے وقت کے بڑے بزرگان طریقت میں سے تھے۔ حال کو مشتبہ

بنانے اور وقت کو بچانے کا انکا ایک خاص طریقہ تھا جس میں یہ منفر د تھے۔ ابو عثمان کے اصحاب میں سب سے پہلے انون نے ملتہ تین سو چیا سٹھ ہجری میں دارا آخرت کی راہ لی۔ انون نے حدیثین سنین اور روایت کین اور ثقہ تھے۔ آنکے چند متوالے یہ ہیں۔ ہر حال علم ہی کا نتیجہ ہوا کرتا ہے اسلئے صاحب علم کے حق میں اُسکے نفع سے اُسکا ضرر زیادہ ہوتا ہے۔ جسکے نزدیک اپنے نفس کی عزت ہوئی اُسکے نزدیک اُسکا دین ذلیل ہوا۔ جبکا دیکھنا مکو مہذب نہ بناے تو جان لو کہ وہ غیر مہذب ہے، کسی شخص کا قدم عبودیت میں خالص نہیں ہوتا تا وقتیکہ اپنے نزدیک اپنے کل کاموں کو ریا اور اپنے سب عاملوں کو دعویٰ نہ سمجھے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی بھلائی چاہتا ہے تو نیکیوں اور نیکیوں کا رون کی خدمت اُسکو نصیب کرتا اُنکے اشاروں کو قبول کرنے کی توفیق دیتا نیکیوں کی راہ میں اُسپر آسان کر دیتا اور نیکیوں پر ناز کرنے سے روکے رکھتا ہے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ دعوے کہاں سے پیدا ہوتے ہیں انون نے کہا کہ کبر و غرور اور باطن کے فتور سے۔ آنکے بعض اقوال یہ ہیں۔ دعوے تو معرفت ابتدا کی خرابی ہی سے پیدا ہوتے ہیں اسلئے جسکی ابتدا درست ہوئی اُسکی ابتدا درست ہوئی اور جسکی ابتدا بگڑی وہ اکثر احوال میں سے کسی حال میں ہلاک ہو جاتا کرتا ہے۔ ملاشی کا کہی کوئی دعویٰ نہیں ہوتا کیونکہ وہ کسی چیز کو اپنی جانتا ہی نہیں جس کا وہ دعوے کرے۔ عام مسلمانوں کا احترام کرو اور کسی کام میں جب تک کہ تمہارے امکان میں ہو کمیا نہ بنو اور لوگوں میں گناہ ہو کیونکہ لوگوں میں جسقدر بچاؤ جانے جاؤ گے اور انہیں مشغول ہو گے اُسقدر تمہارے پروردگار کے حکموں میں سے تمہارا حصہ ضائع جائیگا جسے اپنی خبیان اُس شخص پر ظاہر کین جو اُسکے نفع و ضرر کا مالک نہیں ہے اُسے

اپنی جہالت ثابت کی۔ اور جو شخص استقامت میں حد تک پہنچ گیا اُسکے ذریعہ سے کوئی شخص کچ نہوگا اور جو کچ ہوا اُسکے ذریعہ سے کوئی سید نہوگا۔

(۲۳۳) ابو الحسن بن احمد بن سہل یونحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



یہ جو ائمہ و ان خراسان میں یکما نہ زمان تھے۔ ابو عثمان سے ملے و عراق میں ابن عطار و جبری کے ساتھ اور شام میں طاہر مقدسی و ابو عمرو دشقی کی صحبتوں میں رہے۔ اور بہت سے مسائل میں شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گفتگو کی۔ اور یہ اپنے وقت کے سب مشائخ سے علوم توحید و علوم معاملات کے زیادہ تر جاننے والے حسن اخلاق و فتوت و تجربہ کے طریقہ میں سب سے اچھے اور فیرون کی عظیم کرنیوالے تھے۔ تین سو اڑتالیس ہجری میں اس دار فانی سے عالم جاویدانی کی طرف سد ہارے۔

تصوف کے بارہ میں ان سے سوال ہوا تو انہوں نے کہا کہ آج اسکا نام موجود ہے مگر حقیقت نہیں ہے حال آنکہ یہ حقیقت تہا نام نہ تھا۔ انکا قول ہے کہ جبکا باطن اُسکے ظاہر سے افضل ہو وہ ولی ہے جبکا باطن و ظاہر یکساں ہو وہ عالم ہے اور جبکا ظاہر اُسکے باطن سے بہتر ہو وہ جاہل ہے اور اسی لئے وہ اپنے حق میں انصاف نہ کر گیا اور غیر سے انصاف کا طالب ہوگا۔ ان سے پوچھا گیا کہ زیرک کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ جو اپنی ذات افعال اخلاق و عادات میں بے تکلف و مبک ہو۔ اور ان کا مقولہ ہے کہ نیکی اپنے رتبہ سے نیچے آنا ہے اور بدی دو ٹوک کرنا ہے۔



کیطرت کی راہ معلوم ہوئی اور وہ اُسپر چلنے کے بعد لوٹ آیا اُسپر اللہ تعالیٰ ایسا عذاب کرے گا کہ سارے عالم میں کسی پر نہ کیا ہوگا۔ اور انکا مقولہ ہے کہ تم اُسکا بیچا نہ چوڑو جو تمکو اپنے فعل کی زبان سے نصیحت کرے اور اپنے قول کی زبان سے نصیحت نہ کرے۔

(۲۳۵) ابوالحسن بندار بن حسین شیرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آذربایجان میں رہتے اور اصولِ دُبان کے عالم تھے۔ علمِ حقایق میں ان کی توستِ بیان محتاجِ بیان نہیں ہے۔ بشیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکی تعلیم اور بہت قدر کرتے تھے مختلف قسم کے مسائل میں انکے اور ابنِ خلیفہ کے مابین گفتگو میں ہوئی تین۔

۱۔ تین سو تین ہجری میں انہوں نے بندار ہستی سے ربائی پائی ابو زرہ طبری نے انکو غسل دیا تھا۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ صوفیہ اور متصوفین میں کیا فرق ہے اسکے جواب میں انہوں نے کہا کہ صوفی وہ ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے چن لیا اور اسلئے اُسکو بلا تکلف سچا اور خالص دوست بنالیا ہو اور متصوف وہ ہے جو باوجود دنیا کی رغبت اور بشریت کی تربیت کے اپنے نفس سے تکلف اور زہد کا اظہار کرتا ہو۔ انکے بعض اقوال نصیحتِ اشتمال یہ ہیں۔ اپنے نفس سے خاصہ نہ کرو کیونکہ وہ تمہارے بس کا نہیں ہے اُسکو اُسکے مالک پر چوڑو دو جس طرح چاہے اُسکے ساتھ پیش آئے۔ مقتضائے ادب نہیں ہے کہ تم اپنے رفیق سے پوچھو کہ کہاں جاتے ہو یا کس کام میں ہو جسے حقیقت میں اپنے پروردگار کو اپنا قبلہ نہ بنایا

اُسکی ناز و درست نہیں ہے۔ بنی عام کے مجنون (قیس) کو مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور اُس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا اُس نے کہا کہ مجھے بختیاد اور عاشقوں کے لئے محبت بنایا۔ جس نے آخرت کی طرٹ رخ کیا اور جو اُسکی طرٹ مائل ہوا اُسکو آخرت نے اپنے نور سے جلایا اور وہ گہلا ہوا سونا ہو گیا جس سے نفع اُٹایا جاسکتا ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کی جانب توجہ کی اُسکو اللہ تعالیٰ نے توحید کے نور سے جلایا اور وہ انمول جوہر بن گیا ایک مرتبہ ان سے پہچا گیا کہ دنیا کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ جو قلب سے نزدیک ہو اور حق سے باز رکھے ۷

چیت دنیا۔ از خدا غافل گردن۔

(۲۳۶) ابو بکر طمستانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحمہ

بزرگ ترین مشائخ اور اعلیٰ ترین حال والے تھے۔ اور اپنے حال و وقت میں لگاؤ تھے جس میں اُنکے اپناے جنس میں سے نہ کوئی اُنکا شریک تھا اور نہ کوئی اُنکے قریب پہنچتا تھا۔ شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس امر کے فائل تھے اور انکی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ ابراہیم فارسی وغیرہ بزرگان فارس کی صحبتوں میں رہے۔ اور ب ان کی عزت کرتے تھے۔ نیشاپور کی خاک اُنکو کینچ لائی اور نہ تھے تین سو چالیس ہجری میں مرنے اس جو ہر بے ہما کو ہمیشہ کے لئے چھپا دیا۔ یہ اپنے اصحاب سے کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ زیادہ بیٹھا کرو اور آدمی کے ساتھ کم۔ یعنی گوشہ نشین رہو۔ اور اُنکے منتخب اقوال یہ ہیں :- بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے سوا اور دن کو برسرِ حق سمجھے

اور یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت کی راہ اُس راہ کے سوا ہے جس پر وہ خود ہے گو وہ مرتبہ  
 میں بلند ہو گیا ہو۔ اور یہ اس لئے ہے کہ جس چیز کا وہ مُکلف ہے اُس میں وہ اپنے  
 آپ کو قاصر سمجھتا رہے۔ جسے کتاب و سنت کی پیروی اور اپنے قلب سے اللہ  
 تعالیٰ کی طرف ہجرت کی اور صحابہ کے نقش قدم پر چلا اُس پر صحابہ کو صرف یہی فوقیت  
 ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا۔ بیداروں کے لئے بیداری  
 بیشک آخرت کا آباد کرنا ہے جس طرح غافلون کے لئے غفلت دنیا کا آباد کرنا ہے  
 میں کہتا ہوں کہ یہ اُس وقت ہے جب پیشہ کریں والا اپنے پیشہ سے بندوں کو  
 نفع پہنچانے کا قصد نہ کرے اور مرث دنیا جمع کرنے پر کفایت کرے مگر جب وہ اپنے  
 حرفہ سے بندوں کی نفع رسانی کا ارادہ کرے تو وہ ضرور دنیا و آخرت دونوں کو آباد کرتا ہے  
 واللہ اعلم۔ اور انکا قول ہے کہ ہر ایسے شخص کو جسے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان  
 سچائی سے کام لیا اُسکی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کی سچائی خلق اللہ کے لئے فارغ ہونے سے  
 باز رکھے گی۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے شیخ شیخ محمد بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ اسی مقام کے لوگوں میں سے تھے کیونکہ وہ کہیں کسی شخص کے کلام کی تردید کر نہیں  
 سکتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ میں کیا کروں حالت تو یہ ہے کہ ساری ہمتی میری  
 دشمن ہے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ وصل بلا فصل ہوتا ہے مگر جب فصل آیا تو وصل  
 نہ رہا۔ اور یہ کہتے تھے کہ نفس آگ کی طرح ہے کہ ایک جگہ دباؤ تو دوسری جگہ بڑھنے  
 لگتی ہے یہی حال نفس کا ہے کہ جب ایک جانب مُذنب و ٹیک بنایا جاوے  
 تو دوسری جانب اپنا اثر دکھلاوے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اگر تم میں ادب کے ساتھ  
 اللہ تعالیٰ کی صحبت میں رہنے کی قدرت نہ ہو تو صحبت میں رہنے والے کی صحبت



میں رہو تاکہ اسکی صحبت میں رہنے کی برکتیں تمکو اللہ تعالیٰ کی صحبت میں پہنچائیں۔

(۲۳۷) ابوالعباس احمد بن محمد دینوری رحمہ اللہ تعالیٰ



یوسف بن اکیم - عبد اللہ ابن الخزاز - ابو محمد جریری - ابوالعباس بن عطاء کی صحبت میں  
 بائیں - اور رویم سے ملے تھے - نیشاپور آئے اور بیان مدت تک لوگوں کو وعظ و  
 نصیحت کرنے اور معرفت پر نہایت عمدہ تقریریں کرتے رہے - بعدہ نیشاپور سے  
 سفر قند چلے گئے اور وہیں تین سو چالیس ہجری کے بعد دنیا کی بطنی سے آخرت کی شیرینی  
 کی طرف دوڑے - یہ کہا کرتے تھے کہ چیزوں کے مشابہہ کے قریب میں علماء کے  
 درجے متفاوت ہیں ایک گروہ تو چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتا ہے اسلئے  
 یہ گروہ چیزوں کو چیزوں کی حیثیت سے مشابہہ کرتا اور بعد کو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع  
 کرتا ہے اور ایک گروہ اللہ تعالیٰ سے چیزوں کی طرف اسطور پر لوٹتا ہے کہ اس کے حضور  
 سے غائب ہی نہیں ہوتا اس سبب سے یہ گروہ کوئی چیز ایسی نہیں دیکھتا جس کے پہلے  
 اُس نے حق کو نہ دیکھ لیا ہو - اور ایک گروہ یہ ہے جو چیزوں ہی کے ساتھ رہ جاتا ہے  
 کیونکہ اُسکو اُن چیزوں سے اللہ کی طرف کی راہ نہیں ملتی - اور اپنے اہل زمانہ  
 کی نسبت کہا کرتے تھے کہ ان لوگوں نے تصوف کے ارکان توڑ ڈالے - اُسکی راہ  
 منہدم کر دی اور نئے نام گروہ کر اُس کے معانی بدل ڈالے - طمع کا نام زیادت رکھا ہے -

سورادب کا اخلاص - حق سے نکل جانے کا شغل - مری چیز سے مزہ لینے کا طبیعت ہوا  
 ۱۷ صوفیوں کی اصطلاح میں شغل ایسی بات کو کہتے ہیں جس سے زحمت و دعوے کی بات آئے۔ ۱۲ مرتبہ

ہوس کی پیری کا استلار دینکی طرف رجوع ہونے کا دصول۔ بد خلقی کا صولت بخل کا  
کا حلاوت۔ سوال کا عل۔ اور بیزانی کا سلاست۔ حال آنکہ اس گروہ کا طریق اسطرح کا  
نہ تھا اگلے لوگ تو اس راہ میں جیاد ادب کے ساتھ اور محفوظ سے پرہیز گار بنکر دجسل  
ہوئے تے۔

(۲۳۸) ابو عثمان سعید بن سلام مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

﴿۱۰۰﴾

قیردان کے ایک گافون کے رہنے والے تھے جبکہ نام کو کب متاع صہ دراز تک  
حرم شریف میں مقیم رہے۔ انکے پیر ابو علی معروف بابن الکاتب تے۔ اور یہ  
حبیب مصری و ابو عمر و زجاجی کی صحبتوں میں رہے۔ اور نہ جوری۔ ابو الحسن بن صالح  
دینوری و غیرہ مشائخ سے ملے تے۔ برتر حال ہونے وقت کے محفوظ رکھنے فراس  
سے صحیح حکم لگانے اور ہیبت کی قوت میں انکاشل دیکھنا گیا۔ نیشاپور پوپونچے اور  
دہین ششہ تین سو تتر ہجری میں واصل حق ہوئے۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ ابو بکر  
بن نورک میرا جنازہ پڑھائیں۔ انکا مقولہ ہے کہ جس نے اپنے اعضا کو ادا کر کے تحمت  
میں محفوظ رکھا وہ ہمیشہ اعتکاف میں ہے۔ اور انکا قول ہے کہ بادشاہ جبار نے خواہی  
نخواہی یہی چاہا کہ اپنے دوستوں کو اسطرح سے آزمائے کہ انکے دشمنوں کو ان پہلاط  
کر دے تاکہ وہ دیکھے کہ اُسکے دوست کیونکر اس پر صبر کرتے ہیں۔ پس اگر انہوں نے  
اپنے دشمنوں کی بلاؤں پر صبر کیا تو انکو اپنا علم دیکر معزز بنانا۔ اپنے وصل کا مژدہ سنانا  
اپنے قرب میں جگہ دینا۔ اپنے شاہدہ کی نعمت عطا فرمانا۔ اپنے ذکر سے محفوظ کرتنا۔

اپنی معرفت تک پہنچاتا ہے اور انکو ایسے پیشوا جنکا اقتدار کیا جاوے اور اپنے بندوں کی  
 بجات کا ذریعہ اور اپنی زمین میں رحمت کا وسیلہ بناتا ہے میں کہتا ہوں کہ دشمنوں کے  
 مقابلہ میں انکے صبر کرنے کے یہ معنی ہیں کہ دشمن اللہ تعالیٰ کے اوامر کے چڑھانے  
 میں یکجہوش نشین کرے اُس پر صبر کرے اور دوسو سون کی کثرت سے آشفتمی خاطر ہو کر دشمن  
 کی اطاعت نہ کر بیٹھے۔ واللہ اعلم اور انکے چند قولے یہ ہیں :- اللہ تعالیٰ نے اپنے  
 بندوں کی دہستگی اپنے دوستوں کی روفت میں رکھی ہے۔ حدیث اکثر اہل الجنت  
 اللہ (اکثر غنی بے عقل ہوتے ہیں) کے معنی میں انکا قول ہے کہ اپنی دنیا کے  
 بارہ میں برقوق اور اپنے دین کے بارہ میں باخبر ہوتے ہیں جسے فقیران کی ہفتی  
 پر امیران کی صحبت کو مقدم رکھا اسکو اللہ تعالیٰ مردہ دلی میں مبتلا فرماتا ہے۔ دعوے  
 کرنے والے سے گنہگار بہتر ہے کیونکہ گنہگار توبہ کی راہ ڈھونڈ رہے گا اور دعوے کرنے والا  
 اپنے دعوے کے خیال میں غبار رہے گا۔ عارفوں کے منہ قدرت کی مناجات کے  
 لئے فارغ (ہر دم آمادہ) رہتے ہیں۔ دلی کہی مستور ہوتا ہے لیکن مفتون (فتنہ میں مبتلا)  
 نہیں ہوتا جس شخص کو گدھے کی چیخ پکار سے وہی آواز سنائی نہ دے جو عود اور گوبون  
 کے ساز سے سنائی دیتی ہے وہ جو ہوتا ہے۔ مثنوی

سماعت گر عشق دار نمی شور	نہ مطرب کہ آوازِ بایں ستور
کہ اوچون گس دست بر سر نہ زد	گس پیش شور یہ دل پر نہ زد
بر آواز مرغی بنا لہ فقیہ	نہ ہم داند آشفتمی سان نہ زیر
بر آواز دولاب مستی کنش	جو شوریدگان مے پرستی کنش

عمر چرکنا ہے کہ اسی مضمون کا گلدستہ سدی علیا رومی نے ہستان میں جاری کھلا رہا ہے ۱۲

## (۲۳۹) ابوالقاسم ابراہیم بن محمد بن محمود نصرآبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اپنے وقت میں ملک خراسان کے شیخ تھے۔ انکا اصلی وطن و مولد و منشا نیشاپور  
تھا۔ کئی قسم کے علوم میں لوگوں کے مرجع تھے یعنی سنن کے حافظ و جامع علوم  
تواریخ کے ماہر اور علم حقائق میں کامل تھے۔ اور اپنے زمانہ کے بزرگوں میں علم و حال  
کے اعتبار سے یکتا تھے۔ ابوبکر شبلی ابوعلی رودباری ابو محمد نعش وغیرہم بزرگان  
طریقت کے فیضان و صحبت سے فیضیاب ہوئے تھے۔ نیشاپور ہی میں رہا کرتے تھے  
لیکن آخر عمر میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور ستائیس تین سو چھیاسٹھ ہجری میں انہوں نے  
حج کیا اور جو احرام میں اقامت اختیار کی۔ اور ستائیس تین سو ستر ستھ ہجری میں دار باقی  
کی راہ لی۔ حدیثیں لکھی اور روایت کی تھیں اور ثقہ تھے۔ انکا قول ہے کہ طریقت  
کا ادب یہ ہے کہ جب زہد و ترک دنیا میں آدمی کی شہرت ہو جائے تو لوگوں کے  
سامنے مال دنیا کا انہیں بجا دے تاکہ زہد کی نسبت اسکی طرف موقوف ہو جائے کیونکہ  
کل دار و مدار تو قلب پر ہے ”بیشک اللہ تعالیٰ ہماری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ ہمارے  
دلوں کو دیکھتا ہے“ اور کہتے تھے کہ جب ظہور حق میں سے کچھ غیر جلد و گہر نہ ہو تو اس کے سامنے تم جنت کی  
طرف التفات کرو اور نہ دوزخ کی طرف اور نہ دونوں کا خیال دل میں آنے دو بعدہ  
جب تم اس حال سے ہو تو جو حکم اللہ تعالیٰ نے عظمت عطا فرمائی ہے اسکی تعظیم کرو  
ان سے کہ گویا کہ بعض آدمی عورتوں کے ساتھ بیٹھا کرتے اور کہتے ہیں کہ میں ان کے

دیکھنے میں معصوم ہوں۔ اسکو نکرانوں نے کہا کہ جب تک صورتیں باقی ہیں بندہ امر و نہی کا مخاطب ہے خصوصاً جنہوں نے شادی نہیں کی ہے۔ جسے جوار کو مد نظر رکھ کر عمل کیا اُس کے اعمال حد شمار کے ساتھ ہونگے اور جسے مشاہدہ کے ساتھ عمل کیا اُس کو مشاہدہ شمار اور اعداد سے غافل کر دے گا۔ اور ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ جس نے گن کر عمل کئے اُسکو ثواب بھی گن کر ہی ملے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَسْجِدٌ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرٌ أَمْثَلُهَا (جو شخص مکہ لکھ آئے گا تو اُس کا دس گنا اُسکو ملے گا) اور جسے مشاہدہ کے ساتھ عمل کئے اُسکا اجر بے شمار ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اِنَّمَا يُؤْتِي الصَّابِرِينَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ (وہ تو ہماری بندے ہیں جنکو ان کا اجر بے حساب ہوتا جائیگا) انکا قول ہے کہ عاشقوں کا خون کموتا اور جوش کھاتا رہتا ہے جس حال میں کہ وہ حق کے ساتھ ایسے مقام پر پہنچے رہتے ہیں کہ اگر آگے بڑھیں تو دُوب جائیں اور پیچھے ہٹیں تو حضوری سے روک دیے جائیں اور سلوک سے جذب زیادہ تیز رفتار ہے کیونکہ حق کی ہر کشش بندہ کو ثقلین کے اعمال سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ اور تصوف کی ہر کتاب و سنت کی پابندی۔ حرص و ہوا اور بدعتوں کا ترک۔ حرمتِ مشائخ (پیروں کے عہد و پیمان جنکا توڑنا جائز نہیں ہے) کی تعظیم۔ خلقِ اللہ کے لئے معذرتیں قائم کرنی۔ اور انکی ملامت۔ اور رخصتوں و تادیبوں پر چلنے سے دست برداری ہے اور جو شخص اس راستہ سے ہٹا وہ مردِ دل خدا کے رتبہ سے گرا۔ اور زاہد دنیا میں اغوی ہے اور عارف آخرت میں ماورائے عالم ہے

عہ پارہ ہشتم رکوع ۷ (سورہ النعام۔ آیت ۱۶۰) مترجم ۱۲

عہ پارہ ہشتادویں رکوع ۱۶ (سورہ نمر۔ آیت ۱۰) مترجم ۱۲

نے اصحاب کفایت کا نام ”فتیۃ“ (جوان) اسلئے رکھا کہ وہ بلاد اسطی ایماں لکے  
 تھے۔ اور اوہا رکیلے سوال نہیں ہے انکا سوال تو گمنان اور گمنان رہتا ہے۔ اور  
 دیون کی نمایتین نیون کی بدایتین مین۔ اور تیج عین تومید ہے اور تفرقہ تجرید کی حقیقت  
 اور وہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایسا فانی ہو جائے کہ کل چیزوں کو اُسی کے  
 ذریعہ سے اُسی کیلئے اُسی سے اور اُسی کی طرف دیکھے اور جانے۔

(۲۴۰) ابوالحسن علی بن ابراہیم حصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ



اصل مین بعمر کے رہنے والے تھے۔ اور انہوں نے بغداد مین سکونت اختیار کی  
 اور مین مجہد کے دن سترہ تین سو اکثر ہجری کے شہر فوجہ مین قضا کی۔ اپنے وقت  
 مین عراق کے شیخ تھے اور انکے زمانہ کے بزرگوں مین کوئی شخص ان کا مثل گفتگو  
 مین زیادہ تر کامل۔ زیادہ خوش بیان زیادہ بلند رتبہ اپنے طریقہ مین یگانہ اور سیرت  
 و حال مین زیرک و دانا دیکھنے مین نہ آیا۔ توحید مین انکی قوت بیانیہ انہیں کے ساتھ  
 مخصوص تھی اور تجرید و تفرید مین جو ان کا مقام تھا اُس مین انکے بعد کوئی دوسرا انکا  
 شریک نہوا۔ یہ عراق والوں کے پیر تھے اور ان مین جس نے (طریقت کا) ادب کیا  
 اُس نے انہیں سے سیکھا۔ شبلی کی صحبت مین رہے اور انہیں کی طرف منسوب ہوئے  
 اور دوسرے بزرگوں کی صحبتیں بھی پائیں۔ یہ نکتے تھے کہ مین ایک زمانہ تک جب قرآن

عہ ”جمع“ بلا خلق کے حق کی طرف اشارہ کرنا۔ اصطلاحات صوفیہ۔ ترجمہ ۱۲۔

عہ ”تفسیر“ بلا خلق کے خلق کی طرف اشارہ کرنا۔ اور بقول بعض مہودیت کا شہدہ۔ ۱۲۔ اصطلاحات صوفیہ۔ ترجمہ

تلاوت کرتا تھا تو عوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہیں کہتا اور اپنے دل میں کہتا تھا کہ شیطان مردود کون ہوتا ہے جو خدا کے کلام کے سامنے آ موجود ہو میں کہتا ہوں کہ شاید یہ امر ان سے کمال کے پہلے وقوع میں آیا ہو ورنہ کامل تو وہ لطیفے پڑھتے اور ان میں سے کچھ بھی کم نہیں کرتے ہیں اور اس عذر و جمل نے اشرف المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا تھا پس اگر اسکا حاضر نہ ہو کمال ہوتا تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون اسکا مستحق ہو سکتا تھا واللہ اعلم۔ اور کیا کرتے تھے کہ تعریف سے کام لیا اور تصریح نہ کیا کرو تعریف بڑھانے کے لئے خوب چیز ہے۔

(۲۴۱) ابو عبد اللہ محمد بن عطار بن احمد رودباری رحمہ اللہ



یہ ابو علی رودباری کے بابائے اور اپنے زائد میں ملک شام کے شیخ تھے اور اپنے احوال مخصوص اور بہت سے علوم یعنی علم شریعت و قرآن اور علم حقیقت و اخلاق کے باعث مرجع انام تھے۔ اپنے اخلاق عادات میں متفرد فقر کی عظمت و کمداشت

۵ رودبار بضم بار مملہ و سکون واو۔ ابن حوقل لکھتا ہے کہ ”دیلم بلند پہاڑ میں اور جس شہر میں باغیاں رہتا ہے اسکا رودبار نام ہے یہیں آل حسان رہتے ہیں اور دیلم کی ریاست انہیں لوگوں میں ہے اور بعض آدمی سمجھتے ہیں کہ دیلم بنی قصبہ کا ایک گروہ ہے۔“ مشترک میں ہے کہ رودبار ملک دیلم کا ایک قصبہ ہے۔ اور بغداد کے دیات میں سے ایک گاؤں کا بھی نام ہے اور ملک خراسان میں طوس کا ایک موضع ہے۔ اور مرو کے علاقہ میں بھی اس نام کا ایک گاؤں ہے۔ اور اشک کے ایک گاؤں اور ہمدان کے ایک محلہ کا نام بھی رودبار ہے جیسا کہ ابو الفدا نے لکھا ہے۔ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں ممتاز آداب فقر کی دائمی پابندی و فقر و تنگدستی کی محبت میں استوار۔ اور ان کی طرف میلان رکھنے اور ان سے نرمی کے ساتھ پیش آنے میں اعجوبہ روزگار تھے۔

۳۶۹۔ تین سو اونتر چوبیس میں شہر صومریہ میں دم سوز تک انہوں نے آرام لیا۔ ان کا قول ہے کہ اہل غیبت جب پیتے ہیں تو بے عقل ہو جاتے ہیں اور اہل حضور جب پیتے ہیں تو عیش کرتے ہیں۔ اور ہڑے سے بزرگ جو س صوفی ہے میں کہتا ہوں کہ یہاں کجغوس سے ایسا شخص مراد ہے جو بخل کی وجہ سے نہ دے نہ وہ جو حکمت کے باعث رک جائے کیونکہ بعض آدمی کو نہ دنیا اور نہ دوزخ کے اخلاق میں سے ہے۔ والد اعلم۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ تصوف اہل تصوف سے بخل کو دور کرتا ہے اور حشمت لکھنا اہل حدیث سے جمل کو دفع کرتا ہے اور جب یہ دونوں باتیں ایک شخص میں جمع ہو جائیں تو اس کے مقام کا کیا کہنا ہے۔ اور ان کا قول ہے کہ نچا لفون کے ساتھ بیٹھنا جان کو گھٹانا ہے اور چھبسون کے ساتھ بیٹھنا عقل کو بڑھانا ہے۔ اور جیسے بلا ادب دلیوں کی خدمت کی وہ ہلاک ہوا۔ اور ہر شخص جو ہنشینی کی صلاحیت رکھتا ہے موانست کی صلاحیت نہیں رکھتا اور ہر شخص جو موانست کی صلاحیت رکھتا ہے اسرار کائنات نہیں ہو سکتا کیونکہ اسرار کے امانت دار صرف امین ہی ہو سکتے ہیں۔ اور انکی عادت تھی کہ جب کسی جگہ کے ارادہ سے چلتے تھے تو فقر و تنگدستی کے پیچھے پیچھے جاتے تھے۔ ممکن نہیں کہ ان سے آگے ہو جائیں۔

(۲۲۲) ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن حسن روغندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بہت بڑے بزرگان طوس میں سے تھے۔ ابو عثمان حیری اور ان کے طبقہ کے بہت



بزرگوں کی صحبتیں پائیں اور اپنے طریقہ میں اپنے وقت کے کیتا ہو گئے اور ان کی  
 بہت سی نشانیاں اور کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ اوجھال میں مجبور بڑی ہمت والے تھے۔  
 تین سو پچاس کے بعد انہوں نے اس دنیا سے رحلت کی۔ آٹکا قول ہے کہ دنیا کے  
 لئے دنیا کو چوڑا مال دینا حج کرنے کی محبت کی علامت ہے۔ اور جس نے اپنی کم سنی میں اللہ  
 کے حق کو ضائع کیا اُسکو اللہ تعالیٰ نے کبر سنی میں ذلیل فرمایا میں کہتا ہوں  
 کہ یہ قول اُسوقت صادق آئیگا جب اُس نے مقبول توبہ نہ کی ہو اور اللہ تعالیٰ کے  
 ذلیل کر دینے یعنی بین کردہ ذلت کا سزا دار ہو کیونکہ بعض وقت اسکا وقوع نہیں  
 ہی ہوتا ہے۔ اور آٹکا قول ہے کہ خبردار خدمت کرنے میں تمیز و تفریق نہ کرنا کیونکہ رباب  
 تمیز گذر گئے سب کی خدمت کرو تا کہ تمہاری مراد حاصل ہو اور مقصود ہاتھ سے نہ جانے  
 پائے اور ہمنے کسی شخص کو نہ دیکھا کہ اُس نے فقیروں کی خدمت کی ہو اور اُنکی برکتیں اُسکو  
 حاصل نہ ہوں اور آخرت سے پہلے دنیا کی عزت اُسکو روک میں نہ ملی ہو۔ اور زائد  
 اپنی ذات کے خطی میں مشغول رہتا ہے اور صوفی اپنے رب کے خطی میں۔ اور اللہ  
 عزوجل ہر بندہ پر اُنسی کے مطابق بلا نازل کرتا ہے جبکہ رک اُسکو معرفت عطا فرماتا ہے  
 تاکہ اُسکی معرفت اُسکی بلا کے مقابلہ میں مدد دے اسی لئے جبکی معرفت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے  
 اُنپر بلائیں ہی زیادہ آتی ہیں اور جبکی معرفت ادنیٰ درجہ کی ہوتی ہے اُنپر تو بڑی بلائیں ہی آتی ہیں  
 اور کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ گہراے مگر اپنی امت کیلئے کیونکہ وہ رافت و رحمت کے ساتھ  
 بھیجے گئے تھے اسی لئے جب اُنکو کشف کے ذریعہ سے اپنی اُمت کی نسبت معلوم

عہ مترجم کہتا ہے کہ حضرت نظامی نے اپنے شاگردوں میں کہا کہ ہر شاگرد کو یہاں مقصود ہفتویں  
 نے کہا کہ دو ہاتھیں ملگ میں آئے کہ سب ملے دے ۴ کا ہاتھ کہہیں میں زارین بھائے ۱۴

ہوتا تھا کہ یہ مخالفت میں بڑ جائیگی تو ان کے لئے سب قرار ہو جاتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
 ہے عَنْ نَبِيِّهِ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ يَا مُؤْمِنِينَ رُدُّوا رُحْمَكُمْ  
 (تمہاری تکلیف ان پر شان گذرتی ہے انکو تمہاری بیسود کا ہو کا ہے مسلمانوں پر نہایت درخشمن ہر ان  
 ہیں) اور احوال درست نہیں ہوتے مگر اُس صورت میں کہ علم کے نتیجوں سے پیدا ہو  
 ہوں پس اگر علم نہ تو نہ قلب میں خوف آئے اور نہ اطمینان و سکون حاصل ہو۔

### (۲۴۳) ابو الحسن علی بن بندار بن حسین صوفی رحمہ اللہ تعالیٰ

نیشاپور کے بزرگوں میں بہت بڑے اور اُن کے پیشرو تھے۔ ان کو حنفی بزرگوں کے  
 دیکھنے اور انکی صحبتوں میں رہنے کا موقع ملا دوسرے دن کو نصیب ہوا۔ نیشاپور میں ابو عثمان  
 و محفوظ۔ بغداد میں حنفیہ۔ روم میں سنون۔ ابن عطار و جریری۔ شام میں مقدسی و ابن الجبار  
 اور مصر میں ابوبکر مصری۔ زقاق و رد و باری کی صحبتیں ان کو ملین۔ انہوں نے بہت  
 حدیثیں لکھیں اور روایت کیں اور ثقہ تھے۔ جو شخص ان کے شہر میں آتا اور ان کے  
 پہلے محدثین و علمائے اُس سے کہا کرتے تھے کہ تمکو منت نے فریفتہ سے باز  
 رکھا کیونکہ صوفی تمہارے دل میں سے علم کی جگہ کو پاک و صاف کرتا ہے تاکہ اُس میں  
 علم کے ٹھیکے کی صلاحیت پیدا ہو۔ آں سے تصوف کے بارہ میں سوال ہوا تو انہوں  
 نے کہا کہ تصوف خلق کی رویت کو ظاہر و باطن نظر سے گرا دیتا ہے۔ ان کا قول  
 ہے کہ دونوں کی خرابی زمانہ و اہل زمانہ کی خرابی کے مطابق ہوا کرتی ہے۔ آؤ فقیر کامل

نہیں ہوتا تو فقیر اپنے فکر کو نہ چپاے اُس سے اپنی رضا اور اُس کے ساتھ اپنے مانوس و مسرور ہونے کو اپنے بھائیوں سے نہ پوشیدہ رکھے۔ اور اُس زمانہ کے درست ہونے کی کیا امید ہو سکتی ہے جس میں ہمارے جیسے نیکی کے ساتھ یلو کئے جاتے ہوں۔ اور یہ جب کسی ایسے شخص سے ملے تھے جو کسی ایسے بزرگ سے ملا ہو جس سے یہ نہ ملے ہوں تو اُس کے ہاتھ کو بوسہ دیتے اور اُس کے پیچھے پیچھے چلتے اور اُس سے کہتے تھے کہ تم فلاں شخص سے ملے ہو اور میں اُن سے نہیں ملا ہوں۔

(۲۴۴) ابو بکر محمد بن احمد بن جعفر نیشاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ



اپنے زمانہ میں نیشاپور کے بزرگوں میں سب سے بڑے فتویٰ دینے والے تھے ابو عثمان حمیری کے صحبت اُنہائی اور تین سو ساٹھ ہجری کے بیشتر اس دنیا سے اُٹھ گئے۔ اُن کا قول ہے کہ جو اغزی خوش خلق ہونا اور ہر نیکی کار و بدکار کے ساتھ بھلائی کرتا ہے۔ اور جب تمہارے بارہ میں کوئی شخص بُرائی کی گواہی دے تو ڈرو کیونکہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے ارشاد فرمایا ہے کہ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو میں کہتا ہوں کہ یہ وہ مضمون ہے جس سے اکثر فقرائے غفلت کرتے اور اُن لوگوں کی کچھ پوچھنا نہیں کرتے جو اُن پر جرح کرتے ہیں اور اُن کو اس بات پر تکیہ ہوتا ہے کہ اُن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کو جو علم ہے وہ کافی ہے حال آنکہ وہ عرفان کے درجہ میں قاصر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جرح کرنے والوں کو پاک و صاف قرار دیا اور اُن کا نام ”اللہ کے گواہ“ رکھا ہے اس لئے جس بات کی یہ لوگ خبر دین اُس کا سچا

سمجھنا واجب ہے۔ فافہم۔ والہ اعلم

(۲۴۵) ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن حمدون قرا و رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(\*\*\*\*)

نیشاپور کے مشائخ کبار میں سے ہیں۔ ابو علی ثقفی عبد اللہ بن منازل تشبلی و ابو بکر بن طاہر وغیرہم بزرگوں کی صحبت یافتہ اور اپنے طریقہ کے یکتا سے زمانہ تھے۔ انکا قول ہے کہ بڑائیوں سے ہلایوں کا چہنا مقدم ہے کیونکہ اس سے نجات کی امید ہے۔ اور معرفت کا نور کسی قلب میں ہرگز داخل نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ صاحب قلب حق تعالیٰ کو ہر چیز پر ترجیح نہ دے۔

(۲۴۶) ابو عبد اللہ ابوالقاسم پسران احمد بن محمد مقری رضی اللہ عنہم

(\*\*\*\*)

ابو عبد اللہ قتیوسف بن الحسین رازی۔ عبد اللہ نازکی مطلق قرمیسینی۔ کرم۔ جریر و ابن عطل کی صحبتوں سے فیضیاب ہوئے تھے۔ اور بڑے فتویٰ دینے والے بزرگ بڑے سخی بڑے خوش خلق اور بڑے عالی ہمت تھے ملائکہ تین سو چھیاسٹھ ہجری میں فوت ہوئے۔ اور ابوالقاسم خراسان کے بزرگوں میں یکتا سے روزگار تھے۔ اور طریقہ کے اعتبار سے بلند حال شریف الہمت۔ رفتار و جلاوس میں نیک روش و بادقار تھے۔ ابن عطار جریری ابن ابی سعدان ابن مشاد وینوری و رودباری کے صحبت یافتہ تھے۔ اور ملائکہ تین سو اٹھ ہجری میں نیشاپور سے رگبرگ

عالم نور ہو۔ انکا قول ہے کہ سچا فقیروہی ہے کہ ہر چیز کا وہ مالک ہو اور کوئی چیز اُسکی مالک نہو۔ یعنی وہ اپنے قرب کے سبب جو چیز اپنے رب سے مانگے وہ اُسے عطا فرمائے اسلئے وہ غیر اسکے طائفہ مائل نہو۔ اور جو انسان راہ کے اخلاق یہ ہیں کہ جو ان سے دشمنی رکھے اُس سے خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آئیں جو ان کو بُرا سمجھے اُسکو مالِ غنیمتیں جس سے اُنکے دل نفرت کریں اُن سے حسن صحبت کا بُرا کرین اور کل ایسی باتوں میں جو علم کے مخالف نہوں بھائیوں کا ساتھ دین۔ اور اس گروہ کے طریق میں داخل ہونے کی ابتدائی برکتیں یہ ہیں کہ صدق دالے جو کچھ اپنے متعلق اور اپنے پیرِ دین کے متعلق خبر دین اُسکو سچ سمجھو کیونکہ جو ان باتوں میں سے کسی میں بُرا کار بادہ ان لوگوں کی برکتوں سے محروم رہا۔ اور عارف وہی ہے جسکو اُسکا معروف (جسکو اُس نے پہچانا ہے) خلق کی طرف رد و قبول کی آنکھ سے دیکھنے سے باز رکھے۔ اور جسکو اپنے بھائیوں کی خدمت گران گزری اُسکے لئے اللہ تعالیٰ ایسی ذلت پیدا کر دیتا ہے جس سے کبھی چٹکارہ نہیں۔ اور ابوالقاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ باوجود اسکے کہ سماع میں لطافت ہے اس میں بہت بڑا خطرہ ہی ہے البتہ اُس شخص کا نہیں کہا جاتا جو کثرتِ علمِ صحتِ حال غلبہ جد کے ساتھ بغیر اسکے کہ خود اُسکو کوئی حظ ہو اسکو سنے۔

(۲۴۷) ابو محمد عبد اللہ بن محمد راسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و رحمہ



اصل میں بغداد کے رہنے والے اور وہاں کے بڑے بزرگ مشائخ میں سے تھے

ابن عطار جو جیری کی صحبتوں میں رہے اور ملک شام کو گئے اور وہاں سے لوٹ کر  
 پھر بغداد آئے اور وہیں ۶۷۷ھ میں سو سترھ ہجری میں اُنکا جسدِ خاکی پیوندِ خاک ہوا۔  
 انکا قول ہے کہ جب قلب پر ہرگز گاری کا خور کیا جائے گا تو دنیا و مشغولات کی محبت اُس  
 سے رخصت ہو جائیگی اور غیب کی باتوں پر اُسکو اطلاع ہوگی اور جیسے اپنے قلب  
 پر ہرگز گاری کی محنت نہ ڈالے وہ دنیا کی محبت سے نہ ٹٹے گا اور غیب کی باتوں سے  
 ہمیشہ محجوب رہے گا میں کہتا ہوں کہ اسی سبب گندے نمودارِ آجمن و پری  
 کو قابو میں کرنے کے لئے ریاضتیں کرتے ہیں تاکہ وہ غیب کی باتوں سے  
 اُنکو آگاہ کریں کیونکہ ان لوگوں میں مال و متاعِ دنیا سے سچا ہر ہمتو ہے نہیں اس لئے  
 خطا کار ہیں اور خدا کی ناراضی میں گرفتار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مسلمان بھائیوں کو  
 باقی عمر میں اس سے محفوظ رکھے۔ بیشک وہ سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔  
 اور انکا قول ہے کہ عشق جب ظاہر ہو تو اُس میں عاشق کی رسوائی ہوتی اور جب  
 چھپا رہا تو اُس نے غم سے عاشق کا کام تمام کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو مجاہد  
 کے لئے عارفوں کو مواصلت کے لئے صالحوں کو ملازمت کے لئے اور مومنوں  
 کو مجاہدہ و عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد **وَعَسَىٰ**  
**عَرَضُ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ** (تم تو مال و متاع چاہتے ہو اور اللہ آخرت  
 چاہتا ہے) کے متعلق ان کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دوا را دون کو جمع  
 کر دیا ہے پس جو شخص دنیا کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو آخرت کی طرف  
 بلاتا ہے اور جو آخرت کا ارادہ کرتا ہے اُس کو اپنے قُرب کی طرف بلاتا ہے کیونکہ



ظاہری لباس دلوشاک سے دھوکے میں نہ آنا کیونکہ ان لوگوں نے باطن کو تباہ و برباد کر لینے کے بعد ظاہر کو آراستہ کیا ہے۔ زہد کی شدت جسم پر اور معرفت کی قلب پر ہوتی ہے۔ سب علوم سے بلند رتبہ اسرار و صفات کے ظاہری اعمال کو بغیر بنانے کے۔ اور باطنی احوال کو درست کرنے کے علوم ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ایک سفر میں ایک شخص کو دیکھا کہ دو صحرا میں ایک پالون پر چلا جاتا ہے۔ میں نے اُس سے کہا کہ سفر کا آلہ بننے پر کونسا سفر کیا پڑی ہے۔ اُس نے مجھ سے پوچھا کہ تم مسلمان ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ تب اُس نے کہا کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں پڑھتے ہو وَحَكَمَلْنَا هُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (اور ہم انکو خشکی و تری میں لیگے) جب وہی لیجاؤ والا ٹھہرا تو بڑے آلہ کے لیے آیا اسلئے کہ اُسے آلہ کی کیا حاجت ہے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ زیادہ بونا اُسی طرح نیکیوں کو مٹا کر دیتا ہے جس طرح بارش کے بعد زمین صاف ہو جاتی ہے۔

(۲۴۹) ابو صالح سیدی عبدلہ تھا ورجلی رضی اللہ عنہ ورحمہ

یہ موسیٰ بن عبد اللہ بن محبی زاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبد اللہ بن موسیٰ بن جوں بن عبد اللہ بن معض بن حسن بن عثمان بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمیع کے فرزند ارجمند تھے۔ شہد چار سو ستتر ہجری میں پیدا ہوئے اور پانچ سو گھٹے ہجری میں راہی ملک بقاء اور بغداد میں مدفون ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں نے انکے متعلق مستقل کتابیں تالیف کی ہیں۔ اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ لوگوں کے



اقوال کا ایسا خلاصہ لکھیں گے جس سے سننے والوں کو نفع و ادب حاصل ہو۔ چنانچہ ہم سر  
 ہی کی توفیق سے کہتے ہیں کہ انکا قول ہے کہ حسین حلاج (منصور) کو مشکل پیش  
 آئی مگر اُس کے زمانہ میں کوئی ایسا نہ تاجو اُسکا ہاتھ پکڑتا۔ اور میں ہر شخص کا اپنے باروں  
 مزید دن اور راتوں میں سے جسکا گھوڑا ٹھوکر کا سے قیامت تک ہاتھ پکڑنے والا ہوں  
 و مکیہ لے کر میرا گھوڑا کسایا میرا نیزہ گزرا ہوا میری تلوار کبھی ہوئی اور میری کمان زہ  
 کی ہوئی تیار ہے میں تیری حفاظت کرتا ہوں حال آنکہ تجھے خبر نہیں ہے۔ انکی والدہ  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جبکہ قدم اس راہ میں تھا منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب  
 میرا فرزند عبد القادر پیدا ہوا تو رمضان میں دن بہ روزہ کو منہ نہیں لگاتا تھا اور برکی وجہ  
 لوگوں کو رمضان کا چاند دکھائی نہ دیا۔ اسلئے لوگوں نے میرے پاس آکر اُس بچہ کا حال دریافت کیا  
 تو میں نے اُن سے کہا کہ آج انہوں نے روزہ نہیں پایا ہے بعد معلوم ہو گیا کہ اُس دن رمضان تھا اور ہر شہر  
 میں اُسی وقت مشہور ہو گیا کہ سید بن میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان میں دن کو روزہ  
 نہیں پیتا۔ یہ علماء کا لباس پہنتے طہاسان (سیاہ چادر) اوڑھتے حجر بنی پر سوار ہوتے  
 اور انکے سامنے غاشیہ بردار چلتے تھے۔ بلند کرسی پر بیٹھ کر تقریر کرتے تھے اور اکثر  
 لوگوں کے سروں پر ہوا میں چند قدم چلتے اور ہر کرسی پر لوٹ آتے تھے۔ یہ کہتے  
 تھے کہ کئی دن ہو گئے تھے کہ میں نے کچھ نہیں کھایا تھا کہ ایک آدمی مجھے ملا  
 اور اُس نے مجھے ایک تیل دی جس میں درہم تھے چنانچہ میں نے سفید میدہ کی روٹیاں  
 اور کچھ روٹیاں کا حلوا خرید اور کھانے کو بیٹھا ہی تھا کہ ایک بچہ ملا جس نے لکھا ہوا تھا کہ  
 اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض آسمانی کتابوں میں فرمایا ہے کہ خوشین تو میں نے اپنی مخلوق  
 میں سے کمزورین کیلئے بنائی ہیں تاکہ ان سے طاعتوں میں مدد لیں اور جو زور آور ہیں

اُن سے اور خواہشوں سے کیا واسطہ۔ بس میں گمانے سے دست بردار اور  
 جلتا ہوا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ مجھ پر بہت سے ایسے بہاری بوجہ پڑا کرتے ہیں کہ اگر ہزاروں  
 پر رکھے جائیں تو وہ پیٹ جائیں۔ بس جب مجھ پر بہت سارے بوجہ ہو جاتے ہیں  
 تو میں اپنے ہلو کو زمین پر رکھ کر **عَفَّيْتُ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا**  
 (بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے) تلاوت کرتا ہوں اس کے  
 بعد جو سنا مٹاتا ہوں تو وہ بوجہ ہوا ہو چکتا ہے۔ آنگا بیان ہے کہ میں نے اپنی  
 ابتدائی حالت میں کریمان جمیلین چنانچہ میں نے کوئی خوفناک چیز نہ چھوڑی جس کے میں مُنہ  
 نہ چڑھا ہوں اور میرا لباس اُون کا ایک جبتہ تھا اور سر پر چوٹا سا خرقہ اور کانٹوں  
 وغیرہ میں ننگے پاؤں چلتا تھا اور تھوڑے سا کھسکی ساگ پاتا اور زمی کے کنارہ کے خُص  
 کی پتیوں پر گدز کرتا تھا اور برابر اپنے نفس کو مجاہدہ میں لگائے رکھتا تھا۔ یہاں تک  
 کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حال نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور جب یہ ہوتا تھا  
 تو میں چلاتا اور مُنہ کے سیدہ ہاگتا تھا خواہ میں صحرا میں ہوتا یا لوگوں کے درمیان  
 اور میں بناوٹ کے گونگے اور دیوانے پن سے مدد لیتا تھا اور لوگ مجھے بھارت  
 لگتے اور ایک مرتبہ مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ میں مر گیا اور کفن و مردہ شواہ گئے اور  
 لوگوں نے غس دینے کیلئے مجھے تختہ پر لٹایا یہ سب ہو چکا تب مجھے ہوش آیا اور  
 میں اُٹھ بیٹھا۔ ایک مرتبہ کسی نے ان سے پوچھا کہ خود بینی سے کیونکر رہائی مل سکتی ہے  
 تو انہوں نے کہا کہ جو شخص یہ دیکھے گا کہ چیزیں اللہ ہی سے ہیں اور وہی ہے جس نے  
 اُسکو اچھے کام کی توفیق عطا فرمائی اور بیچ سے اپنے آپ کو نکال لیا وہ خود بینی سے

بیچ جائیگا۔ ان سے اکثر جس شخص نے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ ہم آپ کے کچھ دن پر  
 کمبیاں بیٹھتے نہیں دیکھتے۔ اپراہنوں نے کہا کہ کمبیاں میرے پاس آکر کیا کر سکی  
 میرے پاس نہ دنیا کا شیرہ ہے اور نہ آخرت کا شہد۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جو مرد مسلمان  
 میرے مدرسہ کے دروازہ کو عبور کرے گا اُسکے عذاب میں اللہ تعالیٰ قیامت  
 کے دن تخفیف فرمائیگا۔ ایک شخص کی قبر سے اس قدر رونے اور چلانے کی آواز  
 آتی تھی کہ لوگوں کو تکلیف ہوتی تھی چنانچہ لوگوں نے انکو اسکی خبر دی۔ انہوں نے کہا  
 کہ اس شخص نے ایک مرتبہ مجھے دیکھا تھا اور فرمودہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی سبب سے  
 اُس پر رحم فرمائے چنانچہ اُس وقت سے ہر کسی نے اُسکی بیچ بکارتی۔ ایک دن  
 انہوں نے وضو کیا تھا کہ چڑھے نے بیٹ کر دی۔ وہ چڑا اڑ رہا تھا کہ انہوں نے  
 اُسکی طرف سر اٹھایا اور وہ مر کر گرا۔ ہراہنوں نے اُس کی قبر سے کو دھویا اور بیچ کر اُسکی  
 قیمت خیرات کر دی اور کہا کہ یہ اُسکے پلہ میں ہے (یعنی یہ خیرات چڑھے کی جان  
 لینے کا کفارہ ہے) اور یہ کیا کرتے تھے کہ اے میرے پروردگار کہو کہ میں اپنی جان  
 تیرے نذر کروں۔ تو قطعی دلیل سے ثابت ہو چکا ہے کہ سب تیرا ہی ہے۔ یہ تیرا  
 علمون میں تقریریں کرتے تھے۔ اور انکے مدرسہ میں لوگ ان سے ایک سبق  
 تفسیر کا۔ ایک حدیث کا۔ ایک مذہب (مسائل فقہیہ) کا اور ایک علم کلام کا پڑھتے  
 تھے۔ اور دوپہر سے پہلے اور بیچے دونوں وقت تفسیر اور علوم حدیث و فقہ و کلام  
 و اصول و نحو لوگوں کو پڑھاتے تھے۔ اور ظہر کے بعد قرأتوں کے ساتھ قرآن پڑھا کرتے  
 تھے۔ اور امام شافعی و امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما کے مذہب پر فتویٰ دیتے  
 تھے۔ اور انکے فتوے علماء عراق کے سامنے پیش ہوتے تھے تو انہیں سمیت

تعجب ہوتا تھا اور وہ کہہ اُٹھتے تھے کہ پاک ہے وہ جس نے انکو ایسی نعمت عطا فرمائی ہے  
 انکے پاس یہ سوال آیا کہ ایک شخص نے تین طلا تون کی قسم کھائی ہے کہ اُسکو ایسی  
 عبادت کرنا ضرور ہے کہ جس وقت وہ اُس عبادت میں مشغول ہو سارے لوگوں  
 میں سے کوئی بھی اُس عبادت کو نہ کرنا ہو۔ ایسی صورت میں اُسکو کونسی عبادت کرنی چاہیے  
 انہوں نے فوراً جواب دیا کہ مکعبہ چلا جاے اور اپنے لئے طواف کی جگہ کو خالی کرے  
 اور مناسات طواف کرے اور اپنی قسم اُتارے۔ اس جواب سے علماء عراق کو  
 نہایت تعجب ہوا کیونکہ اُن سے اسکا جواب بن نہیں پڑا تھا۔ انکے پاس ایک شخص  
 لایا گیا جس نے دعویٰ کیا تھا کہ میں نے اللہ عزوجل کو چشمہ سر سے دیکھا ہے۔ اس شخص  
 انہوں نے پوچھا کہ کیا تمہاری نسبت جو کچھ لوگ کہتے ہیں سچ ہے۔ اُس نے کہا ہاں  
 تب انہوں نے اُسکو دُعا ادا کرانے سے منع کیا اور اُس سے عہد کیا کہ پھر ایسا  
 نہ کہے گا۔ اور حضرت سے لوگوں نے پوچھا کہ یہ سچ کتنا ہے یا بیہودہ کہتا ہے۔  
 حضرت نے کہا کہ کتنا تو سچ ہے مگر شبہ میں پڑ گیا ہے۔ اور اسکی صورت یہ ہوئی ہے  
 کہ اسنے نور جمال کو اپنی بصیرت (چشم دل) سے دیکھا بعد اُسکی بصیرت سے ایک  
 چمک پردہ ہمارا کرا کے بھر (ظاہری بینائی) تک پہنچی پس اسنے اپنی ظاہری  
 بینائی سے اپنی باطنی بینائی کو دیکھا۔ اور اسکی باطنی بینائی کی شہادین اسکے شہود  
 کے نور سے متصل تھیں اسلئے اسنے گمان کیا کہ جس چیز کا شہود اسکی بصیرت کے  
 سامنے ہوا تھا اُسکو اسنے بھر سے دیکھا حال آنکہ اُسنے صرف اپنی بھر کو اپنی بصیرت سے  
 دیکھا مگر وہ نہ سمجھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **عَرَجَ الْبَحْرَيْنِ ۖ يَلْقِيَانِ كَبْكُهُمَا**

بکر سخی لائی گئیاں ۵۰ اُس نے دوسند بنا لیا کہ آپس میں ملے ہیں (ادب بھی اور دین  
 میں ایک پروہ رہتا ہے کہ) اُس سے ایک دوسرے کی طرف (بڑھ نہیں سکتے) اس تقریر  
 کے وقت بت سے مشائخ اور بڑے بڑے علما جمع تھے اس تقریر کو سنکر سب  
 کی باچین کھل گئیں اور جس صفائی و عمدگی سے انہوں نے اُس شخص کے حال  
 کی توضیح کی اُس سے سب ذمہ رکھے اور بت سے لوگوں نے کپڑے  
 ہٹا کر اور ننگے میدان کی راہ لی۔ انکا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مجھے بہت بُرا نور نظر  
 آیا جو سارے افق پر چھا گیا پھر اُس میں سے ایک سورت مجھے بہ آواز دیتی ہوئی  
 نمودار ہوئی کہ اے عبد القادر میں تمہارا پروردگار ہوں اور میں تمہارے لئے  
 حرام چیزوں کو حلال کر دیا۔ میں نے کہا کہ دور ہو ملعون۔ بس فوراً ہی وہ نور تاریکی ہو گیا  
 اور وہ صورت دہوان ہو گئی بعد اُس نے مجھے مخاطب ہو کر کہا کہ اے عبد القادر تم  
 اپنے علم اور اپنی اُس آگاہی کے ذریعہ سے جو تمکو اپنی منازلات کے احوال کی  
 نسبت حاصل ہے اپنے پروردگار کے حکم سے مجھے بھیج گئے حال آنکہ میں ایسے  
 لوگوں میں سے ہوں جو اہل طریق کو گمراہ کر چکا ہوں میں نے کہا کہ اللہ ہی کا فضل ہے۔ پھر  
 ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ یہ شیطان ہے۔ انہوں نے کہا کہ اُسکے  
 اس قول سے کہ ”میں تمہارے لئے حرام چیزوں کو حلال کر دیا“۔ ان سے  
 پوچھا گیا کہ مواردِ الہیہ و طوارقِ شیطانیہ کے صفات کیا ہیں تو انہوں نے کہا کہ  
 خدائی واردات نہ تو استدعا سے آتے ہیں اور نہ کسی سبب سے جاتے ہیں اور  
 نہ ایک طور پر اور نہ کسی خاص وقت میں آتے ہیں اور شیطانی طوارق اکثر اسکے خلاف  
 ہوتے ہیں۔ اور ان سے پوچھا گیا کہ بہت کیا نسخے ہے تو انہوں نے جواب

دیا کہ ہمت یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس سے دنیا کی محبت کو نکال ڈالے اور اپنی  
 روح سے آخرت کے تعلق کو دور کر دے اور اپنے قلب میں اپنے آقا کے ارادہ  
 ساتھ اپنا ارادہ باقی نہ رہنے دے اور اپنے باطن میں اس سے مجبور ہو جائے  
 کہ ہمتی کی طرح نگاہ کرے یا اُس کے اندر اُسکا جنال آنے پائے۔ مگر یہ کہ  
 بارہ میں ان سے سوال ہوا تو انہوں نے جواب دیا کہ اُسکے لئے رُود اور اُس سے  
 رُود اور اُس پر رُود اور کوئی حرج نہیں ہے۔ کسی نے دینا کو پوچھا تو کہا کہ اُس کو  
 اپنے دل سے نکال کر اپنے ہاتھ پر لے آؤ تب وہ ملکہ نقصان نہ کریگی۔ اور شکر کی  
 نسبت پوچھا گیا تو کہا کہ شکر کی حقیقت مُنعم (نعمت دہندہ) کی نعمت کا عاجزی  
 و فرد تنی کے طرز پر اقرار کرنا۔ مینیت کا مشاہدہ اور شکر سے عاجز رہنے کے طریقہ پر رُست  
 کی نگہداشت ہو۔ اور انکا قول ہے کہ صابر فقیر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شاگرد الدار سے افضل ہے۔ شاکر فقیر  
 دونوں سے افضل ہے اور صابر و شاکر فقیر تینوں سے بہتر ہے۔ اور خود بلار کو نہیں بلانا مگر جو بلا لایا  
 کو بچانا ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ خوش اخلاقی کس کو کہتے ہیں؟ تو انہوں نے  
 کہا کہ وہ یہ ہے کہ حق کا مطالعہ کر لینے اور اپنے نفس اور اُسکی چیزوں کو چھوڑنا سمجھ  
 لینے اور اُسکے عیبوں کو جان لینے۔ اور خلق کو اور انکی چیزوں کو اُس ایمان و حکمت  
 پر نظر کر کے جو انہیں ودیعت میں بڑا سمجھ لینے کے بعد تم میں خلق کی جفا اثر نہ کرے۔  
 اور ان سے سوال ہوا کہ کیا چیز ہے تو انہوں نے کہا کہ بقا تو تھا ہی کے ساتھ  
 ہوتی ہے اور تقار آنکسہ جبکہ کی طرح ہوتی ہے یا اُس سے بھی کم اور اہل تقار کی  
 نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس وصف میں کوئی فانی شے اُنکے ساتھ نہیں  
 ہوتی کیونکہ دونوں ضدین ہیں۔ اور انکا قول ہے کہ جب تم اُسکا ذکر و تو تم محبت

رکھنے والے ہو اور جب تم اپنا ذکر اُمس سے سُنو تو تم محبوب ہو اور خلق تمہارے  
 اور تمہارے نفس کے درمیان میں پردہ ہے اور تمہارا نفس تمہارے اور تمہارے  
 پروردگار کے درمیان۔ اور جب تک تم خلق کو دیکھتے رہو گے اپنے نفس کو نہ دیکھو گے  
 اور جب تک تم اپنے نفس کو دیکھتے رہو گے اپنے رب کو نہ دیکھو گے۔ اور جب اُنکی شہرت  
 ملکوں میں پھیل گئی تو بغداد کے اذکبار میں سے ایک سنی فقیہ علوم میں انکا امتحان لینے  
 کو جمع ہوئے اور اُن میں سے ہر ایک بہت سے مسائل لیکر اُنکے پاس آیا جب وہ  
 سب بیٹھ گئے تو حضرت نے گردن جھکا لی اور اُنکے سینہ سے نور کی ایک چمک  
 ظاہر ہوئی جو سوزن کے سینوں پر گزری جس سے جو کچھ اُنکے دلوں میں تھا سب  
 محو ہو گیا۔ تب تو وہ ہتکا ہکا سے رہ گئے اور بقیہ ارہوئے اور سب نے مکر بڑے زور  
 سے ایک چمچ ماری اپنے کپڑے پہاڑ ڈالے اور اپنی پگڑیاں پہنکدین۔ بعدہ حضرت  
 نے کرسی کو رونق بخشی اور جو کچھ سوالات وہ لائے تھے سب کے جواب دئے  
 اور وہ اُنکے علم بفضل کے معترف ہوئے۔ اُنکے اخلاق یہ تھے کہ باوجود جلیل القدر  
 ہونے کے چوٹے بچوں اور لڑکیوں کے پاس پھرنے اور فقیروں کے ساتھ بیٹھتے  
 اور اُنکے کپڑوں سے جو نہیں نکالتے تھے۔ اور کہی نہ کہی بڑے آدمی اور نہ اعیان  
 دولت کی تعظیم کو کھڑے ہوتے اور نہ کہی کسی بادشاہ یا وزیر کے پہاگ کے اندر  
 گئے۔ اور شیخ علی بن ہتھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت  
 کہتے ہیں کہ اُنکے قدم حول و قوت سے تیر تری کے ساتھ تفویض و موفقت پر جمع ہوئے  
 تھے اور ان کا طریقہ موصوفہ عبودیت میں حاضر رہنے کے ساتھ توحید کی تجرید اور تفرید  
 کی توحید تہا نہ کسی چیز کے ذریعہ سے اور نہ کسی چیز کیلئے۔ اور شیخ عدی بن مسافر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ مجاہدی اقدار کے نیچے  
 قلب و روح کی موافقت کے ساتھ گہلتے رہنا۔ باطن و ظاہر کا ایک ہونا۔ ادنیٰ خیال  
 نفع و ضرر اور نزدیک و دوری کے اٹھ جانے کے ساتھ نفس کے صفات سے باہر  
 نکل جانا ہے۔ اور شیخ بقا بن بطور رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ کا طریق قول و فعل نفس و وقت کا ایک ہو جانا۔ اخلاص و تسلیم سے ہم آہنگ  
 رہنا۔ اور ہر شے سے خطرہ و دادر میں اور اللہ عزوجل کے ساتھ ثابت رہنے کے حال  
 میں کتاب و سنت کی موافقت کرنی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ شیخ عبدالقادر  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوت اپنے پروردگار کی راہ میں شدت و لزوم کے اعتبار سے  
 تہا می اہل طریق کی قوتوں کی سی تھی۔ اور ان کا طریقہ توحید تھا و صفاء و حکماء و حالانہ۔ اور ان کی  
 تحقیق شریعت تھی ظاہراً و باطناً۔ اور ان کا وصف یہ تھا۔ قلب فارغ و جہت غائب  
 اور پروردگار حاضر کا مشاہدہ ایسے باطنی عالم کے ساتھ جو شکوک کی کشاکش سے  
 پاک ہو اور ایسے راز کے ساتھ جس میں اغیار و نزاع نہ کریں اور ایسے قلب کے ساتھ  
 جس سے مشاہدہ کے آثار جدا نہ ہوں۔ ابو الفتح ہرودی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے  
 کہ میں نے چالیس برس تک شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کی اور انہوں  
 نے اس مدت میں برابر عبادت کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔ اور ان کی عادت تھی  
 کہ جب وضو پڑھنا تو فوراً نیا وضو کر لیا اور دو کتین پڑھ لیں۔ اور عشاء کی نماز پڑھ کر اپنی خلوت  
 میں چلے جاتے اور کسی شخص کو اپنے ساتھ خلوت میں آنے نہیں دیتے تھے اور  
 صبح نمودار ہوتے ہی پر خلوت سے باہر نکلتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ غلیظ رات  
 کے وقت ان سے ملنے کو آیا تو اس کو صبح کے قبل زیارت نصیب نہ ہوئی۔ ہرودی



کا بیان ہے کہ ایک شب میں اُنکے پاس رہا تو تینے اُنکو دیکھا کہ اول شب کو توڑی  
 نماز میں پڑھتے بعد تہائی رات گزرنے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے اور الحیط الرب  
 الشہید الحسیب الفعال الخلاق الخالق الباری المصور کتے ہیں اور  
 اُنکا جسم کبھی چھوٹا اور کبھی بڑا ہو جاتا ہے اور کبھی ہوا میں بند ہو کر میری نظر سے غائب  
 ہو جاتے ہیں۔ بعد سیدھے کھڑے ہو کر نماز میں قرآن تلاوت کرتے ہیں یہاں تک  
 کہ رات کی دوسری تہائی گزرجاتی ہے۔ اور بہت ہی طویل سجدے کرتے ہیں۔  
 بعد ازاں متوجہ ہو کر فجر نمودار ہونے تک مشاہدہ و مراقبہ میں رہتے ہیں۔ اُسکے  
 بعد دعا کرنا لگ کر اُٹھنا اور اپنی خواری جلد ناستر و ع کرتے ہیں اور ایسا نور اُن کو  
 ڈھانک لیتا ہے جس سے چپکا چوند لگ جائے یہاں تک کہ اُسین نظر سے غائب  
 ہو جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اُنکے پاس سلام علیکم سلام علیکم  
 اور اُنکے جواب دینے کی آوازیں اُسوقت تک سنا کیا کہ وہ صبح کی نماز کیلئے باہر  
 آئے۔ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں عراق کے میدان اور کنڈروں  
 میں پچیس برس تک تنہا بہتر بارہ ماہ میں کسی مخلوق کو پہچانتا تھا اور نہ کوئی مخلوق مجھے  
 پہچانتی تھی مردان غیب و جنوں کے گرد وہ میرے پاس آیا کرتے تھے اور میں اُنکو  
 الصبر و حل کا رستہ بتا کرتا تھا۔ اور جب میں پہلے پہل عراق آیا تو خضر علیہ السلام  
 میرے رفیق ہوئے اور میں اُن کو پہلے سے پہچانتا نہ تھا۔ اور مجھے اُنہوں نے  
 یہ شہر ملکہ کہ میں اُنکی مخالفت نہ کروں اور کہا کہ یہاں بیٹھے رہو چنانچہ جس مقام پر  
 مجھے اُنہوں نے بٹھایا تھا میں تین سال بیٹھا رہا اور وہ سال میں ایک مرتبہ آیا کرتے  
 اور مجھے کہتے تھے کہ جب تک میں تمہارے پاس نہ آؤں اپنی جگہ پر جے رہو۔

اور اُنکے بیان ہے کہ مین ایک سال تک مدفن کے کندھوں میں رہا اور اپنے نفس کو مجاہدات کے رستہ پر لپٹاتا تھا اس لئے نیند کی سیٹی کھاتا اور پانی نہ پیتا تھا اور دو سکر سال پانی پیتا تھا اور کچھ نہ کھاتا تھا اور تیسرے سال نہ کھاتا تھا نہ پیتا تھا۔ اور جاڑوں کی ایک رات مین مین کسریٰ کے محل میں سویا تو مجھے نہانے کی حاجت ہوئی اور مین اُنکے ندی سے نہا آیا اور اُسکے بعد سو رہا تو بہرہی ہوا اور بہرہی ندی سے غسل کر کے آیا ہاں تک کہ اُس رات چالیس باریہ واقعہ پیش آیا اور مین غسل کرتا رہا بعد مین نیند کے خوف سے چمت پر چڑھ گیا۔ اور مین تمہاری دنیا سے آرام پانے کیلئے ہزار جن کئے۔ یہ یاد شاہون اور اُنکے پاس والون کے بچوں نے پر بیٹھنے کو فقیہ کے لئے فوری عذاب سمجھتے تھے۔ اُنکے پاس جب خلیفہ یاد زبیر آتا تو لکھ کے اندر جا کر برآمد ہوتے تھے تاکہ فقیہوں کی آنکھوں میں طریقت کی عزت قائم ہے اور اُنکو تعظیم کے اُٹھانہ پڑے۔ ایک مرتبہ مدرسہ نظامیہ میں فقیہوں اور فقیہوں کی جماعت اُنکے پاس جمع ہوئی اور اُنکے سامنے انہوں نے قضا و قد پر تقریر کرنی شروع کی۔ انشاء تقریر میں جنت سے ایک سانپ گرا۔ جس سے سب حاضرین ہلاک ہو گئے اور صرف یہی رہ گئے۔ اور وہ سانپ اُنکے کپڑوں میں گھس گیا اور اُنکے جسم پر سے گزر کر گردن کے نزدیک اُسے سر باہر نکالا اور گلے میں لپیٹ گیا۔ اور انہوں نے باوجود اسکے مسلسل تقریر کو توڑا اور نہ اپنی نشست بدلی۔ بعد اسکے وہ اتر کر زمین پر آیا اور اپنی دم کے بل اُنکے سامنے کھڑا ہو گیا اور چلایا اسکے بعد وہ کچھ بولا جسکو حاضرین میں سے کوئی بھی نہ سمجھا۔ اور چلتا ہوا تب سب لوگ واپس آئے اور ان سے پوچھنے لگے کہ وہ سانپ کیا بولا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اُس نے مجھے

کہا کہ میں بہت سے دیون کو آزما کر آپکا سا استقلال دیکھنے میں نہ آیا۔ اسپر میں نے  
 اُس سے کہا کہ تو تو ایک ذلیل کیڑا ہے تجھے وہی قضا و قدر حرکت دینا ہے جسکے  
 بارہ میں میں تقریر کر رہا ہوں شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اسکے بعد  
 میں نماز پڑھ رہا تھا کہ وہی سانپ پھر آیا اور میرے سجدہ کی جگہ میں گھس کر کھڑا رہا  
 اور جب میں نے سجدہ کرنا چاہا تو اُسکو اپنے ہاتھ سے ہٹا کر سجدہ کر لیا تب وہ میری گردن  
 میں لپٹ گیا اور پھر میری آستین میں گس گیا اور دوسری آستین سے باہر نکلا۔  
 بعدہ میرے گلے کی طرف سے اندر جا کر باہر نکل گیا۔ اُسکے دو سکر دن جب میں  
 ایک کنڈر میں گیا تو وہاں ایک شخص مجھے نظر آیا جسکی آنکھیں طول میں تنگ گزشتہ  
 تھیں۔ اس سے میں سمجھا کہ یہ جن ہے۔ پھر اُس نے مجھ سے کہا کہ میں وہی سانپ  
 ہوں جسکو آپ نے گزشتہ شب کو دیکھا تھا اور جہاں میں نے آپکو آزما یا اسی طرح سے  
 میں بہت سے دیون کو آزما چکا ہوں مگر ان میں سے ایک میں ہی آپ جیسا استقلال  
 نہ ہوا۔ بعض باطن میں گہرا کئے اور ظاہر میں ثابت قدم رہے اور بعض ظاہر و باطن  
 میں بے چین ہوئے مگر میں نے آپکو دیکھا کہ نہ ظاہر میں گہرا کئے اور نہ باطن میں۔ اور  
 اُس جن نے مجھے درخواست کی کہ وہ میرے ہاتھ پر توبہ کرے چنانچہ میں نے اُسے  
 توبہ کرائی۔ یہ کہتے تھے کہ جو بچہ میرے پیدا ہوا اُسکو میں نے اپنے ہاتھوں میں لیکر کہا  
 کہ یہ مرنے والا ہے اور میں نے اُسکو پیدا ہوتے ہی اپنے دل میں سے نکال دیا۔  
 آبن الاحض رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب ہم موسم ہار میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ کے پاس جایا کرتے تھے تو چلنے کے جاڑے کے وقت دیکھتے تھے کہ وہ  
 ایک کرتہ اور ٹوپی پہنتے ہوئے ہیں اُنکے جسم سے پسینہ نکل رہا ہے اور ارد گرد

پنکھا چلنے والے انکو چکھا جمل رہتے ہیں جیسا کہ سخت گرمیوں میں - یہ اپنے  
 اصحاب سے کہا کرتے تھے کہ یہ وہی کرو اور بدعت (دین میں نئی بات ایجاد) نہ کرو  
 انعامت کرو اور مخالفت نہ کرو۔ صبر کرو اور کبر و نمین - ثابت قدم رہو اور پراگندہ نہو۔  
 منتظر رہو اور ناامید نہو۔ متفق ہو کر ذکر کرو اور متفرق نہو۔ گناہوں سے پاک ہو اور آلودہ  
 نہو اور اپنے آقا کے دروازہ سے نہ ٹلو۔ اور انکا قول ہے کہ جب تم میں سے کوئی  
 شخص کسی بلا میں مبتلا ہو تو اسکو چاہئے کہ چلے اُسکے لئے اپنے آپ کو حرکت میں  
 لائے۔ اور اگر اس سے منصوص نہ ہو تو اور دن یعنی حاکمون وغیرہ سے مدد لے اور  
 اگر اس پر بھی رہائی نہ ہو تو اپنے رب کی طرف دعا کریں و زاری اُسکے سامنے اپنے آپ کو ڈال دینے  
 کے ذریعہ سے رجوع کرے پس اگر اُسکی سنی نہ جائے تو اُسکو یہاں تک صبر کرنا چاہئے  
 کہ سارے اسباب و حرکات اُس سے منقطع ہو جائیں اور وہ صرف ایسی روح رہ جائے  
 کہ حق جل و علاہ ہی کا فعل اُسے دکھائی دینے لگے پس وہ یقیناً موصوفہ ہو جائے گا  
 اور یقین کر لے گا کہ حقیقت میں اللہ کے سوا کوئی سائل نہیں ہے اور جب اسکو  
 وہ مشاہدہ کریگا تو اسد اُسکے کام کا منکفل ہو جائیگا اور وہ عیش و مزہ کی زندگی بسر  
 کریگا جو بادشاہوں کو بھی نصیب نہیں اور کہیں اُسکا نفس اپنے بارہ میں اندھا  
 کے مانند کئے ہوئے حکم سے چین چین نہوگا۔ اور انکا قول ہے کہ جب تم خلق  
 مرے تو منے کہا جائیگا کہ ”خدا تم پر رحم کرے اور تمکو تمہاری خواہشوں سے موت  
 دے“ پھر جب تم اپنی خواہشوں سے مرے تو منے کہا جائیگا کہ ”خدا نے تم پر رحم کیا  
 اور تمکو تمہارے ارادہ و آرزو سے موت دے“ پس جب تم اپنے ارادہ و آرزو سے  
 مرے تو منے کہا جائیگا کہ ”اسنے تم پر رحم کیا اور تمکو زندہ کیا“ تب تم ایسی پاک

زندگی بسر کرو گے جسکے بعد موت نہیں۔ ایسے المدا رہ جاؤ گے جسکے بعد افلاس نہیں  
ایسا عطیہ پاؤ گے جسکے بعد انکار نہیں۔ وہ علم تمکو حاصل ہو گا جسکے بعد جہل نہیں۔  
ایسا امن پاؤ گے جسکے بعد خوف نہیں۔ اور ایسی سیخ گندہک (نایاب چیز)  
ہو جاؤ گے جو ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ خلق سے فنا ہو جاؤ  
الہ تعالیٰ کے حکم سے اور اپنی خواہشوں سے الہ تعالیٰ کے امر سے۔ اور خواص کا  
شرک کرنا یہ ہے کہ سو و نسوان اور غلبہ حال و دہشت کے طور پر اپنے ارادہ کو حق  
کے ارادہ کے ساتھ شریک کریں پس الہ تعالیٰ پیدا کرنے اور یاد دلانے کے ذریعہ  
سے انکی خبر لیتا ہے تب وہ اس سے رجوع کرتے اور اپنے پروردگار سے  
بخشائش چاہتے ہیں اسلئے کہ اس ارادہ سے فرشتوں بنیوں عیلم الصلوٰۃ والسلام  
کے سوا کوئی بچا ہوا نہیں ہے اور باقی مخلوقات یعنی جن و انس جو مکلف ہیں اس  
سے محفوظ نہیں ہیں البتہ اس قدر ہے کہ انکی نفسانی خواہشوں سے حفاظت  
کی جاتی ہے اور ابدا ل کے ارادہ سے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ اپنے نفس سے  
باہر نکلو اور اُس سے دور ہو جاؤ اور اپنی ملکیت سے کنارہ کشی اختیار کرو اور سب  
کو اپنے آقا کے سپرد کر دو اور اپنے قلب کے دروازہ پر اُس کے دربان بنو پس  
وہ جسکے اندر لانے کا حکم دے اُسکو اندر لاؤ اور جسکے باہر نکالنے کا حکم دے اُسکو  
باہر کر دو اور نفسانی خواہش کو اپنے دل میں نہ آنے دو ورنہ تم ہاک ہو جاؤ گے۔ اور  
انکا قول ہے کہ بچتے رہو اور مائل نہ ہو۔ اور ڈرتے رہو اور ستم نہ ہو۔ اور تفتیش کرتے  
رہو اور غافل نہ ہو ورنہ تمکو اطمینان ہو جائیگا۔ اور کسی حال یا مقام کو اپنی طرف منسوب  
نہ کرو۔ اور ان میں سے کسی کا دعویٰ نہ کرو اور کسی کو اسکی اطلاع نہ دو کیونکہ الہ تعالیٰ

”ہر روز ایک نہ ایک کام میں ہے“ یعنی تعییر و تبدل میں وہ ”آدمی اور اُسکے قلب کے درمیان میں حاصل ہے“ اسلئے جسکی تم خبر دو گے اُس سے تمکو ٹھان دے گا اور جس حال کے ٹھیر جانے کا خیال دل میں لاؤ گے اُس سے تمکو الگ کر دے گا اسلئے جسکو تم اُسکی خبر دو گے اُسکے نزدیک تم شرمندہ ہو گے بلکہ اُسکی نگہداشت کرو اور اُسکو دو سے تک پہنچنے نہ دو پھر اگر وہ ثبات و بقا ہو تو سمجھو کہ اُسکی بخشش ہے اور شکر کرو اور خدا سے توفیق چاہو اور اگر ثبات و بقا کے سوا کچھ اور ہو تو اُمین علم نعمت تو ربیداری و تادیب کی زیادتی ہوگی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَا تَكُنْ لَهُمْ مِنْ آيَةٍ اَوْ نَسِيْهَا نَاْتٍ يَخْبِرُ بِهَا وَاَوْفِيْلَهَا رِمُ كُوْنِ اَيَاتِ مَنْوُخِ كَرِيْمٍ يٰ ذٰهِنٍ سَے اُناروین تو اُس سے بہتر یا دہیسی ہی نازل ہی کر دیتے ہیں اور کہتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ تمکو ایک حالت پر قائم کر دے تو اُسکے سوا اور حالت کو چاہے وہ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ تم اختیار نہ کرو میں کہتا ہوں کہ ادنیٰ کی طلب کا ممنوع ہونا تو ظاہر ہے کیونکہ ادنیٰ سے اُس چیز کو بد بنا چاہے گا جو اُس سے بہتر ہے اور اعلیٰ کی صورت میں یہ ہے کہ اسکے طالب میں نفسانی خواہش نازش راہ پا جائیگی پس نیچے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام میں اُس شخص کیلئے ممانعت ہے جو نفسانی خواہش سے باہر نہیں نکلا ہے اور جو اس سے نکل چکا ہے اُسکے لئے مراتب ترقی کا سوال خالص بندگی ہے واللہ اعلم اور کہا کرتے تھے کہ اگر تم بادشاہ کے گہر میں جانا چاہتے ہو تو ہوا دہوس سے اُس گہر میں جانا اختیار نہ کرو جب تک کہ تمکو جبر سے نہ لیجائے۔ اور جبر سے میری مراد سخت حکم ہے جو تکرار کے ساتھ ہو اور صرف اندر آنے کے حکم پر قانع نہ ہو جانا کیونکہ ہو سکتا

ہے نہ یہ کہ دُریب ہو بلکہ اُسوقت تک صبر کرو کہ تم داخل ہونے پر مجبور کئے جاؤ پس  
 تم محض جبر اور بادشاہ کے فضل سے گھر میں داخل ہو گے اُسوقت بادشاہ تم کو کسی  
 فعل پر سزا نہ دیگا مگر اُن کو اپنی بُرائی کی سزا ست۔ اپنے صبر کی کمی۔ سوراہی۔  
 اور جس حال پر حق تعالیٰ تم کو قائم کر دے اپنی اُس حالت سے خوشنودی کے ترک  
 پہ پھنسنکتی ہے۔ پھر جب تم گھر میں داخل ہو جاؤ تو سر جھکے ہوئے۔ آنکھیں  
 نیچی کئے ہوئے۔ باادب اور اُس خدمت کے محافظ رہو جبکہ تم کو حکم دیا جائے اور ترقی  
 کے طالب نہ ہو نہ درمیانی طبقہ پر اور نہ اعلیٰ رتبہ پر اللہ تعالیٰ نے محمد علی السّلعیہ وسلم  
 سے ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنِيَكَ (اور تم اپنی نظر نہ دوڑانا) اور اُنکا  
 قول ہے کہ نعمتون کا حاصل کرنا اور مصیبت کا دفع کرنا اختیار نہ کرو کیونکہ نعمتیں تو تم کو  
 قسمت سے ضرور ہی پہنچیں گی چاہے تم کو وہ خوشگوار ہوں یا ناگوار اور مصیبت تم میں  
 گہسی ہی ہوئی ہو گو تم اُسکو ناگوار سمجھو یا دفع کرو اسلئے سب چیزوں میں اللہ تعالیٰ  
 کیلئے سب تسلیم ختم کر دو چاہے کرے پس اگر تم کو نعمتیں ملین تو ذکر و شکر میں لگ جاؤ  
 اور اگر تم مصیبت آئے تو قبر مواتِ نعمت رضا اور اُس سے مزے لینے اور اُس سے

عہ بوری آیت کریمہ ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنِيَكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْتَهُمْ فِيهَا وَاسْتَغْنَىٰ  
 مِنْهُمْ سَرَّ هَرَّهَا الْخَيُولَةُ ۝ لِنَفَقَتِهِمْ فِيهَا ط قَسْرَتْنِي سَرَّ بَلَدٌ خَيْرٌ لِّكَ الْبَقَىٰ ۝ ۵  
 (۱) ہے پھر اپنے جو خزانہ تم کے لوگوں کو دینا دی زندگی کی رونق کے سارو سامان استعمال کیلئے دے  
 رکھے ہیں کہ اُنکو ان (کے حال) میں زندگین تم اپنی نظر نہ دوڑانا اور تمہارے پروردگار کی دی ہوئی زندگی میں بہتر  
 دیا بندہ تر ہے (پارہ ۱۶ - رکوع ۱۶) سورہ ط آیت ۱۳۶ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنِيَكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْتَهُمْ فِيهَا  
 جو اسی کے قریب فریب کا دفع ہے ۱۲ مترجم

معدوم و فنا ہو جانے میں اُن حالات کے انداز سے جو ملک و عطا ہوں مشغول ہو اور  
 اُن میں منتقل ہوتے رہو یہاں تک کہ رفیق اعلیٰ تک پہنچ جاؤ اور صدیقین و شہداء  
 ماضی کے مقام میں قائم کر دئے جاؤ پس مصیبت سے نہ گھبراؤ اور اسکے رخ کرنے  
 اور نزدیک آ جانے پر اپنی دعا کے ساتھ کھڑے نہو کیونکہ مصیبت کی آگ جہنم کی آگ  
 سے تو زیادہ نہیں ہے اور حدیث میں ہے کہ جہنم کی آگ مومن سے کہے گی کہ  
 اے مومن گزر جا کیونکہ تیرے نور نے میرے شعلہ کو بجھا دیا۔ اور مومن کا وہ نور جو  
 دوزخ کے شعلہ کو بجھائے گا وہی نور ہے جو وارد دنیا میں اسکے ساتھ رہے گا اور جسکے ذریعہ سے وہ فانی  
 کرنے والے سے ممتاز ہوگا اس لئے اُسکو چاہئے کہ اس نور سے مصیبت کے شعلہ کو بجھے  
 کیونکہ مصیبتیں بندہ پر اُسے ہلاک کرنے کو نہیں آیا کرتیں وہ تو اُسے آزمائے کو آتی  
 ہیں۔ اور انکا قول ہے کہ جو تکلیف تم کو پہنچے اُسکا گلا کسی سے بھی نہ کر دو  
 دوست یا قریب چاہے جو ہو اور جو کچھ تمہارے حق میں تمہارا پروردگار کرے  
 اور اُسکے ارادہ سے جو بلا تم پر آئے اُس میں کبھی اُس پر تمہارا نہ ہو بلکہ بھلائی اور  
 شکر کا اظہار کرو اور کسی مخلوق سے نہ بے بسی پیدا کرو اور نہ مانوس ہو اور جس  
 حال میں تم ہو اُس سے کسی شخص کو آگاہ نہ کرو تمہارے پروردگار کے ہوا کوئی  
 فاعل نہیں ہے اور ہر شے اُسکے پاس حقیقی تملی ہوئی ہے ”اور اللہ اگر چاہو (کسی قسم کی)  
 تکلیف پہنچائے تو اُسکے ہوا اُسکا دکر نیو الامین“ اور جبکہ تم عافیت میں ہو  
 اور تمہارے پاس کسی قسم کی نعمت ہو تو زیادہ بلی کے لئے اور جو نعمت و عافیت

عَ وَ اِنْ يَمَسُّكَ الْبُاسُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ فَدَعْهُ بِمَا يَشَاءُ لَكَ يَنْصُرُكَ مِنْ حَيْثُ يَشَاءُ ۚ وَ اِنْ يَمَسُّكَ الْبُاسُ مِنْ وَّرَائِكَ فَدَعْهُ بِمَا يَشَاءُ لَكَ يَنْصُرُكَ مِنْ حَيْثُ يَشَاءُ ۚ وَ اِنْ يَمَسُّكَ الْبُاسُ مِنْ وَّرَائِكَ فَدَعْهُ بِمَا يَشَاءُ لَكَ يَنْصُرُكَ مِنْ حَيْثُ يَشَاءُ ۚ

(سورۃ النعام آیت ۱۷)



اُس نے تمکو دے رکھی ہے اُنکو حقیر جان کر اور اُن سے آنکھیں میچ کر اللہ تعالیٰ کی شکایت کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ غالباً وہ تم پر غصہ ہو گا اور جو ہے اُسکو بھی تسے لے لے گا اور تمہاری شکایت کو سچی کر دیکھا سے گا اور تمہاری مصیبت کو ددنی کر دیگا اور تمکو سخت سزا دے گا اور تمکو ناپسند کرے گا اور اپنی آنکھ سے گرا دے گا اور آدمی پر اکثر بلائیں پروردگار عزوجل کی شکایت کرنے سے آتی ہیں۔ اور ان کا قول ہے کہ بادشاہوں کی ہمنشین کی صلاحیت صرف وہی شخص رکھتا ہے جو لغزشوں و مخالفتوں کی ناپاکیوں سے پاک و صاف ہو اور اللہ تعالیٰ کے دروازوں کی طرف صرف اُسی کو مخرج کرنا چاہئے جو دعوں اور ہوسوں سے مُبرا ہو حال آنکہ اسے بہائی! تم رات دن گناہوں و گندگیوں میں ڈوبے رہتے ہو۔ اور اسی لئے آیا ہے کہ ایک دن کی تب ایک سال کا کفارہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے بیاریوں و سختیوں کو اور کام نہیں صرف اسی لئے بنایا ہے کہ تم اُسکی نزدیکی و ہمنشینی کے قابل ہو جاؤ۔ اور یہی آیا ہے کہ سخت ترین بلائیں نبیوں پر آتی ہیں بعدہ و جبہ بدرجہ اور دائمی بلا کے ساتھ ولایتِ کبریٰ والے مخصوص ہیں اور یہ اس لئے ہے کہ وہ ہمیشہ محاضر بارگاہِ ربین اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی طرف جھکنے پائین۔ بہر جب بندہ پر ہمیشہ مصیبت رہتی ہے تو اُس کا قلب قوی اور اُسکی نفسانی خواہش کمزور رہو جاتی ہے اور کما کرتے تسے کہ کم پر راضی رہو اور اپنے رب سے اُسکے زلی حکم میں جھکنا نہ کر دوزخ و ملکوت جدا کر دے گا اور اُس سے غافل ہو ورنہ وہ کھو خراب و برباد کر دیکھا اور اُسکے دین میں اپنی نفسانی خواہش سے گفتگو نہ کر دوزخ و ملکوت باہر کر دے گا اور اپنے نفس سے مطمئن نہ ہو و تہمکو اُسکے ساتھ و جو اُس سے بھی بڑا ہو گا مبتلا کر لیا

اور کسی پر علم نہ کر دگو اُسکا باعث اُسکی نسبت تمہاری بدگمانی اور اُسکو برا سمجھنا ہی کیونکہ  
 کیونکہ تمہارا پروردگار ظالم کے ظالم سے درگزر نہیں کرتا۔ اور کہتے تھے کہ جب تم اپنے دل میں کسی شخص  
 کی عداوت یا محبت دیکھو تو اُسکے افعال کو کتاب و سنت کے ملاؤ پس اگر وہ دونوں کی رو سے پسند نہ ہوں  
 تو اُسکو دوست رکھو اور اگر ناپسندیدہ ہوں تو اُسکو ناپسند کرو تاکہ تم اُسکو اپنی نفسانی خواہش  
 سے نہ دوست رکھو اور نہ دشمن سمجھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ  
 عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ (اور اپنی نفسانی خواہش پر نہ چلاؤ ورنہ تم کو خدا کے رستے  
 سے ہٹا دے گا) اور کسی کو چھوڑ دینا نہیں مگر اللہ کے لئے اور یہ بھی اُسوقت کہ اُسکو  
 گناہ کبیرہ کا ارتکاب اور گناہ صغیرہ پر اصرار کرتے دیکھو میں کہتا ہوں  
 کہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ اُسکا علم ہو کہ وہ خدا کا  
 ہی سے کیونکہ نہ اس لئے چھوڑ دینے کے جواز کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ چھوڑنے والے  
 اُس گنہگار کو اپنی آنکھوں سے گناہ کرتے ہوئے دیکھے۔ اسی لئے سید علی الغفاری  
 رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ کسی کو چھوڑ دینے کے جواز کی شرط یہ ہے کہ چھوڑنے والے  
 کو اُس شخص کے جسکو چھوڑا ہے اُس گناہ میں جبکی وجہ سے چھوڑا ہے مبتلا ہو نیکا  
 نطقی و خمینی نہیں بلکہ یقینی علم ہو اس لئے بغیر تحقیق و ثبوت کے قطع تعلق جائز نہیں  
 ہے اور یہ وہ باب ہے جس میں بہتر سے آدمی ہلاک ہوے ہیں اور اُسی گناہ میں  
 مبتلا ہو کر مرے ہیں جسکی ہمت انہوں نے لوگوں پر دہری تھی واللہ اعلم۔ اور آج کا  
 قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو نہ اُسکے مال کو بڑھاتا ہے  
 اور نہ اُسکی اولاد کو اور یہ اس لئے کہ اُس محبت میں جو اُسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ

ہے شرکت باقی نہ رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ غنیور ہے شرکت کو پسند نہیں کرتا میں کہتا ہوں کہ لیکن اگر ذی ایسے مقام تک پہنچ جائے کہ کوئی چیز اس کو خدا سے باز نہ رکھ سکے تو اسکے لئے مال و اولاد کا مضائقہ نہیں ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اس کی طمع نہ رکھو کہ روحانیوں کے زمرہ میں داخل ہو گے جینک کہ تم اپنے آپ سے بجمیع وجوہ دشمنی نہ کرو اور اپنے کل جو ارج و اعضا سے جدائی نہ اختیار کرو اور اپنی ہستی شنوائی بینائی گرفت و دروہو پ عقل و عقل اور ان کل چیزوں الگ ہو جاؤ روح کے وجود سے پہلے تمہاری تمہیں اور ان چیزوں سے جو نفع (روح ہو سکنے) کے بعد تم میں پیدا کیگئیں کیونکہ یہ سب چیزیں تم کو تمہارے رب عزوجل سے روکنے والی ہیں جیسا کہ خلیل علیہ السلام نے بتوں کی نسبت کہا تھا اور جکا ذکر اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے **فَاَرٰهُمْ عَذَابًا ظٰلِمًا** (یہ تو میرے دشمن ہیں ان میں سچا دوست پروردگار عالم ہے) پس تم اپنے آپ کو مجبوتہ اور اپنے اجزاء کو ساری مخلوق متاع کے ساتھ بٹ بٹ بٹو۔ اور حدود کی پابندی اور ادا امر و نہی کی نگہداشت کے ساتھ اپنے رب کے سوا کسی کی ہستی تمہیں نظر نہ آئے۔ پس اگر تم میں حد و دین سے کسی چیز کی کمی واقع ہو تو سمجھو کہ تم مبتلا سے نقتہ ہو شیطان سے کیل کرنا ہے پس شرع کے حکم کی طرف لوٹو اور اس کے پابند ہو اور اپنی نفسانی خواہش کو پھوڑو کیونکہ جس حیقت کی شریعت کو اہی نہ دے وہ باطل ہے۔ اور ان کا قول ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ اپنے ایمانہ بندہ پر مہربان ہوتا ہے تو اس کے قلب کے سامنے دوست احسان و بخشش کا دروازہ کھول دیتا ہے اسلئے وہ اپنے قلب سے وہ

دیکھتا ہو جس کو آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل نے خیال کیا یعنی غیب  
 کی چیزوں کا مطالعہ اور چہیزانا اور لطافت آمیز کلام خوش آئند و عمدہ و دلآویز اور دعا مین  
 مقبولیت اور تصدیق و وعدہ و وفا اور حکمت کی باتوں کا اُس کے قلب میں خود بخود گزرنا  
 اور اُنکے سوا بڑی ہی چڑھی ہوئی نعمتیں جیسے حدود کی نگہداشت اور پابندی طاعات  
 پس جب بندہ کو اس پر اطمینان اور وہ اس پر نازان اور اُس کو اس حالت کے  
 ہمیشہ رہنے کا اعتقاد ہو گیا تب اللہ تعالیٰ اُس پر انواع و اقسام کی مصیبتوں اور  
 ربون کے دروازے جان مال و اولاد کی طرف سے کھول دیتا ہے اور جو کچھ  
 نعمتیں اُس کو ملی تھیں وہ سب اُس سے زائل ہو جاتی ہیں۔ اسلئے وہ بندہ ہنگام  
 بگا دل شکستہ ہو جاتا ہے اگر اپنے ظاہر کی طرف دیکھتا تو سر کا منظر پیش نظر ہوتا ہے اور اگر اپنے باطن کی طرف  
 نظر ڈالتا تو غم کے سامان مہیا پاتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ سے اپنی مصیبت کے زایل ہونیکا سوال کرتا  
 تو مقبول ہونے کی امید نہیں اور اگر خلق کی طرف رجوع کرنا چاہتا ہے تو  
 اسکا کوئی رستہ نہیں پاتا اور اگر رخصتوں پر عمل کرتا ہے تو فوراً سزا پاتا ہے  
 اور اُسکے جسم و مال پر خلأ نق مسلط ہو جاتے ہیں اور اگر درگزر چاہتا ہے تو معات  
 نہیں کیا جاتا اور اگر اُن بلاؤں پر چینیں دے مبتلا ہے رضامند ہونے خوش رہنے  
 اور آرام کرنے کا قصد کرتا ہے تو یہ بھی اُس کو نصیب نہیں ہوتا۔ پس جب وہ  
 اس حالت کو پہونچ جاتا ہے تب اُسکا نفس گھٹنے لگتا۔ اُسکی نفسانی خواہشیں  
 زائل ہونی شروع ہوتی۔ ارادے و آرزوئیں کوچ کرتی جاتی اور تمام چیزوں کی ہمتی  
 مٹتی جاتی ہے۔ یہ حالت اُسکی دائمی اور سخت کردی جاتی ہے یہاں تک کہ اُس کی  
 بشریت کے اوصاف کو فنا کر دیتی ہے اور وہ صرف روح رہ جاتا ہے پس اس وقت

اپنے قلب سے یہ نداشتا ہے اُرْكَضْ بِرِجْلِكَ هَذَا الْمُغْسِلُ بَاكَ رُ  
 وِشْرًا أَبًا (اپنے پاؤں سے زمین کو ٹکرا دو تمہارے منانے اور پینے کیلئے یہ سُند اپانی حاضر  
 ہے) اور سارے خلعت اُسکو واپس ملنے بلکہ اور زیادہ عنایت ہوتے ہیں  
 اور حق سبحانہ و تعالیٰ اُسکی تربیت خود فرماتا ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ  
 لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ (کوئی شخص ہی نہیں جانتا اگر کسی کیسی آنکھوں کی ٹہنک اُنکے  
 لئے پرہیز غیب میں موجود ہے) اور آپکا قول ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کو چاہتا ہے  
 وہ اللہ سے اپنی نادان قنیت اپنے ایمان اپنی معرفت اور اپنے یقین کی کمزوری اور  
 اپنے صبر کی کمی ہی کی وجہ سے اور جو شخص کہ اس سے بچا ہے وہ اللہ عزوجل کی  
 نسبت اپنی زیادہ دان قنیت اپنے ایمان کی زیادتی اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے  
 اپنے زیادہ جاکر نے ہی کے باعث۔ اور انکا مقولہ ہے کہ حق تعالیٰ کا اپنے بندہ  
 کے سوال کو قبول نہ کرنا صرف بندہ پر ہی شفقت کی وجہ سے ہے تاکہ اُس پر امید و  
 غور غالب نہ آجائیں جس سے وہ کمزورین پڑ کر ادب خدمت کی بجا آوری سے غافل  
 ہو کر ہلاک ہو جائے حال آنکہ بندہ سے صرف یہی مطلوب ہے کہ اپنے رب کے  
 سوا کسی طرف مائل نہ ہو۔ اور انکا قول ہے کہ جو ابتلا و عقوبت و مقابلہ کے طور پر ہوا اُسکی  
 علامت ہلاک کے پائے جانے کے وقت صبر کا نمونہ گہرا نا اور خلق سے شکایت

عہ پارہ ۲۳۔ رکوع ۱۱۳ سورہ ص آیت ۲۴ قصہ حضرت ایوب علیہ السلام جس سے صاحبِ نبی  
 کا یہ پورا قول من اولہ الی آخرہ ماخوذ ہے اور جو حالات سندرج بالا کی تصویر ہے دونوں کو ملا کر دیکھنے اور  
 سوچنے سے پورا لطفت آسکتا ہے۔ ۱۲ مترجم

عہ پارہ ۲۱۔ رکوع ۱۵ (سورہ سجدہ آیت ۱۴) ۱۳۰

کرنا ہے اور جو ابتلا گناہوں کے کفارہ اور کمی کے لئے ہو اسکی علامت صبر جمیل  
 کا ہونا ہے جس میں نہ شکایت ہو نہ گہرا ہٹ نہ بے چینی اور نہ طاعت کی بجا آوری میں  
 سستی۔ اور جو ابتلا کہ درجات کی بلندی کیلئے ہو اسکی علامت یہ ہے کہ اُسکے  
 دور ہونے تک خدا کے ازلی حکم سے خوشنودی و موافقت نفس کی طماننت  
 اور سکون پایا جائے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ جو آخرت چاہے اُسکو دنیا کی نسبت  
 اور جو اللہ کو چاہے اُسکو عجبی کی نسبت زہد اختیار کرنا لازم ہے اور جب تک  
 کہ بندہ کا دل دنیا کی کسی خواہش یا کسی لذت میں لگا ہوا ہو (یعنی کمانا پینا نکل کرنا  
 حاکم یا رئیس بننا۔ یا جو فن کہ فرض سے زیادہ میں اُن میں سے کسی میں ہوشگافیاں  
 کرنی جیسے کہ اس زمانہ میں حدیث روایت کرنی۔ قرآن کا ساتون قرأت سے  
 پڑھنا اور نحو لغت و فصاحت کے فنون میں عمر صرف کرنا) اُسوقت تک وہ آخرت  
 کا درست رکھنے والا نہیں وہ تو دنیا ہی کا داعی اور اپنی ہی نفسانی خواہشوں  
 کا تابع ہے۔ اور نصیحت کیا کرتے تھے کہ کل حیتوں سے اندھے بن جاؤ اور زمین  
 سے کسی سے چپکے نہ رہو کیونکہ جب تک کہ تم اُسکو پیش نظر رکھو گے اُسوقت تک  
 اللہ تعالیٰ کے فضل کا دروازہ تم پر بند رہے گا اسلئے تمہی جہات کو اپنی توجہ  
 سے بند کر دو اور اُنکو اپنے یقین سے بعدہ اپنی فتنہ سے بعدہ اپنی محو  
 سے بعدہ اپنے علم سے مٹا دو تب جا کر تمہارے قلب کی آنکھوں سے جہنوں کی  
 جہت کھلیگی اور یہ خدا کے کریم کے فضل کی محبت ہے پس تم اس محبت کو اپنی  
 چشم سر سے دیکھو گے اور اس کے بعد تم نہ فقر پاؤ گے اور نہ غنا۔ اور یہ بھایا کرتے تھے  
 کہ جو جن جن تم نفس پر مجاہدہ کرو گے اور اس پر غالب آؤ گے اور اُسکو مجاہدہ کی تلوار

سے قتل کرو گے دون دون سعد بن جہل اُسکو زندہ کرنا چاہیگا اور وہ جسے جگر اکر گیا اور جسے حرام و مباح خواہشوں اور لذتوں کا مطالعہ کر گیا تاکہ تم اُسکے ساتھ ہر مجاہدہ و مقابلہ کرو اور تمہارے لئے دائمی نور و ثواب لکھا جائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے ”سرجنا من الجہاد الاصلی الجہاد الاکبر“ (ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹے ہیں) نہیں معنی ہیں۔ اور انکا مقولہ ہے کہ ہر کومن اس بات کا مکلف ہے کہ جو چیز اُسکے حصہ میں آئی ہو اُسکے سامنے آنے کے وقت ٹھہر جائے اور چہان بین کر لے ایسی صورت میں جب تک کہ حکم اُسکو مباح اور علم اُسکو اُسکا حصہ نہ قرار دے اُسکو ہاتھ نہ لگائے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کومن بڑی چہان بین کرنے والا اور منافق حق سے باز رکھنے والا ہوا کرتا ہے۔

## (۲۵۰) ابوبکر بن ہوا ربطائمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ عیار تھے رہزنیان کیا کرتے تھے کہ ایک رات کو غیب سے انکو آواز آئی کہ کیا تیرے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا وقت ابی نہیں آیا ہے؟ بس اُسی وقت انہوں نے توبہ کی اور یہی پہلے شخص ہیں جنکو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں پکڑے کا خرقہ اور ٹوپی پہنائی۔ اور جب یہ بیدار ہوئے تو انہوں نے دونوں چیزیں اپنے جسم پر پائیں۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میں نے اپنے رب عزوجل سے عہد لے لیا ہے کہ جو جسم میری تربت میں داخل ہو اُسکو آگ نہ جلائے۔ اور کہا جاتا ہے کہ کبھی کوئی مچھلی یا گوشت انکی قبر میں داخل نہو جبکو آگ نے جلا یا ہو۔ انکے

جلیل القدر و عالی مقام ہونے پر انکے زمانہ کے بزرگوں کا اجماع منعقد ہوا تھا۔ انکے بعض اقوال فیضِ اشتعال یہ ہیں۔ توحیدِ قدیم کو حدوث سے الگ کر لینا موجود کا خارج ہو جانا۔ بردہ کا قطع کرنا۔ اور جنسی چیزیں معلوم و محمول ہوں انکے ساتھ ٹھہرنے کو ترک کرنا ہے کیونکہ توحید کا علم اُسکے وجود کا مبانی ہے اور اُسکا وجود اُسکے علم کا مفارق ہے اسلئے جب اُسکی انتہا ہوگی تو حیرت پر ہوگی۔ نصوت اجتماع کے ساتھ ذکر کرنا سماع سے وجد کرنا اور اتباع کا برداشت کرنا ہے۔ خوف تکوین اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کا اور وہ یہ ہے کہ سانس کے آنے جانے کے ساتھ اس سے بیغم نہ ہو کہ تم پکڑ لئے جاؤ گے حق کے ساتھ جمع ہونا اُسکے غیر سے جدا ہونا ہے اور اُسکے غیر سے جدا ہونا اُسکے ساتھ جمع ہونا ہے۔ تمنا الگوں کو حقیر سمجھنا ایسا مرض ہے جسکا علاج نہیں ہے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ عراق کے اوتاد آٹھ ہیں۔ معروف کرخی۔ احمد بن حنبل۔ بشیر حافی۔ منصور بن عمار۔ جبید۔ سری قسطلی۔ سہل بن عبد اللہ ستری۔ اور عبد اللہ داہلی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ایران سے پوچھا گیا کہ عبد اللہ کون ہیں تو انہوں نے کہا کہ ایک عجمی سید بغداد کے رہنے والے جنکا ظہور پانچویں صدی میں ہوگا اور وہ صدیقون اور اقطاب دنیا کے رئیسوں میں سے ہونگے رضی اللہ عنہ

(۲۵۱) شیخ ابو محمد شبنکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



اس شان کی ریاست انکے زبانی میں انہیں کو ملی۔ اور بہت سے صدق والے



سالک جیسے شیخ ابوالوفار شیخ منصور رضی اللہ عنہما وغیرہا انہیں کے بیان سے  
 نکلے۔ یہ شریف الاخلاق کامل الادب وافر العقل اور کثیر التواضع تھے۔ ابتدائیں  
 قانون کو لوٹا کرتے تھے۔ آخر انہوں نے ابو بکر بن ہوا بڑا سخی کے ہاتھ پر توبہ کی  
 بہر تو مادر زاد نہ ہوں۔ برص والوں اور دیوانوں کو اپنی دعا سے اچھا کرنے لگے  
 انکے چند مقولے یہ ہیں۔ طاعت کی جڑ پر ہیز گاری و تقویٰ ہے اور تقویٰ کی جڑ  
 نفس کا حساب لینا ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کا پکارنا نہ سنا وہ کیونکر اُسکے پکارنے  
 والے کو جواب دے سکتا ہے اور جس نے اللہ کے سوا کسی چیز پر استغنا کیا اُس نے  
 اللہ تعالیٰ کی قدر نہ جانی۔ جس نے اپنے نفس کو ادب کے ساتھ مقبور کیا وہی اللہ تعالیٰ  
 کو خلوس کے ساتھ پوجنے والا ہے۔ خلق کا حجاب حق تعالیٰ سے وہی اُنکی  
 تدبیریں اپنی جانوں کے لئے ہیں اور جس نے اپنے آپ سے حق کے قریب  
 ہونے پر نگاہ کی اُسکے قلب سے اُسکے سوا سب چیزیں دور ہو گئیں۔ صدیقوں  
 کی خواہش مجاہدہ ہے اور جو لوگوں کی خواہش خواب و کابلی۔ جو شخص اللہ تعالیٰ  
 کے ساتھ ایسے سر کا مدعی ہو جسکی شہادت اُسکے ظاہر کی نگہداشت نہ دیتی ہو  
 اُسکو دین میں متمہ ٹھہراؤ۔ گو تم موت سے مر جاؤ مگر ہرگز اُس فیقر کا کمانہ نہ کماؤ جو دنیا  
 سے پرہیز کرنے کے بعد اُسکی طرف لوٹا ہو اور اگر تم نے کما لیا تو چالیس دن تک  
 تمہارا قلب سخت رہے گا۔ قلب کی دوستی خلوص کے ساتھ اور اُسکا بگاڑ یا دوسرے  
 کے ساتھ علم میں مشغول رہنے میں ہے۔ قلب کا جمار ہنا اور مراتب اعلیٰ کی طرف  
 سبقت کرنا اس پر موقوف ہے کہ حق کی پوری رعایت اور خلق کے لحاظ کو اُٹھا دینے  
 کے ساتھ باطن کی اصلاح کی جائے۔ اور دلی وہ ہے جسکا حال ہمیشہ چہار پہلو اور

بیغیر کے کہ اُس کو تیز کرنے کے اعمال ظاہر ہوں ساری ہستی اُس کے ولی ہونے پر مطلق ہو۔

(۲۵۲) شیخ اعزاز بن مستودع بطاحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بطاحی میں طریقت کی ریاست انکو پہنچی تھی اور صلحا و علماء کی ایک جماعت نے ان سے طریقت اخذ کی اور اُس میں عزیز یاں کین اور انکے صاحبِ غفلت ہونے پر بزرگوں نے اتفاق کیا ہے۔ انکے چیدہ اقوال یہ ہیں :- غفلتیں دو ہیں رحمت کی غفلت اور دشمنی کی غفلت۔ پس جو غفلت کر حشت زدہ پردہ بندا دینا ہو تاکہ یہ گردہ غفلت و جلال کا مشاہدہ کر کے فرائض و سنن کے سوا عبودیت کو بھول جائیں اور سہیت کی واردات کے مراقبہ کے سوا ستر کی مراعات سے غافل ہو جائیں۔ اور جو غفلت کہ دشمنی سے ہے وہ بندہ کا اللہ عز و جل کی طاعت کو چھوڑ کر اُسکی معصیت میں مشغول ہو جانا اُسکا کرامات کی طرف التفات کرنا اور استقامت کی راہ سے غافل ہو جانا ہے۔ سہوت کے فرش تو دشمنوں ہی کے لئے بچائے گئے ہیں تاکہ وہ اپنے بُرے افعال سے وحشت زدہ ہوں اسلئے کبھی ایسی چیز انکے مشاہدہ میں نہیں آتی ہے جس سے خوش ہوں اور جس چیز سے مانوس ہوتے ہیں اُس سے انکو اطمینان حاصل نہیں ہوتا۔ رُوحان نے نفون پر ہربانی کی تو حقیقت کی طرف بلائے دالوں کے پاس مشاہدہ کا دامن پکڑ کر ٹھیریں اسلئے حق تعالیٰ کے غیر کو معبود نہ سمجھیں اور انکو یقین آگیا کہ قدیم کو حادث صفات معلولہ سے دریافت نہیں

کر کتا پس حق تعالیٰ کی ہی صفیتیں اُس تک پہنچتی ہیں اسلئے وہی ہے جس نے اُسے  
 پہنچایا ہے اور آدمی اپنے نفس سے نہیں پہنچا ہے۔ آراء و قلب کا چیزوں  
 سے چیزوں کے رب کی طرف پیر دینا اور بغیر قصد کے اللہ کے ساتھ بیٹنا ہے۔  
 محبت جب روحوں سے ملی تو وہ اُڑیں جب عقولوں سے مخلوط ہوئی تو وہ دُشٹ  
 ہوئیں اور جب فکروں سے متلبس ہوئی تو وہ حیرت زدہ ہو گئیں۔ علم کا کمال یہ  
 ہے کہ جالی صفتوں کے کمنہ کی نسبت اسید منقطع ہو جائے۔ جو اللہ سے مانوس  
 ہو اُس سے ہر چیز مانوس ہوئی جسکو اللہ نے مخاطب کیا اُسکو ہر چیز نے مخاطب  
 کیا جو اللہ تک پہنچا ہر چیز اُس کی جلالت کے باعث اُس سے پیچھے رہی اور  
 جس نے اللہ کو چھانا اُس سے اُن علوم و اسرار کی عظمت کے سبب جو اللہ نے  
 اُس کے سر دفرمائے ہر چیز ناداقف رہی۔

(۲۵۳) شیخ منصور بطاحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و رحمہ

یہ احمد بن رفاعی کے مامون تھے اور اُنہیں کی صحبت میں راہ پر لگے صاحبِ اجال  
 دار باب مقامات کے بہت سے گروہ انکی طرف منسوب ہیں۔ انکے محل میں رہنے  
 کے زمانہ میں جب انکی والدہ انکے پیر شیخ محمد شبلی کے حضور میں حاضر ہوتی  
 تھیں تو وہ اُنہ کُترے ہوتے تھے۔ اور ایسا اتفاق کئی مرتبہ ہوا تو لوگوں نے اُن  
 سے اسکا سبب پوچھا۔ اُنہوں نے کہا کہ میں اُس جینن کے لئے کُتر اہوتا ہوں  
 جو اسکے بیٹ میں ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے مقربوں اور مقامات والوں میں سے

ہو گا اور غریب اسکی شان ایسی بلند ہوگی کہ اسکا راہوار طریقت مُنہ نہیں موڑنے کا  
 یہاں تک کہ اسد عزوجل کی طرف رُخ کئے ہوئے جان دیگا۔ آنکے جیدہ اقوال  
 یہ ہیں۔ جس نے دنیا کو پہچانا اُس نے اُسمین زہد کیا اور جس نے اسد کو پہچانا اُس نے اُس کی  
 رضا کو مقدم رکھا اور جس نے اپنے آپ کو نہ پہچانا وہ بت بڑے دہو کے مین  
 ہے۔ جتنی چیزیں مین اسد تعالیٰ بندہ کو مبتلا فرماتا ہے اُنہیں سب سے زیادہ سخت  
 اُس سے غافل ہونا اور فرشت ہے اور جب اسد تعالیٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا  
 ہے تو اسکو غفلت اور نیند سے بڑا دیتا ہے۔ چون چون قلب کی منزلت بڑھتی جاتی  
 ہے وہ دن دوں سزا جلد تر اُس پر پہنچتی ہے۔ صبرِ عظام دون کا توشہ راہ ہے اور  
 رضا عارفوں کا درجہ ہے۔ پس جو شخص اپنے صبر پر مہم کرے وہ صابرِ دون مین سے  
 بڑا نیکو کار ہے۔ جو شخص ایسی حالت مین کہ اپنے رزق کے بارہ مین اسد تعالیٰ  
 کو نعمت دیتا ہے اپنے دین کے ساتھ اسد کی طرف بھاگتا ہے وہ رزق کے  
 لئے بھاگتا ہے اُسکی طرف نہیں بھاگتا۔ دنیا کی موجودات کہ دنیا چھوڑنے کی معین  
 نہ وہ تمہارے لئے مضر ہے مفید نہیں ہے۔ تین خصلتیں ادبیار کی صفیتیں  
 ہیں ہر چیز مین اسد تعالیٰ پر ہوسا کرنا۔ اُس پر تکیہ کر کے ہر شے سے فانی ہو جانا اور  
 ہر حال مین اُسی کی طرف رجوع کرنا۔ ارادت یہ ہے کہ تم اسد تعالیٰ کی طرف اشارہ  
 کر دو تو اسکو اشارہ سے زیادہ نزدیک پاؤ اور توکل سارے امور کو ایک ہی کی طرف  
 پھیر دینا ہے اور ہر مخلص کے اخلاص کا نقصان اپنے اخلاص کو کوئی چیز سمجھنا

عہ فقرۃ بالفتح۔ اسکے لغوی معنی ہیں سستی اور سونپن کی اصطلاح مین ”ہدایت کی آگ کا  
 جو نفیس ہوا کی جلائی ہوئی ہے شمشاد ہو جانا“ ۱۲ مترجم

ہے اور اُسکا کمال اپنے اخلاص میں رہا کا دیکھنا ہے۔ اللہ کے ساتھ اُس دلون کا  
 اندر جہل کی نزدیکی سے شگفتہ ہونا اور اُسی سے خوش ہونا اور اپنی تسکین کی  
 حالت میں اُسکی طرف نگاہ رکھنا اور اُسکے کل ماسوا سے غافل ہو جانا ہے اور یہ  
 کہ دل اُسوقت تک اُسکی طرف اشارہ نہ کرے جب تک کہ وہی انکی طرف اشارہ نہ کرے  
 نہو۔ جو شخص کہ عبودیت کی صفائی پر ہوا اُسمین ربوبیت کے نیاں نے  
 گھر کیا اور جس نے عبودیت کی پابندی میں ربوبیت کی صنعت کا مشاہدہ کیا پس  
 وہی اپنے نفس سے الگ ہوا اور اپنے رب عزوجل کے پاس ٹھیرا اور اُسوقت  
 وہ استدراج سے سلامت رہا اور اس مقام پر استدراج یقین کا چلا جانا ہے  
 کیونکہ یقین ہی سے عیب کے فوائد ظاہر ہوتے ہیں۔ کشف نور کے یکتے ہیں جو  
 اُسوقت چمکتے ہیں جب کہ باطنی امر دن کے اندر ہی اندر ایک غیب کے دوسرے  
 غیب کی طرف پہچانے والوں کی شناخت دل میں جاگزین ہو جاتی ہے تاکہ جان  
 سے حق مشاہدہ فرماتا ہے وہیں سے یہ بھی چیز دن کا مشاہدہ کرے اس لئے  
 وہ مخلوق کے دل کی باتیں کہہ دیتا ہے اور جب باطن کے اندر حق ظاہر ہو جا دیگا  
 تو اسید و خوف کے لئے فضلہ باقی نہ رہے گا۔ اور یہ کہتے تھے کہ سینے اپنے  
 مومن منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے تھے کہ عاشق ہمیشہ اپنے خا میں شہر  
 اپنی شراب میں حیران رہتا ہے نشہ نہ نکلتا حیرت میں آتا ہے اور حیرت سے نکل کر  
 ع ظاہر ہے کہ اس نزل کو شیخ احمد رفاعی کے ترجمہ میں ہونا چاہئے نہ کہ خود شیخ منصور کے  
 اقوال میں لفظ شیخ و کاتب کی غلطی ہے۔ لیکن جو نسخہ معراج چھاپا ہوا ہے اس میں ہے اُسمین سبط ہے  
 اس لئے سینے اُسے باقی رکھ کر جملہ دیا۔ ۱۲ مترجم

نشین جاتا ہے۔ شیخ منصور رضی اللہ عنہ زمین بطاح کی نذر دہلی میں رہتے رہتے اور انہوں نے اسی کو اپنا وطن بنالیا تھا۔ چنانچہ وہیں قضا کی اور انکا مزار ظاہر و معلوم اور لوگوں کی زیارت گاہ ہے۔ انکے مرتے وقت انکی بیوی نے کہا کہ تم اپنے بیٹے کو اپنا جانشین بنا جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے بائجے احمد کو۔ مگر جب انکی بیوی نے دوبارہ کہا۔ تو انہوں نے اپنے بیٹے اور اپنے بائجے دونوں سے کہا کہ تم دونوں فلان زمین سے خرفہ کا ساگ اکھاڑو چنانچہ انکے بیٹے اُسی زمین سے خرفہ کا ساگ لے آئے۔ اور انکے بائجے کچھ بھی نہ لائے۔ تو ان سے انہوں نے پوچھا کہ اے احمد تو ساگ کیوں نہ لایا۔ احمد نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ سب جڑی بوٹیاں اللہ عزوجل کی تسبیح پڑھ رہی ہیں اسلئے میں ان میں سے کسی کو بھی نہ اکھاڑ سکا۔ تب انکی بیوی چپ رہ گئیں۔

(۲۵۴) شیخ تاج العارفین ابو الوفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ



اپنے وقت میں بزرگان عراق کے سردار دین میں سے تھے اور انکی بہت سی خارق عادت کراستیں تھیں اور انکے زمانہ میں اس شان کی ریاست انکی کو پہنچی تھی۔ بے شمار لوگ علماء و صلحا میں سے انکے مرید ہوئے۔ اور ارباب احوال میں سے انکے چالیس خادم تھے۔ جب انکے سیر شیخ شبنکی نے انکی بیعت لی تو کہا کہ آج میرے دام میں ایسا پرندہ پنا ہے جسکا شل کسی شیخ کے جال میں نہ پھنساتا اور بطاح کے مشائخ کہا کرتے تھے کہ جو شخص ابو الوفا کا ذکر کرے اور اپنے گنہگار

پیر سے بغیر اس کا نام لے لے اُس کے چہرہ کا گوشت اگر انکی ہدیت سے نہ گرے تو  
اُس پر تعجب کرنا چاہئے۔ اور سیدی عبدالقادر جیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ  
حق تعالیٰ کے دروازہ پر ابوالفوار حبیب کوئی کر دی نہیں ہے اور یہی پہلے شخص ہیں جو عراق  
میں تاج العارفین کے لقب سے موسوم ہوئے ہیں۔ انکے بعض کلام نسبت الیہام  
یہ ہیں۔ جب کو نظر کے اثر نے سرگردان کیا اُس کو خبر کے سننے نے بے چین کیا اور جو  
بیابان شوق میں الگ ہو رہا وہ آفاق کعیرت التفات نہیں کرتا۔ ذکر وہ ہے جو تمکو  
نفس اُس کے وجود کے سبب سے غائب کر دے اور اُس کے شہود کے باعث ملکوت سے لے لے کیونکہ ذکر حقیقت  
کا شہود اور خلقت کا نمود (بچہ جانا ہے)۔ اجسام قلم میں روحیں تھیں اور نفوس جام شراب ہیں اور  
اور وجد آگ ہو نہ کہ بنیے والی حریر ہے اور بعدہ اڑا لیجا نیوالی نگاہ ہے اور قوت شاہد  
حضور میں بندہ کی سراسیمگی کے وقت باطنی محادثہ اور غلبہ شہود کے سبب سے  
دریائے مشاہدہ میں قلب کا مستغرق ہو جانا ہے۔ تسلیہ نفس کو احکام کے میلانوں  
میں چوڑو دینا اور صدقات سے اُس پر شفقت کا ترک کر دینا ہے۔ اور یہ کیا کرتے  
تھے کہ اگر اپنے پیر کے پاس آئیں تو لاسچا ہو اور پیر خواب میں ہو تو پیر کا ہر دو اُس کے سوال  
کا جواب دے گا اور اُس کو پیر کے جگانے کی ضرورت نہ ہوگی۔

(۲۵۵) شیخ حماد بن مسلم دباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علوم حقائق کے علماء راہنمیں میں سے تھے۔ انکو مریدوں کی تربیت کی ریاست  
ملی تھی۔ اور پوشیدہ اور احوال کے کشف کی نسبت انہیں اجماع منعقد ہوا تھا اور انکے

وقت کے بہت زیادہ مشائخ و صوفیہ بغداد و انہیں کی طرف منسوب تھے۔ اور یہ  
اُن لوگوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت  
پائی اُنکی مستائش کی اور اُنکی کرامتیں روایت کیں۔ انکے چند منتخب اقوال  
یہ ہیں۔ دل تین قسم کے ہیں ایک تو وہ دل ہے جو دنیا میں بہرہ رہتا ہے دوسرا  
وہ جو آخرت میں گہوتا ہے اور تیسرا وہ دل ہے جو مولیٰ کے ذریعہ سے بہرہ کرتا ہے  
نہ کہ مولیٰ میں کیونکہ جو مولیٰ میں بہرہ تار بادہ زندقہ ہوا۔ اپنے دل کو یقین کے ذریعہ  
سے پاک و صاف کر د تاکہ اُس میں احکام خداوندی جاری ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف  
کا سب سے نزدیک رستہ اُسکا عشق ہے اور اُسکا عشق خالص نہیں ہوتا جب تک  
کہ عاشق روح بانی نفس نہ رہ جائے اور جب تک اُس میں نفس ہے کبھی اللہ تعالیٰ  
کے عشق کا مزہ چکھ نہیں سکتا۔ تندر سے خواہش نفسانی کو دور کرو تو معرفت حاصل ہو  
اور خلق و ام سے خواہش نفسانی کو دور کرو تو مگور بانی لئے اور جتنا تمہارے پاس ہوگا اسی قدر تمہاری  
سلامتی ہوگی اور جتنا تمہارے پاس قدر ہوگا اسی انداز سے تمہاری معرفت ہوگی جب تمہارے  
وجود میں نفسانی خواہش نہ پائی گئی تو تم موحّد ہو گئے اور جب تمہاری تدبیر میں تمہاری  
مراد نہ پائی گئی تو تم فانی ہو گئے لیکن اگر وہ تمہیں بلا سے توجواب دو۔ اگر تم سے  
وعدہ کرے تو تو کھل کر دو۔ اور اگر اپنا حکم پیر جاری کرے تو سر تسلیم خم کر دو۔ پس اگر  
تم سے کہے کہ کوئی چیز اختیار کرو تو کہو کہ میں تو تقویٰ بیض کر چکا ہوں۔ اگر تم سے کہے کہ  
کچھ مانگو تو کہو کہ میں تصدیق کر چکا ہوں۔ اگر تم سے کہے کہ میری عبادت کرو تو کہو کہ مجھے  
توفیق عطا ہو اور اگر تم سے کہے کہ میری توحید کرو تو کہو کہ مجھے کیسے کیا جائے۔ پھر  
اگر معرفت آئیگی تو ربانی افعال ہو جائے گی اور ساری بستی زائل ہو جائیگی اور تم اُسکے





ایک کوندتی ہوئی بجلی اور نکلا ہوا آفتاب ہے۔ اور روح کا سمع و بون کے سننے کے ذریعہ سے رُوب کے بساط پر شاہد حضور کے ساتھ بغیر نفس کے ہوا کرتا ہے چنانچہ وہ مکوسماع کی حالت میں شیفتہ و حیرت زدہ ٹکٹکی باندھے ہوئے قیدی اور فروتن بدست نظر آئینگے۔ اور سن لو! کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رونق کے نور سے ستر ہزار مقرب فرشتے پیدا کئے ہیں اور انکو بارگاہ انس میں عرش و کرسی کے درمیان جگہ دی ہے اُنکے لباس سبز صوف کے اور اُنکے چہرے چودہویں رات کے چاند جیسے ہیں۔ اور جب سے یہ پیدا ہوئے ہیں حالت وجد میں شیفتہ حیرت زدہ اور فروتن بدست ہیں رکن عرش سے رکن کرسی تک پھمد کتے رہتے ہیں کیونکہ ان میں سخت شیفنگی پائی جاتی ہے۔ بس یہ آسمان والوں کے صوفی ہیں اسرافیل اُنکے سپالار و مرشد ہیں جبرائیل اُنکے رئیس و متکلم اور حق تعالیٰ انکا مونس و مالک ہے، ابراہیم ابن الحنفی بیان کرتے ہیں کہ شیخ یوسف ہمدانی لوگوں کے سامنے منظر کہہ رہے تھے کہ دو مولویوں نے جو اُس مجلس میں تھے ان سے کہا کہ چپ رہو تم تو بدعتی ہو۔ اس پر شیخ نے اُن دونوں سے کہا کہ چپ رہو تم زندہ نہیں رہنے کے چنانچہ وہ اُسی جگہ مگر رہ گئے۔ اور اُنکے پاس ہمدان سے ایک عورت روتی ہوئی آئی اور اُس نے ان سے کہا کہ میرے بیٹے کو فرنگینوں نے قید کر لیا ہے۔ انہوں نے اُسکو جبر کرنے کو کہا۔ مگر اُسے صبر نہ آیا۔ آخر انہوں نے دعا کی کہ خدایا اُسکی بیڑی کھول دے اور جلد اُسکو مخلصی دے۔ اسکے بعد اُس عورت سے کہا کہ اپنے گھر جا تجھ کو وہ دہین ملے گا۔ چنانچہ وہ عورت گھر چلائی تو اسکا بیٹا وہاں موجود تھا اُسکو اچھا گدرا اور اُس نے اپنے بیٹے سے حالات پوچھے۔ اُس نے

کہا کہ میں ابھی قسطنطنیہ میں بالونوں میں بیڑیاں پہنے ہوئے تھا اور مجھے نگہبان تعینات تھے کہ میرے پاس ایک شخص ہو چکا اور مجھے اٹھا کر پبلک جیل کے کیڑے بیان لے آیا۔ یہ سن کر چار سو چالیس ہجری کے قریب قریب پیدا ہوئے اور ۳۵۵ھ ہجری میں قیصر دینا سے چھوٹے اور مدت تک مقام بامن میں جو مرد کے راستہ پر واقع ہے مدفون رہے بعد اُنکی نعش غروبو پجائی گئی اور وہاں اُس سبزہ زار میں جو انکی طرف منسوب ہے دفن ہوئے۔

## (۲۵۷) شیخ عقیل منہجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

یہ اپنے وقت میں شام کے پیران پیر تھے انکی صحبت سے اکابر کا ایک گروہ کامل ہو کر نکلا جنہیں سے ایک شیخ عدی بن مسافر بن اور یہی پہلے شخص ہیں جو عمر یہ خرقہ کے ساتھ ملک شام آئے اور ان سے اور دن نے پایا۔ اور یہ طیار (اڑنے والے) کہلاتے تھے جسکی وجہ یہ ہے کہ جب انہوں نے اپنے اُس گائون سے جس میں یہ مقیم تھے مشرقی شہر دن کی طرف جانا چاہا تو گائون کے منارہ پر چڑھ گئے اور گائون والوں کو آواز دی چنانچہ جب وہ جمع ہو گئے تو یہ ہوا میں اُڑے اور لوگ انکی طرف دیکھتے رہے اور لوگوں نے جا کر دیکھا تو انکو منہج میں پایا۔ ان کے

عہد منہج بروز مجلس بیقری کہتا ہو کہ تفسیر میں سے ہے اور دوسروں کا بیان ہے کہ ان میں واقع ہے بطریق کتاہر کہ منہج و طلب میں دس فرسخ کا فاصلہ ہے اور منہج سے فرات تک

بعض کلام معرفت نظام یہ ہیں :- معرفت تو صرف اُن چیزوں کے متعلق ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے جن لہجہ اور عبودیت اُن چیزوں میں جس کا اُس نے حکم دیا ہے اور خوف سارے معاملہ کی جان ہے۔ لیکن عارفوں کا خوف یہ ہے کہ کہیں اُس کے افعال میں انکی راحت نہ پائی جائے۔ ویسوں کا خوف یہ ہے کہ مبادا اللہ عزوجل کے حکم میں انکی نفسانی خواہش پائی جائے اور متقیوں کا خوف یہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ انکی رویت خلق میں انکا نفس شریک ہو اگر مخلوق تم میں پیدا کی جائے تو تم شریک کرو اور اگر ملکوتی قدرت دے تو تم اُن سے جبرگے کرو۔ آئے شخص کہہ کہ میرے معبود تو اپنے قدر سے مجھے چٹا اور اپنے خلق سے مجھے آرام دے اور جب امر آئے تو کہہ کہ اے میرے معبود تو اُن میں سے مجھے رحم فرما اور جب قدر آئے تو کہہ کہ اے میرے معبود تو مجھے جیسے رحم فرما پس جب فضل آئے تو بغیر تصور اپنی ذات کے کہہ کہ اے تیرا فضل تیری صنعت کیلئے ہے۔ پھر جب تم چاہو گے تو خشوع کے وقت تمکو عبودیت حاصل ہوگی اور ناز کے وقت تو حید پس تمہاری عبودیت اُسکی طرف تمہارے محتاج ہونے کے سبب ہوگی اور اُسکا ناز یہ ہے کہ وہ اُن کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ پھر جب اللہ آئے تو ”اللہ“ کو پورا انکو پڑے جہاں مارنے دو کہ کیل بنایا کریں۔“

عہ سارے حقائق و جدویہ کے جمع ہونے کی احادیث کو آلیت کہتے ہیں۔ جیسے کہ آدم علیہ السلام سارے صور بشہ یہ کے جمع ہونے کی احادیث تھے۔ مترجم۔ از کتاب التشریفات اختصاراً

عہ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ۝۱۲

اٹھل عشق کے مجاہدہ سے تم اسکو پہچانو گے اور خلق سے اپنے باہر آنے کے ذریعہ سے  
اسکی توحید کرو گے۔ ہمارا طریقہ جدو کہ اور پابندی حد سے بے شک کہ تو فنا ہو جاے  
پس باتو جوان اپنی آرزو کو پونچھے گا اور یا اسکی بیماری سے مر جائیگا۔

باتن رسد بجان یا جان زتن برآید

جو شخص اپنے لئے کوئی حال یا قال تلاش کرے وہ معرفت کی راہوں سے دور  
ہے۔ جو انفرادی غلاموں کی خوبیاں دیکھنی اور انکی بُرائیوں سے غائب رہنا ہے  
مدعی وہ شخص ہے جو خود اپنی طرف اشارہ کرے۔ اور سلوک کے مقام میں انوس  
دگریہ کا نمونا خذلان کی علامت ہے۔ یہ جب جنگل کے جانور دن کو آواز دیتے  
تھے تو اس کثرت سے سر ڈالے ہوئے آتے تھے کہ افق نظر نہ آتا تھا۔ انکا سونا  
استعد و زنی تھا کہ کوئی شخص اسکو اُٹھانہیں سکتا تھا۔ انہوں نے منہج میں سکونت  
اختیار کی اور کچھ اوپر چالیس سال دہان رہے اور دہین دفات پائی اور دہین انکی  
قبر مشہور ہے لوگ اسکی زیارت کرتے ہیں۔

(۲۵۸) شیخ ابولعزی مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



ملک مغرب میں صادقین کی تربیت انکے سپرد ہوئی اور انکی صحبت سے وہاں  
کے بڑے بڑے مشائخ اور مشہور و معروف زاہدین کامل ہو کر نکلے۔ اہل مغرب  
انکے وسیلہ سے مینہ برسنے کی دعا کرتے تھے تو مینہ برتا تھا۔ انکے بعض کلام  
حقیقت الیام بہین:۔ احوال متدیون کے مالک ہوتے ہیں جصلح چاہتے ہیں

اُنکو پھیرتے ہیں اور منتہیوں کی ملکیت کہ جس طرح وہ چاہتے ہیں اُنکو پسیرتے ہیں۔  
 جو حقیقت کہ بندہ کی نشانیوں اور علامتوں کو نہ مٹا دے وہ حقیقت نہیں ہے  
 جسے فضل کے طور پر حق کی طلب کی وہ اُس تک پہنچا اور جو ایک (خدا) کے ساتھ  
 نہوا وہ ایک کے ساتھ نہوا۔ سب سے زیادہ فائدہ مند کلام وہ ہے جو کسی مشاہدہ کی  
 نسبت اشارہ ہو یا حضور کی نسبت خبر ہو۔ دلی دلی نہیں ہونا جب تک کہ ادا سکے  
 قدم۔ مقام حال منازل دسہ نہوں۔ پس قدم وہ راہ ہے جس پر حق کی طرف  
 چلو۔ مقام وہ کیفیت ہے جس پر تمہارے سابقہ نے جو علم ازل میں ہے اُنکو ٹھہرا دیا  
 ہو۔ حال وہ کیفیت ہے جو اصول فرائد میں اُنکو براہِ گنیمتہ کرے مگر سلوک کے  
 نتائج میں سے نہو۔ منازل وہ چیز ہے جو حضور کے تحفوں میں سے مشاہدہ  
 نہ کہ استتار کی صفت کے ساتھ خاص کر تمہیں ملی ہو۔ اور سہرا ازل لطف  
 میں جو جمع کے غلبہ غیر کے ٹٹنے اور نمارسی خدات کے فنا ہونے کے وقت تم میں  
 ودیعت رکھے گئے ہیں۔ لہذا حکم مقام کی نگہداشت سے طریق کی واقعی سمجھ اور  
 اُسکے پوشیدہ معانی پر اطلاع حاصل ہوتی ہے۔ حکم حال کی محافظت سے تعریف  
 میں جو اس کے لئے اللہ ہی کے ذریعہ سے ہوتی ہے اُسکو بسط حاصل ہوتا ہے  
 حکم منازل کی حفاظت کے سلطانِ قہر کو فتحِ لدنی کی فوجوں سے مدد دیتی ہے۔ حکم  
 ستر کی نگہداشت مکونات کے خزانوں پر مطلع ہونے کی قدرت کو وسعت دیتی ہے  
 حکم وقت کی نگہداشت سے مراقبہ پیدا ہوتا ہے اور پاسِ انفس غیبت فی الحضور  
 کے مقام تک پہنچاتا ہے۔ شیخ ابو محمد افریقی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ شیخ  
 ابو یعزى اپنی ہدایت میں پندرہ برس جنگل میں رہے جہاں جنگلی درختوں کے

پہلوں کے سوا کچھ نہ کہاتے تھے اور شیر ان کے پاس آکر پناہ اور پندے پسیرا لیتے تھے اور  
 اور ان کی یہ حالت تھی کہ جب شیر رونے کہتے کہ یہاں نہ رہو تو شیر اپنے بچوں کو لے کر شیر نیاں  
 سب کی سب باہر چلی جاتیں شیخ ابو مدین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ان سے میدان  
 میں ملا و سوقت اونگے چاروں طرف شیر اور وحشی جانور اور پرند موجود تھے اور اپنے احوال میں  
 ان سے مشورہ کر رہے تھے اور وہ خشک سالی کا زمانہ تھا چنانچہ یہ ان وحشی جانوروں سے  
 کہتے تھے کہ تم فدان فدان مقام کو جا دو ہاں تمہاری خوراک ہے اور ایسا ہی پرندوں سے کہتے  
 تھے اور سب اون کا حکم مانتے تھے۔ بعد اُنہوں نے مجھ سے کہا کہ شمشعیب ! ان  
 وحشی جانوروں اور پرندوں نے میرے پڑوس کو پسند کیا تو میری وجہ سے بہو کون مرے  
 لگے۔

(۲۵۹) شیخ عدی بن مسافر اموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ❦

یہ اس طریقہ کے یکجا نہ ارکان اور بلند رتبہ علما میں سے تھے اور شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ  
 ان کا نام غلبت کے ساتھ لیتے ان کی ستائش کرتے اور ان کے سلطان ہونے کی گواہی  
 دیتے اور کہتے تھے کہ اگر مجاہدہ سے نبوت ملتی تو ضرور شیخ عدی بن مسافر اسکو حاصل  
 کئے ہوتے۔ ابتدا میں انہوں نے مجاہدہ میں استقامت مبالغہ کیا کہ اپنے بعد کے  
 بزرگوں کو عاجز کر دیا شدت مجاہدہ سے ان کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ نہ خشک ہو کر گنجا ہو گیا  
 تھا اور سجدہ کرتے تھے تو سوسکی کوٹھڑی سے بیجے کے ٹکرا نے کی ویسی ہی آواز سنائی  
 دیتی تھی جیسی کنکریوں کی۔ ابستاد امر میں مدتوں کہو ہوں پھاڑوں اور مسید انون

میں مجروح پرتے اور انواع و اقسام کے مجاہدے نفس سے کراتے رہے اور ان  
 جگہوں میں سانپ حشرات الارض اور درندے ان سے مالوف رہے۔ اور یہی پہلے  
 شخص ہیں جس نے پورب کے ملکوں کی زیارات اور وہاں کے سچے مرید و مکی تربیت  
 کا قصد کیا اور تمام اطراف سے لوگ انکی زیارت کو آیا کرتے تھے انکے بعض کلام سعادت  
 فرجام یہ ہیں :- تمہارا (کسی چیز کو) لینا یا ترک کرنا دو حال سے خالی نہ ہو اللہ عز و جل کے  
 ذریعہ سے ہو یا اوس کے لئے ہو۔ پس اگر یہ دونوں فعل اوسکے ذریعہ سے ہوں تو اوس  
 کی طرف سے تم کو عطا کرے۔ نہ کی ہدایت ہوگی اور اگر اوسکے لئے ہوں تو اوس کے حکم سے  
 اوس سے رزق طلب کرو اور جسمین خلق ہے اس سے بچو کیونکہ جب تم ان کے ساتھ  
 رہو گے تو وہ مکمل غلام بنائینگے اور جب تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہو گے تو وہ تمہاری  
 حفاظت کرے گا اور جب تم اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ رہو گے تو تمہاری کفالت  
 کرے گا۔ اور جب تم اسباب کے ساتھ رہو تو اپنا رزق زمین سے مانگو کیونکہ تم کو آسمان  
 سے نہیں دیا جائیگا اور جب تم توکل کے ساتھ رہو تو اگر اپنی ہمت کے ذریعہ سے طلب  
 کرو گے تو ہرگز تم کو عطا نہ ہوگا اور اگر تم اپنی ہمت کو اٹھا دو گے تو تم کو عطا ہوگا۔ اور جب  
 اللہ تعالیٰ کے ساتھ ٹھہرے رہو گے تو تمہارے لئے سارے موجودات موطن سے  
 خالی ہوں گے اور تم ایک مٹھی مین اور فانی ہو گے اور ساری ہستی تم مین اور تمہارے  
 لئے ہوگی۔ تم اپنے پیروں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے مگر اوس صورت مین کہ تمہارا اعتقاد  
 اس کی نسبت ہر اعتقاد سے بڑا ہو اور جب ایسا ہوگا تب وہ تم کو اپنے حضور  
 مین رکھے گا اپنے غیبت مین تمہاری حفاظت کرے گا اپنے اخلاق سے تم کو  
 آراستہ کرے گا اپنی تادیب سے تم کو مؤدب بنائے گا اور تمہارے باطن کو



اپنے اشراق سے منور کرے گا اور اگر تمہارا اعتقاد اوس کی نسبت کمزور ہو گا تو تم کو ان چیزوں  
 میں سے کوئی بھی اُسمین نظر نہ آئے گی بلکہ تمہارے باطن کی تاریکی کا عکس تمہارے چہرے کا  
 تو تم کو اُس کے صفات بھی اپنے ہی صفات جیسے نظر آئیں گے پس تم اوس سے کہی  
 فائدہ نہ اٹھاؤ گے گو وہ درجہ میں دیون سے بھی اعلیٰ ہو۔ خوش اخلاقی ہے کہ ہر  
 شخص کے ساتھ اس طور پر پیش آئے کہ اوس کو اُنس پیدا ہو وحشت نہ پس علماء کے  
 ساتھ اونکی باتوں کو اچھی طرح سے سننے کا ہر تاواکرے گا و اوس کا مقام اوس سے  
 بالاتر ہو جو وہ کہتے ہوں۔ اہل معرفت سے سکون و انکسار کے ساتھ پیش آئے اور  
 اہل توحید سے تسلیم کے ساتھ جب کسی شخص سے کرامات و خرق عادات ظاہر ہوتے  
 دیکھو تو جب تک کہ اوس کو امر و نہی کی وقت و مکہ نہ لو اُس پر نہ پھولو۔ جس نے ادب آموزوں  
 سے ادب نہ سیکھا وہ اوس کو خراب کرے گا جو اوس کی پیروی کرے گا اور جس میں ذرا  
 سا بھی بدعت ہو اوس کے ساتھ بیٹھنے سے بچو تاکہ اوس کی شامت تمہاری طرف نہ لوٹے گو  
 ایک مرت کے بعد ہی کیون نہ ہو جس نے علم کے بارہ میں زبانی تقریروں پر بس کی اور  
 اوس کی حقیقت سے متصف نہ ہو وہ منقطع ہے جس نے بغیر سمجھ کے عبادت پر کفایت  
 کی وہ بیرونی ہے جس نے بغیر ورع کے فقر پر اکتفا کیا وہ دہو کے مین ہے اور  
 جس نے اون احکام کی پابندی کی جو اوس پر واجب ہیں اوس نے نجات پائی تو حید  
 باری تعالیٰ کی ماہیت کہنے میں نہیں آتی اور نہ اوس کی کیفیت عقل و خیال میں آتی  
 ہے وہ تو مثالوں اور شکلوں سے بالاتر و اعلیٰ تر ہے اوس کی ذات کی طرح اوس کی  
 صفتیں ہی قدیم ہیں۔ اپنی صفات میں وہ جسم نہیں ہے۔ وہ ایسا بزرگ ہے کہ  
 نہ اپنی بنائی ہوئی چیزوں کے مشابہ ہو سکتا اور نہ اپنی بنائی ہوئی اشیا کی طرف

منسوب ہو سکتا ہے۔ اور کسی جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے  
 اور کسی زمین و آسمانوں میں کوئی اور سکا مائل نہیں اور اس کے حکم و ارادہ میں کوئی اور سکا  
 سمجھتا نہیں۔ عقلموں کے لئے حرام ہے کہ اللہ عز و جل کی کوئی مثالی صورت کھڑی کریں  
 وہوں کے لئے کہ اس کو کعبہ و کریں گمانوں کے لئے کہ اس کی تعین کریں ضمیر و  
 کے لئے کہ اس کی تکوہ و پختہ نفسوں کے لئے کہ اس کو سوچیں فکر وں کے لئے کہ اس کو  
 احاطہ کریں اور عقلموں کے لئے کہ اس کو تصور کریں مگر اسی قدر کہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنی  
 کتاب میں یا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اپنا وصف بیان کیا ہے اور  
 ہمارے اس طریقہ کے چلنے والے پر بستے پہلے جو چیز واجب ہے وہ جوئے  
 و عودن سے باز آنا اور سچے معنوں کا محفی رکھنا ہے میں کہتا ہوں کہ اس کی  
 وجہ یہ ہے کہ سچے معنی نور میں اور بندہ کے قلب میں جب قدر نور جمع ہوں گے اُس قدر  
 اس کے قدم میں گے اور اس کی استعداد قوی ہوگی اور چون چون وہ معنی کو ظاہر کریگا  
 دونوں نور ابتدا ہی میں نکلتا چلا جائیگا پس اس راہ میں اس کا قدم نہیں جھیکے گا۔ واللہ اعلم  
 اور یہ اکثر بحر محیط کے چنے جزیرہ میں اقامت رکھتے تھے۔ اور یہ جب ہوا کو کہتے تھے  
 کہ ٹھیکہ جاتو فوراً ٹھیکہ جاتی تھی۔ ہمارے کے پہاڑ میں سکونت رکھتے تھے

۱۵۔ کتاب الانساب میں لکھا ہے کہ ہنگامہ فتح ہوا و تشدید کاف اور آخر میں اسے مہملات کے بعد  
 ہے اور ہنگامہ ایک شہر اور خطہ اس پہاڑ کے نزدیک ہے جو موصل کے اور جانب جزیرہ میں سے ہے  
 ابن الاثیر نے باب میں لکھا موصل کو عسلاقمین ہنگامہ ایک ولایت ہے جس میں تسلیحات و دیہات  
 شامل ہیں۔

اور بالس کو انہوں نے وطن بنایا تھا اور حسینؑ پانچ سو اٹھاون ہجری میں وفات پائی اور اس تکبہ میں جو ان کی طرف منسوب ہے دفن ہوئے اور ان کی قبر وہاں ظاہر اور لوگوں کی زیارت گاہ ہے۔

## (۲۶۰) شیخ علی بن وہب بنجاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سنجاری اور اسکے جوار کے مریدوں کی تربیت کی خدمت ان تک پہنچی اور بڑے بڑے لوگوں کا ایک گروہ ان سے مرید ہوا مثلاً شیخ سوید بنجاری شیخ ابو بکر جاری شیخ سعد ضابجی

۵۱۔ بالس باسے موحده بعدہ الف ولام مسورہ بعدہ سین مملیہ ایک چوٹا سا شہر فزات کے مغربی کنارہ پر ہے۔ اور یہی ملک شام کا سب سے پہلا شہر ہے۔ یہاں سے قلعہ دو شتر تک جو قلعہ جعبر کے نام سے مشہور اور فزات کے شرقی جانب میں واقع ہے پانچ فرسخ کا فاصلہ ہے اور قلعہ جعبر کے مقابل فزات کے مغربی جانب سرزمین صغیر ہے جہاں اڑانی ہوئی تھی۔ حاشیہ اصل کتاب۔

۵۲۔ صاحب الباب نے لکھا ہے کہ بنجار سین بے نقطہ کے کسرہ۔ نون کے سکون اور جیم کے فتوح اور الف و را بے نقطہ کے ساتھ ہے۔ ابن سعید نے لکھا ہے کہ سنجار نصیبین کے جنوبی حصہ میں بہت ہی خوبصورت شہر ان میں سے ہے اور اس کا کوئی حصہ نہایت ہی سیر حاصل ہے۔ اور ابن حوقل کی کتاب میں ہے کہ سنجار دیر بیدہ کے میدان کے وسط میں پھاڑوں کے قریب ایک شہر ہے اور سنجار کے سوا جزیرہ کے کسی شہر میں کچھ کا ذکر نہیں ہے۔ اور وہاں کے بعض باشندوں نے لکھا ہے کہ سنجار موصل سے تین منزل پر واقع ہے سنجار مغرب سمت میں اور موصل مشرق کی سمت میں واقع ہے۔ اور سنجار کو پہاڑ اپنے دامنوں سے محفوظ کئے ہوئے ہے اور معرہ کے انداز کا ہے یہاں ایک قلعہ اور بہت باغ ہیں اور نہروں اور شمال جانب کے پہاڑ سے پانی کی افراط ہے ابو الفداء۔

وغیرہ۔ یہ چالیس مرتبہ چکر کر گزرا۔ عالم قدس ہوئے جنمیں سب ارباب احوال  
 تھے۔ نقل ہے کہ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے چالیسوں مرتبہ ایک باغ میں  
 جو انکو تکلیف کے روبرو واقع تھا جمع ہوئے اور ہر ایک نے اس باغ سے ایک  
 ایک مٹی گھاس لی اور اس پر ہونک ماری جس سے وہ گمانسین نیلے نیلے  
 سبز و سفید مختلف رنگوں کے پھول ہو گئیں اور ایک نے دوسرے کے صاحب مکملین  
 تصدیق ہونے کی شہادت دی۔ انکابیان ہے کہ سینے سات سال کی عمر میں قرآن  
 حفظ کیا بعدہ علم میں مشغول ہوا اور میں ایک سجدہ میں جو جنگل کے باہر واقع تھی عبادت  
 کیا کرتا تھا ایک شب کو میں وہیں سو رہا تھا کہ میں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ علی! مجھے حکم ہوا ہے کہ تم کو یہ ٹوپی  
 پہناؤں اور انہوں نے اپنی آستین سے ٹوپی نکالی اور میرے سر پر رکھی۔ اسکے چند  
 دنوں کے بعد خضر علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ علی! تم فکر  
 لوگوں کے پاس جاؤ انکو تم سے فائدہ پہونچے گا۔ مگر میں اپنے کام میں استقلال کے ساتھ لگا  
 رہا بعدہ میں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ جو خضر نے کہا تھا وہی یہ بھی کہتے  
 ہیں۔ یہ حکمرین بیدار ہوا اور اپنے معاملہ میں ثابت قدمی سے نہ چلا تا تب تیسری شب  
 کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ مجھے وہی فرماتے ہیں جو ابو بکر صدیق  
 رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ اس پر میں بیدار ہوا اور میں نے باہر نکلنے کا ارادہ کر لیا اور اسی رات  
 کے آخر حصہ میں جو میں سویا تو میں نے حق تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور مجھ سے ارشاد  
 ہوا کہ اے میرے بندے! میں نے تجھے اپنی زمین میں اپنا برگزیدہ بنایا اور تیرے  
 سب احوال میں میں نے اپنی ایک روح کے ذریعے سے مدد دی اور

تجھے مینے اپنی مخلوق کے لئے رحمت بنایا پس نکل کر اُن کی طرف جا اور مینے اپنی جو حکمتیں تجھے تعلیم کی ہیں اور انکو ذریعہ سے اُنہیں حکمرانی کر اور مینے اپنی جن نشانہوں نے تجھے مدد دی ہے اُنکو اُنہیں ظاہر کر چنانچہ مین بیدار ہوا اور نکل کر لوگوں کے پاس آیا اور ہر جانب لوگ میں طیف دور سے اُنکے چند چیدہ اقوال یہ ہیں :- اللہ عزوجل کی معرفت ایسی بہاری ہو کہ عقل سے حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ اُسکی اصل شرع سے اقتباس کی جا سکتی ہو بعدہ قریب کے مقدار سوا اُسکے حقایق کی شاخیں نکلتی ہیں پس ایک گروہ نے اُسکو وحدانیت کے ذریعہ سے پہچانا اُسے صمدانیت تک پہنچا اور اسے آرام لیا ۔ دوسرے گروہ نے اُسکو قدرت کے ذریعہ سے پہچانا اس سبب سے وہ حیرت زدہ ہو گئے ۔ تیسرے گروہ نے اُسکو عظمت سے پہچانا سو جس سے وہ دہشت کے پاؤں پر کھڑے ہو گئے اور یقینی طور پر سمجھے کہ ہرگز کوئی اوسکی ذات کو نہیں پاسکتا چوتھے گروہ نے غلبہ الہیت سے اوسکو پہچانا پس وہ کیفیت و ماہیت سے پاک ہوئے چنانچہ گروہ نے اُسکو اوسکی مصنوعات کے ذریعہ سے پہچانا اور اوسکی ناد صنعتوں سے اوسکی طرف راہ پائی اُسے اس گروہ نے اوس کو اوسکے ایجاد و صنعت میں مشاہدہ کیا اور اُسکے دینے اور نہ دینے میں اُسکو دیکھا ۔ چھٹے گروہ نے اُسکو تکوین کے ذریعے سے پہچانا اور اُسے ثبات و تمکین کے ساتھ جانا اور ایک اور گروہ نے اوسکو بغیر اوسکے غیر کے پہچانا اس لئے اوس نے ان کو اپنی وہ نشانیاں دکھائیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور جو کسی بشر کے قلب پر گزرا ۔ جس کو حق نے محبوب رکھا اور چاہا اوس کے قلب میں ارادت پٹھا دی اس لئے مرید صاحب ارادت ( عاشق طالب ہے جس کے قلب پر شوق غالب ہے اور غایت درجہ کی شہینگی نے اوس کی عقل کو سلب کر لیا ہے اور مراد معشوق مطلوب ماخوذ مسلوب اور

بارگاہ کی طرف مجذب و کچا ہوا) ہے جس میں شوق کا ظہور و غلبہ ہے کیونکہ وہ مطلوب کو پا چکا راستہ کو طے کر چکا اپنے نفس کو دور کر چکا اور اس سے دور ہو چکا اور اس کو اور کو بیچ کو اپنی نظر سے مٹا چکا اس لئے اُن کو دیکھتا ہی نہیں ہے زہد کی تین قسمیں ہیں فرض فضیلت و قربت فرض حرام میں فضیلت مشتبہ میں اور قربت حلال میں۔ اور زہد کی عظمت و رعب سے زیادہ ہے کیونکہ دور ع باقی رکھتا ہے اور زہد کل کا قطع کر دیتا۔ اخلاص کی علامت یہ ہے کہ حق کے مشاہدہ میں غلق تھے غائب رہے۔ ابدی بقا سمین ہے کہ تم اپنے آپ کو فنا ہو جاؤ۔ اور جس شخص کا باطن اللہ تعالیٰ کے غیر کے ساتھ ہوا سپہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو حرم کرنے نہیں دیتا اور اس کو مخلوقات سے طمع رکھنے کا لباس پہناتا ہے۔ انکی وفات کا مقام سبھا ہے اور وہیں انکا مزار پر انوار یا رنگاہ صغار و کبار ہے۔

(۲۶۱) شیخ موسیٰ بن ماہین زولنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحمہ

یہ امام و یگانہ زمانہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انکے لئے غیب کی چیزیں انکو کرامتیں عطا کی تھیں اور دلوں میں انکی حکایت ڈال دی تھی اور انکی بزرگی پر بزرگوں کا اتفاق تھا حاصل مشکلات اور باطنی واردات کی تشریح کے لئے دور دور سے لوگ انکے پاس آتے تھے شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی سرستائش اور ان کی شان کی عظمت کرتے

ع۔ صوفیہ کی اصطلاح میں ہر امر و وجودی کو ٹکون کہتے ہیں۔ اور یہ یعنی معنی اصطلاحی فلاسفہ کے

تھے۔ اور انہوں نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ اسے اہل بغداد عنقریب تم پر ایک آفتاب  
 طلوع ہوگا کہ وہیسا تمہارے ان کہی طلوع ہوا تھا۔ اور لوگوں نے اُسے پوچھا کہ وہ کون  
 ہیں تو انہوں نے کہا کہ شیخ موسیٰ زولی انکے بعض اوقاف حقائقِ قہال یہ ہیں : - رقائقِ  
 تفصیل منازلات کے معانی اور تجلیل محامزات کے شعارِ بہین اور یہ (رقائق) جملہ ہاے  
 کلیات کے اعتبار سے متحدہ صورتِ جزئیات کی طرف التفات کے ساتھ متصل ہیں  
 اور دقائقِ رقائق کی ردصین ہیں اور یہ (دقائق) حکمتِ ازلیہ کا مقدمہ ہیں اسلئے  
 اختیار کو اختیار سے احاطہ کرتے اور انوار کیلئے انوار کو کھول دیتے ہیں۔ اور اگر دھند  
 کی بساط پر تمہارے لئے یہ حجاب اٹھا دیا جاوے تو ضرور تمہاری ذات سے فرزند  
 آدم کی تعداد کے برابر مخلوق مہکلام ہو اور ضرور تم اپنی ذات کے رقائق کو رکوع کرنا  
 کے ساتھ رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے ساتھ سجدہ کرتے دیکھو۔ اور انکا قول ہے  
 کہ حقائقِ علی کے گیسو اور روشنی کی زوہون کی خوشبو ہیں۔ اور یہ (حقائق)  
 نواع کی جبکہ اور چمکنے والی نفع ہیں جیسے انکے بساط پر قدم رکھا وہ سیدھا ہو گیا  
 اور جو اسکے براق پر سوار ہوا وہ سدرۃ المنتہی ہو چکا۔ اور یہ (حقائق) حجابِ ج کے

عہ رقائقِ رقیقہ کی جمع ہے۔ اور رقیقہ لطیفہ روحانیہ کو کہتے ہیں۔ اور کسی اُس لطیف واسطہ کو بھی  
 ”رقیقہ“ کہتے ہیں جو دو چیزوں کے بیچ میں ہوتا ہے جیسا کہ وہ مرد و حق سے بندہ کو پہنچتی ہے  
 اور اسکو ”رقیقہ النزول“ کہتے ہیں اور جیسا کہ وہ وسیلہ جس سے بندہ حق کا تقرب حاصل کرتا ہے  
 مثلاً علومِ اعمال اعلیٰ اخلاق اور بندہ مثلاً اور انکو رقیقہ الزجور ”رقیقہ الارقاء“ کہتے ہیں۔ اور کہی رقائق کا  
 اطلاق طریقت کے علوم و سلوک اور اُس چیز پر ہوتا ہے جس سے بندہ کا سیرِ لطیف اور  
 نفس کی کثافتیں دور ہوں ۱۲ مزہم از کتاب العرفیات -

نور اور قرب کے نعیم سے معافی ملو یہ اُس شخص پر خرچ کرتے ہیں پس بساطِ علی  
 و لوز کشفی و حضورِ ادنیٰ اُسکو میسر ہوتا ہے تب عارت و صل کی یکتا صورتوں کے  
 انور کے زینون پرچہ ہر حضرت جلال و شرف اقبال کے حضور تک پہنچنا اور نور و  
 روشنی روح و طیب و حیار اُسکے جلو میں ساتھ ساتھ چلتی ہے اور اسوقت وہ مقام  
 احد میں کھڑا ہوتا ہے اور ہمیشہ ایسا ہی معاملہ ہوا کرتا یعنی ہدایت کی طرف لوٹا یا جاتا  
 اور واپسی پر واپسی ہوتی رہتی ہے۔ پس عروج و حضور و نور و انصاف و تقدر و نشاط  
 وغیرہ احوال و نبوض ہیں۔ اُس حد تک جسکی انتہا نہیں ہے۔ اسلئے ہر باطن ہر  
 ایک ظاہر کی حقیقت ہے۔ انکورِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ بہت ہوا  
 کرتا تھا اور انکے اکثر افعال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی اجازت سے ہوتے  
 تھے۔ یہ جب لوہے کو اتار لگانے تھے تو زبان جیسا نرم ہو جاتا تھا۔ اور چار مہینے کی  
 بارش سے بھی کم عمر بچہ کو کہتے تھے کہ فلان سورہ پڑھ لو تو وہ بچہ صاف شستہ زبان  
 میں اُس سورہ کو پڑھتا اور اُسی وقت سے باتیں کرنے لگتا تھا۔ انہوں نے ماردین  
 میں توطن اختیار کیا تھا اور وہیں یہ پیرانہ سالی بن قضا کی۔ انکی قبر دمان لوگون کی زیارت گاہ  
 ہے۔ لوگون نے جب انکو محمد میں لٹایا تو یہ کہڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور انکی  
 قبر کثادہ ہو گئی اور جو لوگ انکی قبر میں اترے تھے وہ بیہوش ہو گئے۔

(۲۶۲) شیخ ابوالنجیب عبدالقادر سروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسکے لقب ضیاء الدین و النجیب الدین ہیں اور انکا نسب حضرت



ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ یہ طیارسان اُوڑتے عالموں کے  
 کا لباس زیب بدن کرتے تجھری پر سوار ہوتے اور لوگ انگازین پوش تھامے  
 ہوئے ساتھ جاتے تھے۔ انکے اکرام و احترام پر شمع و عطا کا اجماع تھا۔ اور  
 خدا سے عروج ملنے انکو قبولیت تام عطا فرمائی اور انکی کامل ہیبت لوگوں کے  
 دلوں میں ڈال دی تھی۔ انکی صحبت سے بڑے بڑے لوگ ٹھکے جیسا کہ شیخ شہاب الدین  
 سہروردی شیخ عبدالسد بن مسعود رومی وغیرہ۔ یہ مشہور آفاق تھے اور ہر ملک سے  
 لوگ انکے پاس آتے تھے۔ انکے کلام فیض نظام میں سے بہرہ مند۔ احوال دلوں  
 کے معاملات بہرہ مند تھے۔ کدورتوں کی صفائی حضور کے فوائد اور شاہدہ کے  
 معانی دلوں میں آتے بہرہ مند تھے۔ تصوف کا اول علم اوسط عمل اور آخر خدائی دین ہے۔  
 پس علم تو مراد سے پردہ اُٹھا دیتا عمل طلب میں مدد دیتا اور خدائی دین فتمائی امید  
 تک پہنچا دیتی ہے۔ اور اہل تصوف کے تین درجے ہیں مہرید جو بیان متوسط  
 پُران اور منتہی رسیدہ پس مہرید صاحب وقت ہے متوسط صاحب حال اور منتہی  
 صاحب یقین۔ تصوف والوں کے نزدیک سب سے افضل انفس کا شمار ہے اہل  
 مہرید کا مقام تجاہدات (کرہاں جہلیانی) مکابدات (رنج و غم سہنا) تلہیان برداشت  
 کرنی نہ تو تن اور ہر چیز سے جہمین نفس کی منفعت ہو کناہ کرنا ہے۔ اور متوسط کا مقام  
 مراد کی طلب میں خطر ورن میں پڑنا۔ احوال میں رستی و خلوص کا نگاہ رکھنا اور مقامات  
 میں ادب کا کام میں لانا ہے۔ اسی سے منزہوں کے آداب کا مطالبہ ہوتا ہے  
 اور یہی صاحب تلہیان ہے کیونکہ یہ ایک حال سے دوسرے پر ترقی کرتا اور بڑھتی  
 میں رہتا ہے۔ اور منتہی کا مقام صحو (نشہ سے افاتہ) ثبات اور حق کا جو اب دینا

جہان سے وہ اُسے پکارے۔ یہ مقامات کو طے کئے ہوئے اور تمکین کے محل میں ہوتا ہے احوال اُسکو متغیر نہیں کرنے اور نہ احوال اس میں اثر کرتے ہیں۔ یہ تنگل و فراخی بخل و بخشش جفا و وفار کی حالت میں یکساں رہتا ہے۔ اسکا گمانا اسکی ہو کہ جیسا اور اسکا سونا اسکی بیداری کے مانند ہوتا ہے۔ اسکے خطوط فانی ہو چکے ہیں اور اسکے حقوق باقی رہتے ہیں۔ اسکا ظاہر خلق کے ساتھ اور باطن حق کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور یہ سب عاتقین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال سے نقل کی گئی ہیں۔ جب کوئی نفیر خلوت میں بیٹھتا تو اُسکا احوال دریافت کرنے کو روانہ اُسکے پاس جاتے اور اُس سے کہتے تھے کہ آج شب تکوین پیش آئیگا اور فلان چیز کا تکوین کشف ہوگا اور مکوینہ حالت حاصل ہوگی اور غریب تمہارے پاس اس صورت میں ایک شخص آئیگا اور تم سے کہے گا اُس سے پچھاؤ شیطان ہے۔ چنانچہ اُس نفیر پر وہ سب کیفیتیں گذرتی تھیں جنکی یہ خبر دیتے تھے۔ تادم و اسپین بغداد میں رہے اور ۳۱۷ھ ہانچسوزی ٹھہری میں دہین دفات پائی اور اپنے مدرسہ میں جو دجلہ کے کنارہ تہا مدفون ہوئے بغداد میں انکی قبر معلوم ہے لوگ اُسکی زیارت کرتے ہیں۔

(۲۴۳) شیخ احمد بن ابی الحسین رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(\*)

عرب کے ایک قبیلہ بنی رفاعہ کی طرف منسوب ہیں۔ سرزمین بطنیہ کے موضع عہ صحاح میں ہے کہ بطنیہ اَلْبَطْنِیَّہ کے بیچ میں ہے۔ اور ان میں لکھا ہے کہ بطیمہ

اُمّ عبدلہ میں سکونت رکھتے تھے اور مرتے دم تک وہیں رہے۔ اس طریق کے علوم اور اس فرقہ کے احوال کی توضیح و تشریح اور ان کے منازعات کی مشکوٰۃ کو حل کرنے کی ریاست انکو پہنچی تھی۔ اور بطائع میں مریدوں کی تربیت کا معاملہ انہیں سے معلوم ہوا۔ انکی صحبت سے ایک بڑی جماعت نکلی اور بے شمار خلائق انکے مرید ہوئے۔ انکی وفات پر شائع و علما نے مرثیے لکھے۔ یہ اُن لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اپنے احوال کو مغلوب کیا اور اپنے اسرار کے مالک بنے۔ انکا کلام اہل حقائق کی زبان میں بہت ہی بلند ہوتا تھا۔ اور یہی وہ شخص ہیں کہ ان سے جب پوچھا گیا کہ ”مردِ شگن“ کسکے کہتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ اُس شخص کو کہتے ہیں کہ اگر دنیا کے سب سے بلند پہاڑ پر اُسکا نیزہ گاڑ دیا جاوے اور آسمان طسج کی بوائین چلین تو ہی اُسین تغیر نہ آئے۔ انکا قول ہے کہ کشف ایک فوت ہے جو اپنی خاصیت سے چشم بصیرت کے نور کو غیب کے فیض کی طرک کینیچمتی ہے پس اسکا نور اُس فیض سے اسطور پر متصل ہوتا ہے جس طرح کہ صاف شیشہ سے روشنی کے منبع سے مقابلہ کے وقت شعاعیں متصل ہوتی ہیں۔ بہرہ نور اپنی چمک سے قلب کی صفائی پر پڑتا اور منعکس ہوتا ہے۔ بعد وہ نور چمک کر عالم عقل تک پہنچتا ہے اور معنوی اتصال کے ساتھ اُس سے متصل ہوتا ہے اور قلب کی وسعت پر جو عقل کا نور آتا ہے اُسین اُس نور کا اثر ہوتا ہے تب اُس انسان پر جو عین سر ہے عقل کا نور جگمگا اُٹھتا ہے اس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۰) وہ سرزمین ہے جو بھرہ واسطہ کے در بیان واقع ہے اور جہان و جملہ ذرات کا بانی جمع ہو کر زمین میں جذب ہوتا ہے اور علیٰ ذالہ بھرہ و اہواز کے بیچ میں بھی بطبع ہے۔ اور انہیں سرزمین کو بطائع کہتے ہیں ۱۲ مرتبم

لئے وہ اُس چیز کو دیکھتا ہے جسکی جگہ آنکھوں سے مخفی اور جبکا تصور نعموں کے لئے دقیق اور جسکے دیکھنے کی جگہ غیروں سے مستور ہے۔ اور انکا قول ہے کہ زہد احوال پسندیدہ و مرتبہ ہا سے بلند کی بنیاد ہے اور اللہ عزوجل کا قصد کرنا وہ سب کو چھوڑ کر اللہ کے ہورہنے والوں اور اللہ سے راضی رہنے والوں اور اللہ پر توکل کرنے والوں کا یہی بھلا قدم ہے اسلئے جس نے زمین اپنی نیو کو مضبوط نہ کیا اُسکے لئے اُسکے بعد کی کوئی چیز درست نہ ہوئی۔ یہ کہا کرتے تھے کہ فقر ارباب میں اشرف ہیں کیونکہ فقر مسکون کی پوشاک نیکو کاروں کی جادو پرہیزگاروں کا تاج عارفوں کی غنیمت مریدوں کی آرزو رب العالمین کی خوشنودی اور اُسکے اہل ولایت کی کرامت ہے اور انکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُنس مرت اُسی بندہ کو ہوتا ہے جسکی طہارت کمال کو پہنچی اور جبکا ذکر نکھر اہوا اور ضعیفی چیزیں کہ اُسکو اللہ تعالیٰ سے روکتی ہوں سب سے وحشت کرتا ہوا اور اسوقت اللہ تعالیٰ اُسکو اپنے سے مانوس نہ مانتا اور حقائق الانس کے حق سے اُسکا ارادہ کرتا ہے پس اپنے سوا کے خوف کا مزہ پانے سے اُسکو نکال لینا ہے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ شاہ اُس معنی میں حضور ہے وہ علم یقین اور حق یقین کے حقائق کو ملتہ ملا ہوا قرب ہے۔ اور انکا قول ہے کہ توحید قلب میں ایسی تعظیم پائے جانے کا نام ہے جو تعطیل (خدا کو معطل سمجھنے) و تشبیہ (خدا کو کسی چیز سے تشابہ سمجھنے) سے باز رکھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ پرہیزگاری کی زبان آفتون کے ترک کی طرف عبادت کی زبان دائمی اجتماع کی طرف محبت کی زبان اُگلے پیچھے کی طرف معرفت کی زبان فنار و محو کی طرف اور توحید کی زبان اثبات و حضور کی طرف بلالتا ہے اور جسے شاداب کی خاطر مُنہ پیر کرنے سے مُنہ پیرا دی با ادب حکیم ہے۔ انکا قول ہے

کہ اگر آدمی ذات و صفات میں کلام کرتا ہو تو اُس کا سکوت افضل ہے اور جو فاف سے  
 قاف تک چلے اُس کا بیٹا رہنا بہتر ہے۔ انکا بیان ہے کہ میں کم سن تھا کہ شیخ عارف  
 باسعد تعالیٰ عبد الملک خروتنی کے پاس میرا گذر ہوا۔ انہوں نے مجھے نصیحت کی اور  
 مجھ سے کہا کہ احمد ابو کعبہ میں تجھے کتنا ہون اُس کو یاد رکھے گا؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ تب  
 انہوں نے کہا کہ ادھر اُدھر چرکیں والے انہیں پہنچتا اور چپکڑ کلجائے والے کو فلاح  
 نہیں ہوتی اور جو اپنے نفس میں نقصان نہیں سمجھا اُسکی ساری اوقات نقصان ہے۔  
 یہ سنکر میں اُن سے پاس سے باہر آیا اور سال بہ تک اُسکو رُٹا رہا۔ اسکے بعد میں نے  
 اُن سے کہا کہ کچھ اور نصیحت کیجئے۔ تو انہوں نے کہا کہ داناؤں کی نادانی طبیعوں  
 کی بیماری اور دوستوں کے ساتھ کچ ادا کی کقدر مری ہے۔ اُسکو سنکر میں باہر  
 نکلا اور ایک سال تک اُسکو دہرایا کیا۔ اور میں نے اُنکی نصیحت سے فائدہ اُٹھایا۔  
 یہ کہا کرتے تھے کہ فقیرون کے لئے حمام میں جانا مجھے ناپسند ہے اور میں اپنے گل  
 یاروں کے لئے گرسنگی برہنگی تھا جی دولت و غربت کو پس کرتا ہوں اور جب  
 ان پر یہ آفتیں نازل ہوتی ہیں تو میں اُنکے لئے خوش ہوتا ہوں اور انکا مقولہ ہے  
 کہ بھائیوں شہقت اللہ تعالیٰ سے نزدیک کر نوالی ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ جب  
 تم میرے پاس آؤ اور میرے پاس کمانے کی چیز نہ پاؤ تو مجھے دعا کر کی درخواست  
 کرو کیونکہ اُسوقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونہر ہوتا ہوں۔ ان کے خادم  
 شیخ یعقوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میرے آقا احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
 کجور کے درخت کی طرف نگاہ کی اور مجھے کہا کہ یعقوب کجور کے درخت کو دیکھو کہ  
 چونکہ اسے سر اُٹھایا اللہ تعالیٰ نے اسکا بوجھ اسی پر ملا دیا ہے جتنا ہوا رکھ دو کی

بیل کو دیکھو کہ چونکہ اسنے زونتی کی اور زمین پر سر رکھ دیا اسلئے اسکا بار غیر بڑا لگا گیا  
 چاہے جب قدر ہو اس پر باری نہیں۔ انکا مقولہ ہے کہ جسمانی عبادتوں اور فضلوں سے  
 صدقہ افضل ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ تمہارا بہائی دہی ہے جسکے ال میں سے بغیر  
 اجازت کے کہا نا تمہارے لئے حلال ہوا ایسے ہی شخص سے نکلو تسکین اور ہمارے  
 قلب کو راحت ہوگی۔ یہ جب کسی فقیر کو صوف (موٹے بانوں) کا جبہ پہنے ہوئے  
 دیکھتے تو کہتے تھے کہ میان! دیکھو کہ لباس تمہنے پنا اور کسی طرف اپنے آپ کو منسوب  
 کیا ہے۔ تمہنے نیون کا لباس پنا اور تقیہ کی پوشاک زیب بدن کی ہے یہ عارفوں کا  
 ہمیس ہے اس میں رہ کر مرقیوں کی ساہن چلو ورنہ اسکو اتار دو۔ اور انکا قول ہے کہ جب  
 قلب درست ہوا تو دہی اسرار انوار و ملائکہ کی گذرگاہ ہوا اور جب بگڑا تو غلم اور  
 شیاطین کا آڈا بنا اور جب قلب درست ہوگا تو تمکو تمہارے پس پشت اور سامنے  
 کی چیزوں کی خبر دلیگا اور تمکو ایسی باتیں بنائیں گے جنکو تم اسکے سوا اور کسی ذریعہ سے نہیں  
 جانتے تھے اور جب بگڑیگا تو تمہے ایسی میوہ باتیں کر لیگا جنہے عقل و فہم غائب  
 اور سعادت معدوم ہو جائیگی۔ انکا مقولہ ہے کہ فقیر کی شرہ یہ ہے کہ اپنی ہر سانس  
 کو سنج گندہک سے زیادہ قیمتی سمجھے اور اسلئے ہر سانس میں دہی چیز ولایت  
 کرے جو ب سے زیادہ قیمتی ہو پس اسکی کوئی سانس بیکار نہ جائے۔ اور کہا  
 کرتے تھے کہ فقیر کا سفر اسکے دین کی دیجیان اور اتار اسکے دل کو پراگندہ کرنا  
 ہے۔ جو شخص ان سے شادی کے بارہ میں شورہ لیتا اس سے کہا کرتے تھے کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے خدا کے لئے شادی کی اسکے لئے  
 وہ کافی و کافی ہے۔ انکا قول ہے کہ جسنے میرے اعمال سے فائدہ نہ اٹھایا اسنے

میرے اقوال سے فائدہ نہ اٹھایا۔ اور کہا کرتے تھے کہ جیسا تمہارا گمان ہے اوس سے بہت زیادہ سنگین معاملہ ہے اور جیسا تمہارا وہم ہے اُس سے کمین زیادہ دشوار ہے۔ جس بھائی نے دنیا میں نفع نہ پہنچایا وہ آخرت میں ہی نفع نہ پہنچائے گا۔ جب تم میں سے کوئی شخص کوئی نیک چیز سیکھے تو اسکو لازم ہے کہ لوگوں کو سکھائے اس سے اُسکو نیک ثمرہ حاصل ہوگا۔ ہمارے طریقہ کی بنا میں چیزوں پر ہے سوال نہ کرو رتنہ کو رتور جمع نہ کرو۔ مرید کے اقبال کی علامت یہ ہے کہ اپنی تربیت میں اپنے پیر کو ہٹکا نہیں بلکہ بات سننے والا اور اشارہ پر چلنے والا اور ایسا ہو کہ اسکا پیر فقیر دن میں اُس پر فخر کرے نہ کہ پیر اپنے پیر پر فخر کرے۔ فقیر اگر اپنے نفس کے لئے خصیہ میں آئے گا تو رنج اٹھائے گا اور اگر معاملہ کو اپنے مالک کے سپرد کر دے گا تو وہ بغیر ابلی موالی کے اُسکی مدد کرے گا۔ کوئی رات ایسی نہیں ہے جس میں آسمان سے زمین کی طرف خیرات نہ اُترتی ہو جو بیدار رہنے والوں پر تقسیم ہوا کرتی ہے۔ میری بسترگلی صرت تنہائی میں ہے اسے کاخ میں کسی کو نہ پہچانتا اور نہ مجھے کوئی پہچانتا۔ جس کسی نے خلائی کی طرٹ نظر کی اور اُسکی نظر کے سامنے عبادت میں کٹا ہوا وہ ضرور اسد عزوجل کی آنکھوں سے گرا۔ فقیر کی شدہ الطمین سے ہے کہ لوگوں کے عیوب پر اسکی نظر نہ ہو۔ سوار یوں کے ارد گرد لوگوں کے جھوم نے کتنے مرڑا دئے اور کتنوں کو بے دین بنا دیا۔ جو شخص تمہارے سامنے پیر و شاخ بنے اُسکے مرید ہو جاؤ پیر اگر وہ اپنا ہاتھ بڑھائے کہ تم اُس سے بوسہ دو تو تم اُسکے پاؤں کو بوسہ دو اور جو شخص تم سے آگے بڑھنا چاہے اُسکو آگے بڑھاؤ اور تم دُوم کے آخری بال کی طرح ہو کیونکہ جو سب سے پہلے مر ہی پر پڑتی ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ جب میرا گند اُسکے پاس ہوگا تو دنیا کے گوشت

میں کے کچھ بھی مجھ میں نہ رہے گا۔ یعقوب خادم کہتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا یعنی دنیا سے  
 اُٹھنے کے پہلے ہی اُنکا سارا گوشت فنا ہو گیا تھا۔ اُنکا قول ہے کہ جب بندہ احوال پر  
 متمکن ہوا تو اللہ تعالیٰ کے محلِ قرب میں پہنچا اور اُسکی تہمت ساتونِ آسمان سے گزر  
 گئی اور زمین اُسکے پاؤں کی بازیب ہو گئی اور وہ حق جل و علا کی ایک صفت ہو گیا  
 کوئی چیز اُسکو بے بس نہیں کر سکتی اور حق تعالیٰ اُسکی خوشنودی سے خوش اور اُسکی نافرمانی  
 سے ناراض ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اس قول کی دلیل یہ ہے کہ بعض  
 کُتبِ آئینہ میں ہے کہ اسدِ عرب جل فرماتا ہے کہ اُسے فرزند آدم تم میری اطاعت  
 کرو میں تمہاری اطاعت کروں گا سب کو چوڑ کر تم مجھے خستہ کر دو میں تمہیں اختیار کروں گا  
 تم مجھے راضی رہو میں تم سے راضی رہوں گا تم مجھے دوست رکھو میں نہیں دوست رکھوں گا تم ہر دم ہمیشہ  
 نظر رکھو میں تم کو نصب العین رکھوں گا اور میں تم کو ایسا کروں گا کہ جس چیز کو تم کہو گے کہ ہو جاوے وہ ہو جائیگی  
 اُسے فرزند آدم! جسکو میں مل گیا اُسکو سب چیزیں ملیں اور جسکو میں نہ ملا اُسکو کچھ  
 ہی نہ ملا میں کہتا ہوں کہ اُنکے اس قول سے کہ ”وہ حق جل و علا کی ایک صفت  
 ہو گیا“ شاید مراد ہے کہ امین اللہ تعالیٰ کے صفات یعنی بردباری درگزر بخشش وغیرہ  
 آگے کیونکہ کسی کے لئے یہ صحیح نہیں ہے کہ وہ خود صفاتِ حق ہو جائے۔ پس یہ  
 ویسا ہی قول ہے جیسا کہ یہ ہے کہ وہ میرے ذریعہ سے دیکھتا اور میرے ذریعہ سے  
 سُنتا اور میرے ذریعہ سے باتیں کرتا ہے۔ یہ جب مبہر پر جاتے تو کہہ کرے نہیں رہتے  
 بلکہ بیٹھے ہوئے گفتگو کرتے تھے اور دروازے بھی انکی گفتگو کو نزدیک و اون کی سطح  
 سنتے تھے۔ غایت یہ ہے کہ ام عبد اللہ کے اس پاس کے گانوں کے رہنے والے  
 اپنی چمنوں پر بیٹھے ہونے انکی آواز سنتے اور جو کچھ یہ کہتے تھے سب کو سمجھتے تھے۔ اور



اس سے بھی بڑا کریم ہے کہ اونچا سننے والے اور برے بھی جب انکی مجلس میں حاضر ہوتے تھے تو اللہ تعالیٰ انکی گفتگو سننے کے لئے انکی شنوائی کوں دیتا تھا۔ اور مشائخین طریقت انکی مجلس میں حاضر ہوتے اور انکا کلام سنتے تھے۔ اور بعض آدمی اپنی گود پیلائے رہتے تھے اور جب یہ وعظ سے فارغ ہوتے تھے تو انکو گود میں لے لیتے تھے۔ اور جب لوگ واپس آتے تو اپنے یاروں سے تمام ضروری مضامین بیان کرتے تھے میں کہتا ہوں کہ یہ حالت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز کے واقعے سے مشابہ ہے حضرت جب بیت المقدس میر کر چکے تو کہنے لگے کہ خداوند امین سارے خلائق کو کیونکر سناؤں اس پر اللہ تعالیٰ نے انکے پاس وحی بھیجی کہ اے ابراہیم تمہارے ذمہ پکار دینا ہے اور ہمیں اسکا پوچھا دینا۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے حج کی منادی کی اور انکو زمین کے ہر خط سے اُن لوگوں نے جو صلب میں تھے نزدیک والوں کی طرح جواب دیا پس پوچھنا اللہ کی طرف سے تمہارا ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے کیونکہ بشریت کو اسکی قدرت نہیں ہے اور انکا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ بندہ کو مردان خدا کے مقامات پر ترقی دینا چاہتا ہے تو سب سے پہلے اسکو اپنے نفس کے ساتھ مکلف فرماتا ہے اور جب اسنے اپنے نفس کو مودب بنالیا اور اس کا نفس اُس سے سیدھا ہو گیا تو اسکو اہل وعمال کی تکلیف دینا ہے اور جب اُنکے ساتھ اُسنے اچھا برتاؤ اور عمدہ سلوک کیا تو اُسکے پڑوسیوں اور محلہ والوں کے ساتھ مکلف کرتا ہے اور جب اُسنے انکے ساتھ ہی احسان و مدارات کی تو اسکو شہر والوں کے ساتھ مکلف کرتا ہے اور جب انکے ساتھ ہی وہ اچھے طور سے پیش آتا ہے تو ملک کی ایک سمت اُسکے سپرد ہوتی ہے اور جب اس سے بھی عمدہ برآ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسکا باطن درست ہو جاتا ہے تو بائیں زمین و آسمان

اسکے تفویض ہوتا ہے کیونکہ انکے درمیان بھی مخلوقات ہیں جسکو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اسکے بعد وہ ہمیشہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر ترقی کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ غوث کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔ بعد اُسکی صفت بلند ہوتی ہے جسکی غایت یہ ہے کہ وہ حق تعالیٰ کی ایک صفت ہو جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اسکو اپنے غیب پر مطلع فرماتا ہے یہاں تک کہ کوئی درخت نہیں اُوگتا اور کوئی پتی نہیں ہری ہوتی ہے مگر اُسکی نظر کے سامنے اور یہاں پہنچ کر وہ اللہ تعالیٰ کی نسبت ایسا کلام کرتا ہے جسکی گنجائش خلایق کی عقول میں نہیں ہوتی اسکے کہ وہ ایسا گمراہ نہیں رہے کہ بہت سی مخلوق اسکے ساحل پر غرق ہو گئی ہے اور اُس سے بہت سے عالموں و ملکوں کا رون کا یا ان دُوب گیا ہے دوسروں کو کون پوچھتا ہے۔ آپنے فرزند صالح سے کہا کرتے تھے کہ اگر تم میرے جیسے کام نہ کرو تو نہ میں تمہارا باپ ہوں اور نہ تم میرے بیٹے ہو۔ انکی دعا تھی کہ خداوند اصحاب لوا اور محمود کی برکت سے ہر کوئی ان لوگوں میں سے بنا جنہوں نے اپنے فطر ذلت سے تیرے درد ازاہ پر اپنے نرم خوار سے بچھا دیے اور خجالت سے اپنے سر نیوڑھا دئے اور اپنی پیشانیان سجدہ میں ڈال دیں آمین۔ انکے جسم پر جب چتر بیٹنا تھا تو نہ اسکو خود اُڑانے تھے اور نہ کسی اور کو اُڑانے دیتے اور کہتے تھے کہ اسکو اس غن میں سے جسکو اللہ تعالیٰ نے اسکی نعمت میں کر دیا ہے اپنے دو۔ آور جب انکے کپڑے پر کوئی مٹی مٹی تھی اور یہ دھوپ میں جاتے ہوتے اور وہ سایہ کی جگہ میں آکر بیٹھتی تو یہ اسکی خاطر سے اُسکے اُڑ جانے تک ٹھہر جاتے اور کہتے کہ اسنے ہمارا سایہ کپڑا تھا۔ آور جب انکی آستین پر تلی ہوئی تھی اور نماز کا وقت آ جاتا تو یہ اُسقدر آستین کو جیرہ موئی ہوتی تھی کاٹ ڈالتے اور اُسکو جگاتے نہ تھے اور نماز سے واپس آکر آستین کے ٹکڑے کو بہری لیتے تھے

ایک مرتبہ ان کو ایک خارشتی گتھا ملا جس کو ام عبدیل کا دالے دو دربار کے نکال آئے تھے۔ یہ اُس کے ساتھ ساتھ بیابان تک گئے اور اُس کے لئے انہوں نے ایک سایب ان بنایا اور اس کو تیل لگایا کہ لکنا پانی دنا کئے اور اُسکی خارشت کو چھینڑے سے صاف کیا کئے۔ اور جب وہ چنگا ہو گیا تو اُس کے لئے گرم پانی لے گئے اور اُس کو غسل دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انکو چار پاون اور دو سکے جانور کی خدمت پر مکلف و امور فرمایا تھا۔ یہ جب کسی فقیہ کو جو نیا پوسا مارتے ہوئے دیکھ لیتے تو اس سے کہتے کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے مواخذہ کرے گا تو نے ایک جون پر اپنا غصہ نکالا۔ اور ایک مرتبہ انہوں نے ایک شخص کو کہتے تھا کہ اللہ تعالیٰ کے پانچ ہزار نام ہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ کہہ کہ اللہ تعالیٰ نے جنت و ریت بیتان وغیرہ پیدا کی ہیں اُسی قدر اُس کے نام ہیں۔ یہ مجذوبوں اور بایچوں کے پاس جا کر کہتے اُنکے کپڑے وہو دیتے اُنکے سر اور ڈاڑھیوں میں لکھی کر دیتے اُنکے لئے کہا نے لیجاتے ان کے ساتھ خود بھی کھانے پیٹھے رہتے اور ان سے دعا کی درخواست کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ ایسے لوگوں کی زیارت مستحب نہیں بلکہ واجب ہے۔ ایک دن یہ بچوں کے پاس سے گزرے جو کھیل رہے تھے بچے انکی ہمیت سے ہانگے تو یہ بھی اُنکے پیچھے ہوئے اور ان سے کہتے جاتے تھے کہ بھائیو معاف کر دینے کو ڈر دیا لوٹ آؤ اور جیل میں کھیل رہے تھے کیا۔ اور ایک مرتبہ چند لوگوں کے پاس سے انکا گذر ہوا جو

عہ مرتبہ کہتا ہے کہ ایسے ہی بزرگوں پر سحر ہی کا یہ شر صادق آتا ہے

کہ خود را بہ از سگ نہ پنداشتند

بہ نسیج و ستبادہ در حق نیست

انرا بر ملاک فرقت داشتند

عبادت بجز خدمت خلق نیست

آپس میں لڑ رہے تھے انہوں نے انہیں بچ بچاؤ کیا اور انہیں سے ایک سے پوچھا کہ تم کسے بیٹھے ہو اُس نے ان سے کہا کہ کیوں فضول جکتے ہو بس یہ بار بار اسکا اعادہ کرتے اور کہتے تھے کہ میان لڑکے غذا کو جڑا سے خیر دے تنے مجھے ادب دیا۔ اور جو ان کو ملتا تھا اُس کو پہلے ہی سلام کرتے تھے غایت یہ ہے کہ چوپایوں اور کتوں کو بھی اور جب سڑک کو دیکھتے تو النعمہ صباحاً کہتے اور اسکا باعث پوچھا گیا تو کہا کہ میں اپنے نفس کو بھلائی کا خوگر بنانا ہوں۔ اور اگر کسی گاؤں میں کسی کو بیمار سنتے تو ہر چند وہ دور ہوتا یہ اُسکی عیادت کو جاتے اور ایک یا دو دن کے بعد واپس آتے تھے۔ اور راستہ میں اندھوں کے انتظار میں بیٹھے رہتے اور جب کوئی اندھا آتا تو اسکا ہاتھ پکڑ لے چلتے تھے۔ اور جب کسی بہت بوڑھے کو دیکھتے تو اُس کے مُسندہ میں جاتے اور اہل محلہ سے اُسکی سفارش کرتے اور کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے سفید بال والے یعنی بوڑھے مسلمان کی تعظیم کی اللہ تعالیٰ اُسکے لئے ایسے شخص کو مسخر کر دے گا جو اُسکے بڑے باپے میں اُسکی تعظیم کرے گا۔ اور جب یہ سفر سے آتے اور ام عبد اللہ کے قریب پہنچتے تو کمر باندھ لیتے اور ایک رسی نکالتے جسکو وہ پہلے سے رکھے رہتے تھے اور لکڑیاں جمع کر کے اپنے سر پر اٹھا لیتے اور انکو ایسا کرتے دیکھ کر سب فقرا بھی کرتے اور آبادی میں پونچھ کر وہ لکڑیاں بیرون سکیون آباد ہون یا ہارون آباد ہون اور بوڑھوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ یہ کبھی بُرائی کا معاوضہ بُرائی سے نہیں کرتے تھے اور جب حق تعالیٰ کی بجلی اپنے تعظیم کے ساتھ ہوتی تھی تو یہ گہا لکڑیاں کی طرح ہو جاتے تھے بعدہ

عہ استری صی صبح کو زانیہ خوشی کی صبح بنا سے ایام جاہلیت کا سلام ہے۔ اور غیر مسلم کے لئے بھی یہی استعمال کیا جاتا ہے ۱۲۔ حرم

عنایت الہی انکی خلیعتی تھی اور وہ پانی آہستہ آہستہ جہتا تھا یا ننگ کہ اپنے معمولی جسم پر  
 آجاتے اور کہتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت مجھ پر نہ ہوتی تو میں تمہارے پاس لوٹ کر  
 نہ آتا۔ اور ایک مرتبہ نفیرون کا ایک گروہ ان سے ملا اُسے انکو گالیان دین اور ان سے  
 کہا کہ اُو کا نے اُو دجال اے وہ شخص جو محرات کو حلال کرتا ہے اے وہ شخص جو قرآن  
 کو بدلتا ہے او ملحد اوا کہتے! اسپر سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے سر پر بند ہو کر زمین کو بوسہ  
 دیا اور کہا کہ اے میرے سردار او اپنے غلام کو معاف کر دو اور انکے ہاتھوں اور پانوں کو  
 بوسہ دینے اور کہنے لگے کہ مجھے راضی ہو جاؤ تمہارے علم میں میری گنجائش ہے۔  
 پس جب انکو تمکا ڈالا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے کبھی تجھ سے نفیر نہیں دیکھا تھا ہماری یہ سب  
 باتیں تو برداشت کرنا اور برہم نہیں ہوتا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ تمہاری برکت اور  
 تمہارے اثر سے ہے۔ بعد اُسے اپنے یاروں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ ستر ہی ہوا  
 سمنے انکو ایسے کلام سے راحت دی جو انکے پاس پوشیدہ تھا اور باعتبار اوردن کے  
 ہم ہی اسکے زیادہ مستحق بھی تھے کیونکہ مکمل تھا کہ کسی اور سے یہ ایسا ہی کلام کرتے اور  
 وہ اسکو برداشت نہ کرنا۔ اور شیخ ابراہیم ہستی نے انکو ایک خط بھیجا جس میں لعن ملعون تجھ  
 اسپر سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے خط لایا نوالے سے کہا کہ مجھے پڑھ کر سناؤ چنانچہ اُسے  
 پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ اُو کا نے اُو دجال اور بتی اے وہ شخص جسے مردوں اور عورتوں کو  
 ایک جگہ جمع کیا۔ یہاں تک کہ انکو گتا کہتے کی اولاد اور بت سی سخت طیش دلائی والی باتیں  
 لکھی تھیں۔ لیکن جب قاصد اس خط کو پڑھ چکا تو سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے اُسکو اپنے  
 ہاتھ میں لیا اور پڑھا اور کہا کہ جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے اللہ تعالیٰ اُسکو میری طرف سے جزا  
 خیر دے۔ بعد ایک عربی شعر پڑھا جسکا مطلب یہ تھا **نہ**

زمانہ مجھ پر اگر تین دہرے صد ہا خدا کے پاس جو میں صاف ہوں تو کیا پڑا

پہر اسی فاصد سے کہا کہ انکو جواب لکھ دو۔ کہ ”از جانب این ناچیز خدمت سیدی شیخ  
ابراہیم بقی رضی اللہ عنہ۔ آپ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اسکی نسبت یہ عرض ہے کہ اللہ  
تعالیٰ نے جیسا چاہا مجھے پیدا کیا اور جو باتیں چاہیں مجھ میں رکھیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ  
اپنی نیکو کاری سے میرے لئے دعا کیجئے اور اپنے عفو و حلم سے مجھے خود نہ رکھئے۔“  
یہ خط جب بستی کے پاس پہنچا تو وہ دیوانہ وار نکل کھڑے ہوئے اور کسی کو معلوم نہوا کہ  
کہاں گئے۔ اور انکی عادت تھی کہ جب انکو معلوم ہوتا تھا کہ فقرار کسی لغزش کے سبب  
ہونے کی وجہ سے اپنے ہابیون میں سے کسی کو مارنا چاہتے ہیں تو اس سے انکے  
کپڑے عاریت لیکر خود پہن لیتے اور اسکی جگہ میں جا کر سو رہتے۔ اور فقرار انہیں کو پیٹتے  
تھے اور جب وہ پیٹنے سے فارغ ہو جاتے اور اُنکا غصہ ٹنڈا ہو جاتا تو یہ انکے سامنے  
اپنا چہرہ کھول دیتے جس سے انکے ہوش چلتے رہتے مگر یہ اُن سے کہتے تھے کہ اچھا  
تو ہو اتھاری وجہ سے مجھے اجرو ثواب حاصل ہوا۔ اسپر فقرار ایک دوسرے سے کہتے  
تھے کہ یہ اخلاق سیکھو۔ اور انہوں نے ایک دن اپنے یاروں سے کہا کہ تم میں سے  
جو کوئی مجھ میں کوئی عیب دیکھے اُس سے مجھے آگاہ کر دے۔ یہ سنکر ایک شخص نے  
کہڑے ہو کر کہا کہ حضرت آپ میں ایک بہت بڑا عیب ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ بھائی جان  
وہ کیا ہے۔ اُس نے کہا کہ ہم جیسے آپکے اصحاب ہیں۔ اسپر فقرار روئے اور انکا نالہ و  
شیون بلند ہوا اور اُنکے ساتھ سیدی احمد بھی روئے اور کہنے لگے کہ میں ہی تمہارا خادم  
ہوں میں تم سے کم ہوں۔ ایک شخص انکا منکر تھا جو ام عییلہ کے قرب و جوار میں انکی  
جڑیاں کیا کرتا اور جب انکی جماعت کے کسی فقیر سے ملتا تو اس سے کہتا کہ اس حفظ کو

اپنے پیر کے پاس لیتا جا۔ چنانچہ سیدی احمد رضی اللہ عنہ جب اُسکو کہتے تو  
 اُمین آئے لحد آئے باطنی آئے زندیق اور اسی قسم کے الفاظ لکھتے ہوتے تھے  
 مگر سیدی احمد رضی اللہ عنہ یہی کہتے تھے کہ جس نے تلو خیط و با اسنے سچ لکھا ہے اور بہر خط لا نبوا  
 کو کچھ پیسے دیتے اور کہتے کہ اللہ تعالیٰ تلو میری طرف سے تلو جزا اے نیک عطا فرما  
 تم حصول ثواب کا ذریعہ ہو۔ لیکن جب اس شخص کا معاملہ طویل کینچا اور سیدی  
 احمد رضی اللہ عنہ سے وہ عاجز آگیا تو خود انکے پاس آیا اور جب ۲۴ عید کا  
 کے قریب پہنچا تو سب برہنہ ہوا اور اپنی چادر اپنی کمر سے باندھی اور ایک آدمی  
 اُسکو جانور کی طرح ڈور پر لپیچلا اور اس بیعت سے سیدی احمد رضی اللہ عنہ کے پاس  
 پہنچا۔ انہوں نے کہا بھائی جان تلو اس بیعت کی کیوں ضرورت پڑی؟ اُس نے کہا کہ  
 اپنے فعل سے سیدی احمد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے بھائی جان جو کچھ ہوا اچھا ہی  
 ہوا۔ بعد اُس نے ان سے مرید ہونے کی درخواست کی۔ چنانچہ اُسکی بیعت لی اور وہ  
 مرتے دم تک انکے اصحاب میں رہا۔

سنیدم کمر دان راہ خدا	دل دشمنان ہم نہ کر دند تگ
مرا کے میسر شود این مقام	کہ بادوستاںم خلاف جنگ

یہ کہا کرتے تھے کہ جب بین نماز کو کھڑا ہوتا ہوں تو گویا نہر کی شمشیر سے سانس کینچی  
 رہتی ہے۔ اور انکا قول ہے کہ سینک صفائی اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب کچھ  
 بھی بُرائی باقی نہ رہے نہ دشمن کے لئے نہ دوست کے لئے اور نہ خدا سے عزوجل کی  
 کسی مخلوق کے لئے اور جب ایسی حالت پہنچا لگی تو دھنسی جانور اپنے جنگلوں میں  
 اور پرندے اپنے بسترے کی جگہوں میں تھے انہوں ہونگے اور حاعر و میم کا

بسید تہ کلبہ میگا۔ آنکے ایک مرید نے ان سے کہا کہ میرے آقا! آپ قطب ہیں  
 تو انہوں نے کہا کہ تم اپنے پیر کو قطبیت سے بری سمجھو۔ تب اُس نے کہا کہ آپ غوث  
 ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ تم اپنے پیر کو غوثیت سے پاک سمجھو۔ میں کہتا ہوں  
 کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت مقامات و اطوار سے تجاوز کئے ہوئے تھے  
 کیونکہ قطبیت و غوثیت معلوم مقامات ہیں اور حکماء کی معیت و اتصال ہو اُسکا  
 مقام نہیں معلوم ہو سکتا گو ہر مقام میں اُسکا مقام ہو و امداء علم۔ آنکے خادم یعقوب رضی  
 اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب سیدی احمد رضی اللہ عنہ کو مرض الموت ہوا تو بیٹے اُن  
 سے کہا کہ اے باپ! بارگاہِ اہل حق نے جلوہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ پھر بیٹے اُن سے  
 پوچھا کہ کیوں۔ انہوں نے کہا کہ وہ امور پیش آئے جنکو بیٹے جانوں کے بدلے خریدا  
 تھا اور وہ یہ کہ بہت بڑی بلا خلق اللہ پر آنے والی تھی میں نے اُسے اٹھایا اور اُسکو  
 اپنی باقی ماندہ عمر کے بدلے خریدا چنانچہ وہ میرے ہاتھ کی۔ اور اپنے چہرہ اور سفید  
 بالوں کو خاک پر ملتے روتے اور ”عفو، عفو“ کہتے اور یہ دعا مانگتے تھے کہ خداوند ا  
 ان مخلوقات پر مجھے بلا کی جہت بنا۔ ان کو دستوں کی بیماری ہوئی۔ ہر روز بحساب  
 دست آتے رہے۔ اور ایک مہینے تک بیمار رہے۔ اس پر ان سے کہا گیا کہ اتنے  
 دست کہاں سے آتے ہیں حال آنکہ میں دن سے آپ کچھ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں  
 انہوں نے کہا کہ بھائی یہ گوشت خاج ہو رہا تھا۔ گوشت تو نکل چکا۔ اب صرف ہڈی  
 کا مغز رہ گیا ہے۔ آج وہ بھی نکل جائیگا۔ اور کل اللہ تعالیٰ کے پاس گزر رہا گا۔ چنانچہ  
 دو یا تین مرتبہ کچھ سفیدی چیز نکل اور دستوں کا تابندہ ہو گیا۔ اسکے بعد بچہ شنبہ کے دن  
 ظہر کے وقت بارہویں جمادی الاولیٰ شنبہ پانچ سو ستر ہجری کو راہی آخرت ہوئے



اور اس روز بڑی دھوم دھام ہوئی۔ آخری کلمہ جو اہل زبان سے نکلا وہ یہ تھا اشہد ان  
لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد اس رسول اللہ شیخ یحییٰ بخاری کے مقبرہ  
میں دفن ہوئے۔ شافعی المذہب تھے شیخ ابو اسحاق شیرازی کی کتاب التنبیہ  
پڑھی تھی۔ انکسار سے کہیں نہ کسی مجلس کے صدر میں بیٹھے اور نہ سجادہ پر بہت ہی کم بولتے  
اور کہتے تھے کہ مجھے خاموش رہنے کا حکم ہے۔

## (۲۶۴) شیخ علی بن الہیثمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ عراق کے بڑے بزرگوں اور سردارانِ عارفین میں سے تھے۔ جن بزرگوں کی طرہٴ طبیعت  
عظمی کی نسبت کیجاتی ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہیں۔ انکے پاس وہ دونوں خرقے  
تھے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابو بکر بن ہوا رکو خواب میں بنایا تھا اور جب  
وہ بیدار ہوئے تو وہ خرقے انکے زیب بدن تھے۔ یہ خرقے ایک کپڑا اور ایک ٹوپی تھی۔  
ابن ہوا رنے یہ خرقے شب بیک کو عطا کئے۔ شب بیک نے تاج العارفین ابو الوفا کو تاج العارفین  
نے شیخ علی بن ہیتی کو۔ اور ابن الطیمی نے شیخ علی بن اوریس کو۔ اسکے بعد وہ گم ہو گئے

عہ حیتی لفظ حیثت بکسر راے ہوزد سکون یاے شتاة تخانیہ و تار شتاة نو تانیہ کی طرہٴ  
منسوب ہے جو دریاے فرات کے کنارہ انبار کے اوپر کے ایک شہر کا نام ہے۔ جہاں عبد اللہ  
ابن الباکر کی قبر اور قبر لفظ کے چٹھے ہیں۔ اس شہر اور قادیسیہ کے درمیان آٹھ فرسخ۔ اور اسکے آٹھ  
انبار کے باہر ایکس فرسخ کا فاصلہ ہے۔ اس کا نام حیثت اس لئے رکھا گیا کہ زمین کے ایک حصہ (نشیب)

میں واقع ہے۔ مصنف ۱۱

یہ اُمّی برس تک اس طور سے رہے کہ خلوت میں رہے اور لوگوں سے کنارہ کشی کی بلکہ فقیروں میں سویا کرتے تھے۔ اور اسکی وجہ یہ تھی کہ انکی کشائش وہی تھی۔ اور سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ جب بغداد میں آئے تو کہا کرتے تھے کہ اولیاء میں سے جو شخص عالم غیب دشمنات میں بغداد داخل ہوا ہماری ضیافت میں ہے اور ہم شیخ علی بن الہیثم کی ضیافت میں ہیں۔ اور سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ علی بن الہیثم ساٹھ برس کے تھے اُس وقت انکے قلب کی بستگی دور ہو گئی تھی چنانچہ یہ پوشیدہ امروں کی خبر دیا کرتے اور انکے ہاتھ پر کرامتیں ظاہر ہوا کرتی تھیں۔ انکی بزرگی و بلند رنجی پر عمار کا اتفاق ہے۔ انکا قول ہے کہ شریعت وہ ہے جسکی تکلیف وارد ہوئی ہے اور حقیقت وہ ہے جس سے تعریف (شناخت) حاصل ہوتی ہے۔ پس حقیقت سے شریعت کو مدد دی گئی ہے۔ اور حقیقت کو شریعت سے مقید کیا گیا ہے۔ اور شریعت افعال کا اس کے لئے پایا جانا اور علم کی شطون پر رسولوں کے واسطے قائم ہوتا ہے۔ اور حقیقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کے احوال کا شہود اور حکم کے غلبات پر تقدیر و واسطے کے ذریعہ سے تسلیم فرم کر دینا ہے۔ جب تک تیز باقی رہتی ہے تکلیف متوجہ ہوا کرتی ہے صحت حال کی علامت یہ ہے کہ صاحبِ حال اس کے غلبہ کی صورت میں ویسا ہی محفوظ ہو جیسا کہ صحو کے وقتوں میں مغلوب تھا۔ احوالِ مجبور کے شاہد ہیں جب نہوں تو انکا اپنی طرف کیلینچ لانا اور جب حاصل ہو جائیں تو انکا باقی رکھنا نامکن ہے البتہ اُس صورت میں کہ بعض احوال کسی کی غذا بنائے جائیں پس اُسی میں حق اسکی پرورش کرتا ہے اور وہ حال اسکا اوڑھنا بچونا ہوتا ہے۔ جو کچھ غلوطات نے اپنی فہمون سے دریافت کیا یا جن چیزوں کو اپنے عمروں سے اٹا

کیا اور جزا اپنے معارف سے مطلع ہوئی ہے اُس سے حق تعالیٰ پر ہے جس شخص کو اپنی قوت و ضعف کے اندازہ سے کسی چیز کا کشف ہوا وہ اُسی سے مربوط ہوا جس کی کو حقیقت کا کشف ہوا یا جس نے حق کا مشاہدہ کیا یا وجود حق کے سبب سے اپنے مشاہدہ میں غرہ یا عین الجمع میں نیست ہو گیا یا حق تعالیٰ کے سوا کسی کا مشاہدہ نہ کیا یا حق کے سوا کچھ اُس کو محسوس نہ ہوا یا وہ حق الحق میں محو ہو گیا یا سلطان حقیقت سے سہ اسیمہ ہو گیا یا حق نے اُس کے لئے جلال حق کے ساتھ تجلی کی اور علیٰ ہذا جانتا کہ بیان کر نیوالے بیان یا اسکی طرف اشارہ کر نیوالے اشارہ کرتے ہوں یا اُس تک علم پہنچ سکتا ہو وہ سب کے سب مرتب حق کے شواہد اور حق کی طرف اشارے کے لئے ایک حق ہے اور جو کہہ کہ خلق پختا ہوتا ہو وہ سب اس قسم کی چیزیں ہیں جو خلق کے لئے سزاوار ہیں اور خلق کی حیثیت کی ہیں اور جنہی چیزیں ایسی ہیں جنکے وصف تک مخلوق پہنچے وہ سب احوال ہیں اور احوال اہل معرفت کے صفات ہیں اور مخلوق کے لئے احوال ہی تک راستہ ہے اور احوال سے غائب ہو جانا اور احوال سے نیست ہو جانا بھی بمثل احوال کے ایک حالت ہے اور توحید معارف سے بالاتر ہے یہ اکثر عربی اشعار پر ماکر نے تھے جنکا ترجمہ یہ ہے ۷

اگر تلاش میں نگوں نہ تو نام سفر	حضور گہر میں جو چاہوں تو کاٹ کماے حضور
وہ دل میں بیٹھا ہے پر عمر برنین ملت	وہ ہے تو آکھوں میں پر کیا حال آئے نظر
میں اُسکو دیکھوں تو اے کاش سب فدا ہو جائیں	رہے نہ جسم نہ یہ کان اور نہ دل نہ بصر

انہوں نے سرہبران میں سکونت اختیار کی تھی جو فہو الملات کے مضافات میں ایک شہر ہے۔ اور ۶۷۵ھ پانچ سو چھ سو چھ ہجری میں ایک مئیس سال کی عمر میں وفات (مدینہ منورہ) پائی۔

پائی اور عینِ دمن ہوئے اور انکا مزاج ظاہر و زیارت گاہ ہے۔

## (۲۶۵) شیخ عبدالرحمن طفسونجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ عراق کے بڑے شائخون عارفون کے سردار و نوری و مستقر لبون کے صدر نشینون میں سے تھے۔ احوالِ فاخرہ کراماتِ ظاہرہ اور تصرفاتِ نافذہ رکھتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ میں دیوبند میں رہتا ہوں جیسا کہ دنیا میں کلنگ جسکی گردن سب سبھی ہوتی ہے۔ طفسونجی میں ایک اونچے تخت پر بیٹھ کر شریعت و حقیقت کی باتیں بیان کیا کرتے تھے اور مشائخ و علماء سننے کو آتے تھے۔ علماء کا لباس پہنتے اور خبری پر سوار ہوتے تھے۔ انکا قول ہے کہ مراقبہ اُس بندہ کے لئے ہے جو حق کے ذریعہ حق کا مقرب ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعالِ خلاق و آدابِ کیر و ہوا اور اللہ عز و جل نے اپنے دوستون اور خاصون کو یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ انکو اُنکے کسی احوال میں نہ اُنکے نفوس کے سپرد فرماتا ہے اور نہ کسی غیر کے اسلئے وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب (نصبِ بعین رکھنے والے) ہوتے اور اُس سے درخواست کرتے ہیں کہ اس مراقبہ میں اُنکی نگہداشت فرمائے۔ اور مراقبہ حالتِ قرب کا مقتضی ہے اور اللہ عز و جل نے دلون کو اُن چیزون کے ذریعہ سے اپنے مقرب کیا ہے جو دلون سے قریب ہیں اسلئے وہ اپنے بندہ کے دلون سے اُسی مقدار سے قریب ہوتا ہے جس قدر کہ اپنے بندہ کے دلون کو اپنے آپ سے قریب پاتا ہے اسلئے کہو اُس چیز پر نگاہ دوڑانی چاہئے جو تمہارے دل سے قریب ہو۔ اور حالتِ قرب حالتِ محبت کی مقتضی ہے

اور یہ قلب کے اندر وحل اُس کے جلال اسکی عظمت اُس کے علم اور اُسکی قدرت کی طرف  
نگاہ کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ پس خوشحال اُس شخص کا جس نے اُسکی محبت کا جام  
پیا اور اُسکی مناجات (سرگوشی) کی لذت اٹھائی جس سے اُسکا دل محبت سے  
بھر گیا پس اندر ہی کے ذریعہ سے اسے خوشی کے اڑا اور اُسکے ہوا سے شوق میں  
سگر دان ہوا نہ اُسکا کوئی گھر ہے اور نہ وہ اُسکے سوا کسی سے ملوث ہے پس  
ایسا شخص عاشق ہے جو محبت کے علم کو فنا کر کے محبت کی رویت سے محبوب  
کی طرف چلا آیا ہے۔ اور جب عاشق اس نسبت کی طرف آیا تو عاشق بلا علت ہو گیا۔  
اور محبت ذکر کی مقتضی ہے۔ اسلئے عاشق ہمیشہ اپنے رب کا ذکر کیا کرتا ہے

اور اُسکے اپنے نفس کو یاد کرنے میں خلل آجاتا ہے۔ یہاں تک کہ اُسپر اپنے رب کا  
ذکر غالب آجاتا ہو۔ اور اپنے نفس سے غافل ہو جاتا ہو۔ بعد ازاں اپنے نفس کی غفلت سے غافل ہوتا  
ہے اور اپنے رب کی یاد کے غلبہ سے سارے احساس کو بول جاتا ہو تب کہا جاتا ہے کہ اپنے  
مذکور کی رویت میں سہا گیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ اپنے نفس سے فنا ہو گیا۔ اور یہی کہتے  
ہیں کہ اپنے رب میں فنا ہو گیا۔ اور یوں ہی تعبیر کرتے ہیں کہ اپنے فنا سے فنا ہو گیا  
یعنی اپنے رب کے غلبہ ذکر کے باعث اپنے نفس کی یاد کی غفلت سے غافل ہو گیا  
اور ایسا ہو گیا کہ اُسکے غیر کو دیکھتا ہی نہیں۔ اور اسوقت اپنے مشاہد سے بیخ  
وینا دے اُکھڑ جاتا اپنے نفس سے الگ کر لیا جاتا اپنی ساری باتوں سے مٹا دیا جاتا  
اور اپنی کل چیزوں سے فانی ہو جاتا ہے۔ اور جب تک یہ وصف باقی رہے اسوقت تک  
نہ تمیز رہے گی نہ اخلاص نہ صدق۔ یہی صحیح الجمع اور علین وجود ہے اور یہی وہ وصول ہے

عہ ایک مقام ہے جو ”جمع“ سے اتم و اعلیٰ ہے۔ کہو کہ صحیح اشتیاء کا شہود اللہ تعالیٰ کے ذریعہ ہے

جو تیز و تکلیف کے احوال پر وارد ہوتا ہے تو ایک قسم کے پردہ کے ذریعہ سے اس وصف سے محاب رکھا جاتا ہے تاکہ حق شیع تک پہنچے۔ اور یہاں پر بہت سے مغالطے ہیں اور وہی شخص محفوظ رہے جو احکام شریعت کے ادا کرنے کی طرف لوٹ آئے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ جو شخص طلب دنیا میں مشغول ہو وہ دنیا کی ذات میں مبتلا ہوا اور جو اپنے نفس کے نقصانوں سے اندھا بنادہ حد سے متجاوز و کثر ہوا اور جسے باطل سے زیادہ دانش کی وہ دہو کے میں ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ سب زیادہ فائدہ مند عبودیت کے احکام میں اور سب اعلیٰ توحید کا علم ہے۔ فردوسی کے ساتھ کوئی بیطالت عزیز نہیں کرتی لبتہ طلیک و اجبات و سنن کی پابندی ہو اور تکبر کے ساتھ کوئی مستحب عمل اور کوئی مطلوب علم نتیجہ خیز نہیں ہوتا۔ اور جب تک وہ قائم کر لیا تو جبر ہو گئے اور جب اپنے آپ سے کھڑے ہو گئے تو گر جاؤ گے۔ انہوں نے طفسونج میں جو زمین عراق کا ایک شہر ہے سکونت اختیار کی تھی اور وہیں سن رسیدہ ہو کر وفات پائی۔ انکی قبر وہاں ظاہر و زیارت گاہ ہے۔

(۲۶۶) شیخ بقار بن بطور ضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ شاخ عراق کے سرداروں اور بڑے صدیقوں میں سے تھے اور احوالِ نفیہ مقاماتِ حلیہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۹) اور مجزؤ کے جلد کے ذریعہ سے ہر حالِ قوت سے تیری ہے۔ اور ”جمع الملیح“

باسمائی اللہ سے بالکل ہلاک و فنا ہو جاتا ہے۔ اور یہ حدیث کا مرتبہ ہے۔ ۱۲ مترجم از کتاب

التعریفات۔

و کرامات باہرہ رکھتے تھے۔ سیدی عبدالقادر جیل رضی اللہ عنہ انکی بہت تعریفیں کرتے اور کہتے  
 تھے کہ کل مشایخ کو باپ اور تول کر ملا ہے مگر شیخ بقا بن بطو کو بغیر باپ اور تول کے ۔  
 انکو علم الاحوال اور جو لوگ نہر الملک اور اُنکے پاس پڑوس میں اکر اترتے تھے اُنکے  
 جا کے ورد کا کشف حاصل تھا۔ بہت سے علماء و صلحا اُنکے مرید ہوئے اور لوگ زیارت  
 کو اور نذریں لیکر اُنکے پاس آیا کرتے تھے۔ اُنکے کام میں سے ہے کہ فقیری دل کا  
 علائق سے خالی اور صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ مستقل ہونا ہے اور ملاک سے  
 خالی ہونا تو فقیری کی ایک صفت ہے کیونکہ جو بندہ اپنے دل سے ان چیزوں میں  
 پسند ہے گا اُنکے لئے یہ روکنے اور قطع کرنے والی ہیں۔ اور ملاک سے مجر ہونے  
 کی صحت کی علامت یہ ہے کہ اسباب کے وجود و عدم سے اُسکا حال نہ بدلے نہ قوت میں  
 نہ ضعف میں نہ سکون میں اور نہ بقراری میں اور مملکات اُسمین اثر نہ کریں اور جب ایسا  
 ہو جائے تو وہ فقیر ہے نہ اُسکو اسباب کی غلامی مقید کرے گی نہ اُنکا وجود اُسکو تاش  
 کرے گا اور نہ اُنکا عدم اُسکو رنجیدہ کرے گا۔ پس اگر وہ صاحب مال ہو تو ایسا ہے  
 کہ نہوا اور اگر صاحب ال نہوا تو ایسا ہے کہ نہوا۔ پس دنیا و آخرت میں وہ اپنا کوئی مقام  
 اور اپنی کوئی قدر نہ سمجھے۔ اور حیطہ نہ سمجھے اُسحیطہ طلبت کرے اور حیطہ طلبت کرے اُسحیطہ آرزو نہ کرے تب  
 وہ اُنکے ساتھ مشغول باطل مکر ہو رہا ہے۔ نہ رستہ کرتا ہے اور نہ قبول سے اُمتا ہے اور نہ یہ عقائد  
 رکھتا ہے کہ اور دن کے طریقہ سے املا طریقہ افضل ہے۔ یہ بلند مقام ہے اور اس کا  
 معاملہ دقیق ہے۔ اور جب تک بندہ اپنے رب عزوجل تک نہیں پہنچتا اس وقت  
 کی حقیقت کو نہیں پہنچتا۔ اور اُنکا قول ہے کہ فقر ہر ایسے شخص کا وصف ہے جو غیر  
 سے مستغنی ہو اور بندہ اپنے فقر میں سچا نہیں ہوتا تا وقتیکہ فقر کے شہود کو مٹا کر کے اپنے

سے باہر نکل آئے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اپنے آپ سے لوگوں کے حقوق دلو اور تم سے جو کم ہوا کسی نصیحت مانو تو منازل کا شرف پاؤ گے۔ جسے اپنے نفس کے اندر جبر کرنے والا نہ پایا اس کا دل خراب ہے۔ جسے اپنے نفس کے مقابلہ میں اللہ سے مدد نہ چاہی اس کو نفس نے دے مارا۔ اور جو مبتدیوں کے آداب بجانہ لایا اس کے لئے منہنیوں کا مقام کم پڑا۔ تین نقیہ (مولوی) ان سے جا کر ملے اور ان لوگوں نے ان کے پیچھے نماز عشاء پڑھی۔ مگر جیسا مولوی چاہتے تھے ویسی درست قرات ان سے نہیں بن آئی۔ اس لئے وہ ان سے بدظن ہوئے۔ مگر انکے ہی ندادیہ (خانقاہ) میں شب باش ہوئے۔ رات کو تینوں کو نہانے کی حاجت ہوئی اور نکل کر اُس نہر پر آئے جو خانقاہ کے دروازہ پر واقع تھی۔ چنانچہ وہ نہر میں نہانے کو اترے ہی تھے کہ بڑا سا شیر آمو جو دھوا اور انکے کپڑوں پر بیٹھ گیا اور رات سخت جاڑوں کی تھی اس لئے ان کو یقین ہو گیا کہ اب زندہ نہیں بچتے۔ اتنے میں شیخ رضی اللہ عنہ خانقاہ سے نکل آئے اور وہ شیر انکے پاس چلا آیا اور انکے قدموں پر لوٹنے لگا۔ یہ حالت دیکھ کر مولویوں نے اللہ سے استغفار کیا اور تائب ہوئے۔ انہوں نے فانیوس میں جو نہر الملک کا دیہات تھا سکونت اختیار کی اور پانچ سو تین ۵۳ شہ ہجری کے قریب وہیں وفات پائی۔ انکی قبر وہاں ظاہر و زیارت گاہ ہے۔

(۲۶۷) شیخ ابو سعید فلوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ



یہ بڑے عارفوں اور متقی اماموں میں سے اور صاحب انقاس صادق افعال خارقہ



کرنامات و معارف تھے۔ اپنے دیار و جوار میں فنوے دیا کرتے تھے۔ اور قلوہر یہ میں اونچے تخت پر بیٹھ کر مہم شرائع و حقائق پر گفتگو کیا کرتے تھے۔ اور تمام اطراف و علاقہ سے لوگ انکی زیارت کو آیا کرتے تھے۔ انکے بعض اقوال یہ ہیں :- فقیر کی شرط یہ ہے کہ نہ وہ کسی چیز کا مالک ہو اور نہ کوئی چیز اسکی مالک ہو اور اسکا دل تمام آلائش سے صاف ہو اور اسکا سینہ ہر شخص کے لئے بے کینہ ہو اور اپنی جان کو بخشش و ایثار کر دے۔ تصوف حق کے سوا سے بیزار ہو جانا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و السلام نے کہا تھا ”یہ تومیر سے دشمن ہیں مگر رب العالمین“۔ صوفی کامل نہیں ہوتا تا وقتیکہ وجد کے جبکا روں میں خلق سے چپ نہ جائے۔ توحید و جودات سے اُنکے پیدا کردہ خیالات کے مشاہدہ کے باعث انگلیں بیچ لینا ہے۔ اور عارف و جدانی اذات ہوتا ہے نہ اسکو کوئی قبول کرے اور نہ وہ کسیکو قبول کرے۔ حضرت علیہ السلام انکے پاس بہت آیا کرتے تھے۔ یہ قلوہر یہ میں جو بغداد کے قریب فہر الملک کے دیہاتوں میں سے ہے رہا کرتے تھے اور پانچ سو ستاون ۷۵۶ ہجری کے قریب وہیں فوت ہوئے اور انکی قبر وہاں ظاہر و زیارت گاہ ہے۔ یہ علما جیسی پوشاک پہنتے طیلسان اوڑھتے اور خچری پر سوار ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ انکی اور انکے اصحاب کی ایک شخص نے دعوت کی انہوں نے اپنے یاروں کو کہانے سے منع کیا اور خود نما کیا۔ اور جب دعوت سے باہر نکلے تو ان سے کہنے لگے کہ بیٹے تم کو اُسکے کہانے سے اس لئے روک دیا تھا کہ وہ کہا تا حرام کا تھا۔ بعدہ انہوں نے سانس لی تو انکی ناک سے سیاہ دھواں بہت بڑے ستون جیسا نکلا اور آسمان کی طرف جا کر نظر سے غائب ہو گیا۔ پھر انکے منہ

سے آنکشی ستون نکلا اور وہ بھی نظر سے غائب ہو گیا۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ چیز جو تھے  
دیکھی وہی کھانا تھا جو مینے کھایا اور تمہیں کھانے نہ دیا۔

## (۲۶۸) شیخ مطربا ذرا فی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بزرگ ترین مشائخ عراق و سادات عارفین میں سے تھے۔ انکی جلالت زہد و مہابت  
پر علماء کا اتفاق ہے۔ انکے پیر تاج العارفین ابو الوفا رکھا کرتے تھے کہ شیخ مطربا میرے  
حال و مال کے وارث ہیں اور شیخ مطربا انکے خدام خاص میں سے تھے۔ اور ان پر  
سُکر کی حالت غالب تھی۔ انکے کچھ اقوال یہ ہیں :- نفوس کی لذت فُتو س  
کی مناجات میں ہے۔ اور قلوب کی لذت اُنس کے مزار میں ہے جو خلوت گاہ قدس  
میں توحید کے کھنوں کے ساتھ گلشن تمجید کے اندر سے مطربان معانی کے ذریعہ سے  
سننے میں آتے ہیں اور جن سے ہلک مقتدر کے نزدیک مقعد صدق میں  
مہاجر بند ہوتے ہیں اور ادراج کی لذت عروسان فتح لدنی کے ہاتھوں سے خلوت گاہ  
وصل میں مشاہدہ و سہ گشتگی کی بساط پر عالم ہستی کے درمیان عزت کی روشنی میں  
جام محبت پینا اور نعمات ذرات کے صفحات الاماح پر قلم توحید سے جو کچھ لکھا ہے  
اوسکا پڑھنا ہے۔ اور اسرار کی لذت حیات دائمی کی نسیم کا مطالعہ اور غیب کے  
حقائق تک قلوب کے ضار سے پہنچنا اور افکار کے ذریعہ سے سارے اسرار کا مہینہ ہے  
اور عقول کی لذت اُن سرار کے ذریعہ سے جو افکار کو احاطہ کئے ہوئے ہیں ملکوت  
کے ایسے اسرار کا ملاحظہ ہے جو نگاہوں سے پوشیدہ ہیں۔ پس قلوب غیب کے

حقائق کو معائنہ کرتے ہیں۔ اور شاہدِ اسرار کی قبولیت انکے ساتھ ہوتی ہے۔ اسلئے  
 ضمائرِ دیرِ یاسے افکار میں اُترتے ہیں۔ اور نفوس کو کھٹس چہیز سے تسکین ہوتی ہے جو  
 جو عالمِ محبوب کی انہیں لاحق ہوتی ہے۔ عقل کے ہاتھ نفوس کی باگیں پکڑے ہوئے  
 ہیں اور نفس عقل کا مستحضر ہے اور عقل انوارِ اتمیہ سے مدد لیتی ہے اور اسی سے وہ حکمت  
 ظہور میں آتی ہے جو علوم کی چونٹی عدل کی ترازو آسمان کی زبان بیان کا سہرہ شہدِ روحِ  
 کا گلشنِ صورتوں کا نورِ حقائق کی میزانِ وحشتِ زدوں کا انسِ راغبوں کا مِلّ تجارت  
 اور شتاوتوں کی آرزو ہے۔ اور حکمت حق کی یافت ہے اسلئے جب تلب پر وارد ہوتی  
 ہے تو جن کو ذوقِ کثرون میں عشق چھپا ہوتا ہے اُنکا سداغ لگاتی دہون کے زنگ  
 کو صاف کرتی اور باطن کے عیون کو نیست و نابود کر دیتی ہے۔ یہ قوم کے کُرد تھے اور  
 بدلتا میں رہتے تھے جو سرزمینِ عراق میں لغت کے مصنفات میں سے ہے۔ یہیں  
 وفات پائی اور یہیں انکی قبر ظاہر و زیارت گاہ ہے۔

(۲۶۹) شیخ ابو محمد ماجد کریمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



یہ مشائخِ عراق کے سرداروں مقررین کے صدر نشینوں اور محققین کے امون میں سے  
 تھے۔ انکے احترام و تعظیم پر مشائخ کا اجماع تھا۔ انکے بعض کلام یہ ہیں :- مشائخِ توح کے  
 دل اسعد و جل کے نور سے منور رہتے ہیں اور حبیبِ انہیں استیفاء کو تحریک ہوتی ہے  
 تو جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان ہے اُسکے نور سے چمک اُٹھتا ہے اُسوقت  
 اسعد و جلِ زشتوں کے سامنے اپنی غر کرنا اور فرمانا ہے کہ میں تم کو گواہ رکھتا ہوں کہ میں اُنکا

زیادہ تر مشتاق ہوں۔ جو اپنے رب کا مشتاق ہوا وہ انوس ہوا جو انوس ہوا وہ خوش ہو جو خوش ہوا وہ تریب ہوا جو تریب ہوا وہ چلا جو چلا وہ تیر ہوا جو تیر ہوا وہ اڑا جو اڑا اسکی آنکھیں نزدیک سے ٹھنڈی ہوئیں۔ زابد صبر کی مزا دلت کرتا ہے مشتاق شکر کی اور وصل ولایت کی۔ شوق اسکی آگ ہے جو عاشقوں کے دلون میں رہنا رہتی ہے اور اسکے تقار اور اسکی طرف نگاہ کرنے سے دبی ہوئی ہے۔ بہت کی آگ دلون کو محبت کی آگ روح کو اور شوق کی آگ نفوس کو پانی کر دیتی ہے۔ تنوشی عبادت بلا مشقت آرائش بلا زیور بہت بلا حکومت قلعہ بے شہر پناہ کرا کا بتین کے لئے راحت اور عذر خواہی سے بے نیازی ہے۔ آدمی کے لئے یہی علم بس کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور یہی جہل کافی ہے کہ خود پسند ہو۔ اور خود پسندی کا فضلہ ہے جس سے خود پسند اپنے پھون کو ڈھانکتا ہے مگر نہیں دھکتا۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی عجیب چیز نہ پیدا کی جسکا نقش آدمی کی صورت میں نہ لکھا ہو اور کوئی امر غریب نہ ایجاد کیا جسکا حکم آسمین نہ جاری کیا ہو اور کوئی بید نہ ظاہر کیا جسکے علم کی کنجی اس صورت میں نہ رکھی ہو اسلئے آدمی عالم کا مختصر نسخہ ہے۔ شکر خا صکر عاشقوں کے مقامات میں سے ہے کیونکہ فنا کی آنکھیں اسکو نہیں قبول کرتی اور علم کی منزلیں دہان تک نہیں پہنچتی ہیں۔ اور شکر کی تین علامتیں ہیں ماسوا کے ساتھ مشغول ہونے اور اسکی تعظیم سے دائمی دلنگی۔ دریا سے شوق میں بے اندیشہ کود پڑنا۔ اور دائمی تمکین اور جسکا شکر ہوا وہ ہوس سے ہوگا اسکا صبر گراہی کی طرف ہوگا۔ ایک شخص جو مجھوتا بغیر زاوہ اور کسی ہمراہی کے حج کا ارادہ رکھتا تھا ان سے رخصت ہونے کو آیا انہوں نے اپنا شکر نہ اسکو نکال کر دیا اور کہا کہ اگر دھنکرتا ہوا ہو گے تو تمکو واپس پانی ملے گا پیا س

لگے گی تو دودھ اور بہوک لگے گی تو ستو چنانچہ اُس لیے سفر میں جو جبل حمراء میں واقع عراق سے مکہ معظمہ تک کا تھا۔ اقامت حجاز کی مدت اور حجاز سے عراق تک واپس آنے کے عرصہ میں جب اُس شخص نے وضو کا ارادہ کیا تو اُسی مشکیزہ سے کماری پانی۔ جب پینا چاہا تو بیٹھا پانی اور جب غذا کی خواہش ہوئی تو دودھ شہد اور شکر سے زیادہ خیرین ستو اُسکو ملتا رہا۔ انہوں نے جبال حمراء میں جو سرزمین عراق میں واقع ہے سکونت اختیار کی اور مرتے دم تک اُسکو اپنا وطن بنایا۔ انہوں نے سترہ پانچ سو اسی ہجری میں وہیں رحلت کی۔ ان کی قبر وہاں معلوم ہے اور لوگ اُس کی زیارت کرتے ہیں۔

## (۲۷۰) شیخ جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اکابر مشائخین روسا عارفین مقربین و ائمہ محققین میں سے تھے۔ اور یہ اس طریقہ کے ایک رکن ہیں۔ تاج العارفین ابو الوفا رانکی مدح و ثنا اور بڑائی کے ساتھ ذکر کیا کرتے تھے اور شیخ علی بن الہدی کی معرفت اُنکو ایک ٹوپی بھیجی اور اُنکو حکم دیا تھا کہ میرے نائب بنکر اُسکو اونہیں پہنانا اور اُنکو اپنے پاس حاضر ہونے کی تکلیف نہ دی۔ اور وہ کہتے تھے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ جاگیر میرے مرید ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انکے تین مجھے عطا فرمایا۔ بزرگان عراق کہا کرتے تھے کہ جسطرح سانپ اپنی کنبلی سے باہر نکل آتا ہے اُسی طرح شیخ جاگیر اپنی نفسانیت سے نکل آئے ہیں۔ یہ کہتے تھے کہ میں نے کبھی کسی شخص کی بیعت نہ لی۔ جب تک کہ اُسکا نام اور یہ مضمون کہ وہ میری اولاد میں

سے ہے روح محفوظ میں لکھا ہوا نہ دیکھ لیا۔ انکا قول ہے کہ شاہدہ بندہ اور بکے درمیان کے پردوں کا اٹھ جانا ہے پس بندہ قلب کی صفائی سے اُس غیب پر مطلع ہوتا ہے جسکی خبر دی گئی ہے اور جلال و عظمت کا مشاہدہ کرنا ہے اور اُسکے احوال و مقامات جاننے رہتے ہیں اسلئے اُس میں حیرت و دہشت آتی ہے بہر حیرت اُسکو تنہا کی طرف لیجاتی ہے اسلئے وہ حق سے حق کی طرف نظر گردے نظر آتا ہے اور کبھی جلال کا شہادہ کرنا ہے۔ کبھی جمال کا کبھی رنگ و روپ کو دیکھتا ہے کبھی کمال کا نظارہ کرتا ہے۔

کبھی اُسکو کبر یا وعزت کی روشنی دکھائی دیتی ہے۔ کبھی جبروت و عظمت نظر آتی ہے اور کبھی لطیف و محبت کا شہود ہوتا ہے اسلئے ایک سے لبط حاصل ہوتا ہے تو دوسرے سے قبض و وہ حالت اسکو سمیٹتی ہے تو یہ حالت پھیلاتی ہے۔ وہ کہہ دیتی ہے تو یہ موجود کر دیتی ہے۔ وہ پردہ عدم سے باہر لاتی ہے تو یہ ہر لوگ دیتی ہے۔ یہ فانی بناتی ہے تو وہ باقی۔ خلاصہ یہ کہ وہ شمع بشریت کے صفات سے زائل ہو جاتا اور عبودیت کے صفات سے قائم رہتا ہے نہ اغیار کا اُسکو حس ہوتا ہے اور نہ جبار کی عظمت کے سوا اُسے کچھ نظر آتا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ جب تھے تعظیم کی آگ کو

عقب قبض و بطن بندہ کے حالت خوف ورجاست ترقی کر نیچے بعد کی دو عالمین ہیں۔ پس عارت کے لئے قبض و بسا ہی ہے جیسا مستان کیلئے خوف۔ اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ خوف ورجا امر آئندہ پسندیدہ و ناپسندیدہ کے متعلق ہوتے ہیں اور قبض و بطن امر موجود فی الوقت سے ملاؤں کہتے ہیں جو کسی دار و دنیا کے باعث عارت کے دل پر غالب ہوں۔ ۱۲ مترجم از کتاب التعلیقات

جو ہیبت کے نور کے ساتھ پتر میں دلی ہوئی ہے نکالا تو اُس سے مشاہدہ کی شعاع پیدا ہوگی۔ پس جیسے اپنے پتر (اندرون) میں حق عزوجل کو مشاہدہ کیا اُسکے دل میں عالم کون کی مطلق وقعت نہ رہی۔ اور جب کسی گردہ کو پہلے در پہلے مشاہدہ ہو کر رہا ہے تو حق تعالیٰ انکو دوست رکھتا ہے بعد اُن کو محبوب کر دیتا ہے تب وہ نور مشاہدہ کی حیرت سے نور ازل کی حیرت میں کہنچ لئے جاتے ہیں۔ پر وہ دہشت سے اُٹا کر نور ازل کی حیرت میں لائے جاتے ہیں۔ اور یہ تقدس اُنس کی دہشت سے نکال کر عین الجمع کی دہشت میں پہنچائے جاتے ہیں۔ اسلئے بہت استعارہ تجلی کے درمیان حیران ہیں۔ بسکہ عہد تدانی کے بیچ میں سرگردان ہیں اور بہت وصل و تعالیٰ کے درمیان ساکن ہیں اور یہی استقامت و تکلیف کی جگہ ہے۔ اور یہ اُس حضرت کی صفت ہے جس میں موارد ہیبت کے نیچے گہکتے رہنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اسد عزوجل نے فرمایا ہے **فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنْصِتُوا**۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول **إِنَّ اللَّهَ يَنْفَعُ الْوَارِثِينَ قَالُوا أَمْ بَنَّا لِلَّهِ نَسْتَقِمْ** کے متعلق انکا قول ہے کہ مشاہدہ پر ثابت قدم رہے کیونکہ جیسے اللہ تعالیٰ کو پہنچا تا وہ اُسکے ماسوا سے نہیں ڈرے گا۔

سہ پتر ایک لطیفہ ہے جو قلب میں دو بیت رکھا گیا ہے جیسا کہ روح بین میں۔ اور وہ مشاہدہ کا محل ہے۔ جیسا کہ روح محبت کا محل۔ اور قلب معرفت کا محل ہے۔ ۱۲۔

منزہم

عہ چوبیسویں پارہ کا چوتھا رکوع۔ یعنی سورہ احقاف کی اتریسویں آیت پر چالیسویں رکوع تک پہنچ کر چوبیسویں پارہ کا اٹارہواں رکوع۔ یعنی سورہ حم السجده کی تیسویں آیت۔ بیشک جن لوگوں نے انوار

کیا کہ اسدی ہمارا پروردگار ہے پیر (اسی عقیدہ پر) جسے رہو الخ۔ ۱۱

اور جسے کسی چیز کو دوست رکھا وہ اسکے غیر کا مطالعہ نہیں کرے گا اور اسکا خراج غیب سے ہوگا۔ یہ قوم کے گرد تھے اور عراق کے ایک صحرا میں قنطرة الرصاص کے قریب سامرا سے ایک دن کی مسافت پر رہتے تھے اور بہت سن رسیدہ ہو کر وہیں فوت ہوئے اور وہیں انکی قبر بنی جو ظاہر اور لوگوں کی زیادہ نگاہ سے اور اسکے پاس لوگوں نے خیر و برکت کیلئے ایک بتی بسالی ہے۔

(۲۷۱) شیخ ابو محمد قاسم بن عبد اللہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ مشائخ عراق کے رئیسوں بڑے عارفوں جلیل القدر مرقبون اور صاحب عجائب و غرائب تھے۔ امام مالک کے مذہب پر فتویٰ دیتے اور علم شریعت و علم حقیقت میں اعلیٰ درجہ کی تقریریں کرتے تھے۔ انکے کلام کثرت سے بھی ہیں اور لوگوں میں متداول و مشہور بھی ہیں۔ انکے بعض قول یہ ہیں :- وجد مجہود ہے جب تک مشہود سے سنو۔ شاہد حق باقی رہتا اور شاہد وجد کو دور کر دیتا اور آنکھوں میں نیند نہیں آنے دیتا ہے اور اسکا نشہ شراب کے نشہ سے بڑا ہوا ہوتا ہے۔ وجد کرنے والوں کی روحیں معطر و لطیف ہوتی ہیں اور انکے کلام مردہ دلوں کو زندہ اور عقول کو زیادہ کرتے ہیں۔ وجد تمیز کو ساقط کر دیتا اور مکانون کو ایک مکان اور ذاتوں کو ایک ذات بنا دیتا ہے اور اسکا اول پردہ کا اٹھ جانا نگہبان کا نشہ بدو نعم کا حضور غیب کا ملاحظہ تہجد کا مجاہدہ اور بعد ع یعنی جو وجد غیب مشاہدہ کے ہوتا ہے اُس میں اور انکار مشہود میں یکسانی



کا مانوس ہو جانا ہے۔ صحت و جد کی شرط یہ ہے کہ اس کے وجود کی حالتیں یعنی وجد کے ساتھ  
تعلق سے باعث بشریت کا انقطاع ہو جائے اور حسین گم گئی مبین اسین و جد نہیں اور  
اس کے اہل دو مقاموں پر ہوتے ہیں ایک ناظر اور دوسرے منظور الیہ۔ ناظر تو مخاطب  
ہوتا ہے جو اس کا مشاہدہ کرتا ہے جس کو اُس نے پایا ہے۔ اور منظور الیہ غائب ہوتا ہے  
جس کو پہلی ہی حالت میں جو اس پر طاری ہوتی ہے حق اڑا لیا جاتا ہے۔ وجود و جد کی نہایت  
کیونکہ تواجہ بندہ کے استیلاؤ کا اور وجد بندہ کے استغراق کا موجب ہے اور وجود  
بندہ کے استیلاؤ کا سبب ہوتا ہے۔ اور اس معاملہ کی ترتیب یہ ہے۔ حضور بعد کا  
دور و بعد، شہود بعد، وجود بعد، تحول۔ پس وجد کے مقدار سے تحول حاصل ہوتا ہے۔  
اور صاحب وجود پر صحو و محو کی حالتیں طاری ہوتی ہیں۔ چنانچہ صحو کی حالت میں اُس کی بقا حق  
کے ساتھ ہے اور محو کی حالت میں اُس کی فنا حق کے ساتھ ہوتی ہے اور یہ دونوں حالتیں  
ہمیشہ اُس پر یکے بعد دیگرے طاری ہوا کرتی ہیں۔ وجود میں سمون پر بولا جاتا ہے۔  
اول وجود وہ علم ہے جس کے ذریعے سے اُس کا شفق کی صحت میں جو حق کا ٹکڑا ہوتا ہے  
علم واقع ہو۔ ثانی حق کا ایسا وجود جو اشارہ کے سامنے سے منقطع ہو۔ ثالث اولیت میں استغراق  
کے باعث رسم وجود کے مضمحل ہو جانے کے مقام کا وجود۔ پس جب بندہ کو وصف  
جمال کے ساتھ رکاشف ہوگا تو قلب پر نشہ چھا جائیگا اور اُس وقت روح کو طرب حاصل ہوگا  
اور اندر گشتگی ہوگی۔ صحو و حق ہی کے ساتھ ہوتا ہے اور جب بغیر حق کے ہوگا تو حیرت  
سے خالی ہوگا یعنی وہ خیرت جو بزر عزت کے مشاہدہ میں ہوتی ہے نہ کہ شبہ کی حیرت۔  
وجد اور اد کے فرے اور مزلات کے نتیجے میں۔ وجود اللہ تعالیٰ کے قبل احوال کا  
ترک محال ہے اور وجود اللہ تعالیٰ کے بعد احوال کی طلب محال ہے۔ اور جسے اللہ

تعالیٰ کے راز کے بارہ میں ہل انکاری کی اللہ تعالیٰ نے اُس سے خود اُسکے عیوب  
ظاہر کرائے۔ یہ جب خلوت سے باہر آتے تھے تو جس سوکھے ہوئے درخت کے  
پاس سے الگا گزرتا تھا وہ سیریز ہو جاتا اور جس بیمار کے پاس سے گزرتا وہ شفا پاتا  
تھا۔ بعصر وہ رہتے تھے اور پانچواں شمسہ بھیجی کے قریب وہین فوت اور شہر  
کے باہر دفن ہوئے۔ انکا مزار وہاں معلوم اور زیارت گاہ ہے۔ انکا جنازہ پڑھتے  
وقت آسمان وزمین کے درمیان سے صبلون کی آواز سُنی گئی اور جس وقت لوگوں  
نے تکبیر کے لئے ہاتھ اٹمائے اُس وقت وہ آواز کان میں آئی۔

## (۲۷۲) شیخ ابو عمر و عثمان بن مرزوق قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



یہ مصر کے بڑے اور مشہور بزرگوں صدر نشین عارفین اور سربراہ آورہ و صاحب تحقیق  
عالمون میں سے تھے۔ کرامات ظاہر احوالِ فاخرہ افعالِ خارقہ اور انفاسِ صاوق رکھتے  
تھے۔ اور علما صاحبِ تصنیف و فضل و صاحبِ افتاء میں سے تھے۔ امام احمد  
رضی اللہ عنہ کے مذہب پر فتویٰ دیتے اور پڑھاتے مناظرہ کرتے اور کتابیں لکھواتے  
تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انکے لئے خرقِ عادات و قلبِ اعیان کیا تھا۔ آور مصر اور اُسکے  
مضافات کے مریدانِ صاوق کی تربیت کا منصب انکو پہنچا تھا۔ اور انکی بڑائی بزرگی  
اور احترام پر مشائخ کا اجماع تھا۔ اور ان لوگوں کو جس امر میں اختلاف ہوتا تھا اُس میں  
انکو حکم بناتے اور انکے قول کی طرٹ جو ع کرتے تھے۔ انکے کلام میں سے ہے  
کہ اللہ تعالیٰ اور اُسکے صفات کی معرفت کا راستہ فکر اور اُسکے حکم و آیات سے

عبرت حاصل کرنی ہے اور اُسکی ذات کے گمنام کو پہچاننے کا عقل کے لئے کوئی  
 رستہ نہیں ہے۔ اور انکا قول ہے کہ اگر خدائی حکمت عقلمن کی حد میں ختم ہو جاتی  
 اور ربانی قدرت علوم کی یافت میں منحصر ہوتی تو وہ اس حکمت و قدرت کا نقص ہوتا  
 لیکن ازل کے اسرار اُسی طرح عقلمن سے چھپے ہوئے ہیں جس طرح جلال کے جلوے  
 آنکھوں سے۔ اس لئے وصف کے معنی وصف ہی میں لوٹ آتے ہیں اور فہم یافتہ  
 سے بے بہرہ ہے اور ملک ملک میں گردش کیا کرتا اور مخلوق اپنے شل تک پہنچ کر  
 رہ جاتی اور اپنی شکل تک اُسکی طلب شدہ رہتی ہے اور حتمی کے آگے آواز میں  
 بیٹھ جائیگی پس کس نہر کے ساتھ کچھ اور نہ مٹنے گا۔ اور انکا قول ہے کہ ساری مخلوقات  
 ذرہ سے لیکر عرش تک اسکی معرفت کی متصل راہیں اور اُسکے ازل ہونے پر مستقل دلیلیں  
 ہیں اور ساری ہستی اُسکی وحدانیت کی بولتی ہوں زبانیں ہیں اور سارا عالم ایک کتاب ہے  
 جسکے حروف کو تفسیر اپنی بصیرت کے اندازہ سے پڑھتے ہیں۔ اور یہی انہیں کا قول  
 ہے کہ جب دلوں کے چمنستان پر سعادت کی ہوا چلتی اور عنایت کی بجلی کو ندی اور  
 غیب کے بادلوں سے حقائق کی ہوا دین پڑتی ہیں تو انہیں قرب محبوب کے شگوفے  
 نکلتے اور نبل مطلوب کے پولوں سے رونق آتی ہے۔ اُسوقت مشاہدہ کی لذت  
 میں انکو قرب کی ہوا ملتی ہے اور سماع کے ذریعہ سے حضور کی جلوہ گرمی کے خواستگار  
 ہوتے ہیں۔ اور ہیبت کی آگ کو اُسوقت دیکھتے ہیں جب محبت کی روشنی اُسے  
 لگاتی ہے مگر مقام کے ساتھ اُنس سے غلبہ گہرنگی کے باعث آنکھیں میچے  
 ہوئے نور ازل کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ اور فناء کے قدموں سے جہل کی غلوت  
 میں مسامت کے بساط پر مناجات کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور غلبہ ازل کی بقا

میں حدوث کے حاشیوں کو ہیئت دیتے ہیں۔ بس اسوقت انکی روحیں غیب الغیب  
 میں راسخ ہو جاتی ہیں اور انکے اسرار السرائر ڈوب جاتے ہیں۔ تب اُن کا  
 مولیٰ انکو پہنچاتا ہے جو کچھ پہنچواتا ہے اور مقتضائے آیات میں سے اُن سے  
 باتیں چاہتا ہے جو اور کس نہیں چاہتا اور وہ زیادتی کی طلب میں فروعی سے علم لہنی کے دریاؤں میں  
 غوطے لگاتے ہیں۔ چنانچہ اُن محفوظ خزانوں میں سے جو ذرات وجود میں سے ہر  
 ذرہ کے نیچے دبے پڑے ہیں علم کمون و سر مخزون اُنکے لئے منکشف ہو جاتا  
 ہیں اور وہ سبب پیدا ہو جاتا ہے جس سے بارگاہ قدس سے متصل ہو جاتے اور  
 اوس بارگاہ سے اپنے آقا و جل کے پاس جاتے ہیں۔ پس وہ انہیں اپنے  
 پاس کے وہ عجائب دکھاتا ہے جنکو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور  
 نہ کسی بشر کے دل نے خیال کیا۔ اور انکا قول ہے کہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا  
 اُسین لوگوں کی ستائش کو بغیر نہیں کر سکتی۔ اور کہا کرتے تھے کہ جس نے اپنے  
 آقا کی صحبت پر صبر نہ کیا اسکو غلاموں کی صحبت میں مبتلا کرے گا اور جس کی  
 اسیرین اپنے آقا کے سوا سب سے منقطع ہو گئیں وہی حقیقت میں بندہ ہے۔  
 اور انکا قول ہے کہ جو شخص رضامین ثابت قدم ہوا اُس نے مصیبت سے لذت  
 اُمٹائی۔ اور انکا قول ہے کہ عارف کا زیور خوف و ہیبت ہے۔ اور یہ کہا کرتے تھے  
 کہ دیکو خیر دار باطن کو مضبوط کر لینے اور قدم کو جمائے کے قبل صاحب احوال کی  
 نقل نہ کرنا ورنہ سیر و سلوک سے روک دینے جاؤ گے۔ اور تمہاری تخلیق کی دلیل  
 خلقین کے ساتھ تمہاری صحبت اور تمہاری لغویت کی دلیل ہرزہ داروں کے ساتھ  
 تمہاری صحبت اور تمہاری وحشت کی دلیل وحشت زدوں کے ساتھ تمہاری صحبت ہے۔

اور جس شخص پر اسکا حال غالب ہو وہ ہماری سلع کی مجلس میں نہ آنے لقل ہر  
 کہ ایک دن انکے یاروں نے ان سے کہا کہ آپ مجھے کچھ حقائق کیون نہیں بیان  
 کرتے۔ اسپر انہوں نے کہا کہ یہ بتاؤ کہ آج کس قدر میرے مرید ہیں۔ لوگوں نے  
 کہا کہ چہ سو آدمی۔ انہوں نے کہا کہ ان میں سے تنکو چھاٹ لو۔ اور ہر سو میں سے بیٹ  
 کو اور بیٹ میں سے چار کو۔ اور یہ چار ابن القسطلانی۔ ابوالطاهر۔ ابن الصابونی۔  
 اور ابو عبیدہ المدقرطبی تھے۔ اور جب یہ لوگ انتخاب ہو چکے تو شیخ رضی اللہ عنہ نے  
 کہا کہ اگر میں حقائق میں سے ایک کلمہ بھی علی رؤس الاشہاد زبان پر لاؤں تو سب  
 سے پہلے یہی چار میرے قتل کا توبیٰ دین۔ انکو ہم کشف ہوا کرتا تھا۔ ایک سال  
 دریا سے نیل اسقدر زیادہ چڑھا کہ مصر کے غرق ہو جانے کا اندیشہ ہوا اور اس چڑھاؤ  
 کو اتنا قیام ہوا کہ تخم ریزی کا وقت گزر جاتا تھا۔ اس سبب لوگوں نے شیخ ابو عمرو  
 کے سامنے آکر نالہ و زاری کی۔ شیخ نے دریا سے نیل کے کنارہ پر آکر اس کے پانی سے  
 وضو کیا۔ اور اُس وقت دو ہاتھ اسکا پانی اوڑ گیا۔ اور آخر زمین پر سے اسقدر پانی ہٹ  
 گیا کہ زمین گھل گئی اور لوگوں نے دوسرے ہی دن سے کاشت شروع کر دی۔  
 اور ایک سال یہ اتفاق ہوا کہ دریا سے نیل کو طینانی ہی ہوئی اور جو تنے بونے کا بت سا  
 وقت بھل گیا اور نالج کا بیج گران ہو گیا اور لوگوں کی جان کے لالے پڑ گئے۔ آخر لوگوں  
 نے شیخ ابو عمرو کے پاس آکر وادیاں چلی۔ اور انہوں نے نیل کے کنارہ پر آکر آقا پر سے  
 جو انکے خادم کے پاس تھا وضو کیا۔ چنانچہ اُسی دن دریا سے نیل کا پانی بڑھ گیا اور برابر بڑھتا  
 ہی رہا یہاں تک کہ پوری حد کو پہنچ گیا۔ اور اس نے اس سے لوگوں کو منفع کیا اور  
 اُس سال لوگوں نے بہت زیادہ کاشت کی۔ تو ایک مرتبہ مصر میں پندرہ کھن عشا کی نماز

بڑھ کر اپنے خادم ابو العباس مرقی کو ساتھ لئے ہوئے پیادہ پا باہر نکلے اور کچھ بچکر دیر تک دونوں نے حجر اسود کے پاس نماز ادا کی۔ اسکے بعد دونوں مرینہ طیبہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر کے بیت المقدس پہنچے۔ یہاں ہی دونوں نے گھنٹے بھر تک نمازین پڑھیں۔ اور فجر سے پہلے مہر لوٹ آئے۔ ابو العباس کا بیان ہے کہ اس شب کو مجھے مطلق نکاح نہ معلوم ہوا۔ اور اگر کوئی عرب عجمی زبان میں اور کوئی عجم عربی زبان میں گفتگو کرنی چاہتا تو یہ اسکے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیتا تھا اور وہ اپنی مادری زبان کی طرح اُس سے واقف ہو جاتا تھا۔ شتر سال سے زیادہ کی عمر پا کر ۶۳ھ پانچویں سو چھ سو چھیڑھین مصر سے روضۂ رضوان سدہ رہے اور وہاں کے قوافل میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کے شرقی جانب ستون کے متصل مدفون ہوئے۔ ان کا مزار اس مقام میں ظاہر ہے اور لوگ اس کی زیارت کو آتے ہیں۔

### (۲۷۳) شیخ سؤید سجاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بزرگان مشرق کے سرداروں۔ عارفوں کے صدر نشینوں اور بڑے محققین میں سے تھے ان میں کرامات اور مقامات بلند اور اشارات ارجمند پائے جاتے تھے۔ اور یہ اُن میں سے ایک تھے جنکو اللہ تعالیٰ عالم میں تصرف کا مالک بناتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان میں علم شریعت و حقیقت دونوں جمع کیا تھا۔ سنجار اور اسکے قرب و جوار کے سچے مریدوں کی تربیت کی ریاست انکو ملی تھی۔ اور انکی تعظیم و احترام پر مشایخ کا جہاج

تھا اور تمام اطراف سے لوگ انکی زیارت کو آتے تھے۔ آنکا کلام یہ ہے کہ عارفوں کے  
 مقام ساٹھ اصول پر مبنی :۔ ستر کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف قصہ معاشرت  
 میں اللہ سے اعتصام امر کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھنا۔ ظاہر و باطن میں  
 اللہ کے بندوں کو نصیحت کرنی۔ طے و نشر میں اللہ تعالیٰ کے اسرار کو چھپانے سے  
 رکھنا۔ باوجود علم کے صبر کے ساتھ حال پر قائم رہنا۔ اور کالہ اللہ لا اللہ المملکت  
 الحق البین کا ذکر کرنا۔ پس جب عارف نے ان احوال کو طے کیا اور افعال کی  
 رویت سے ترقی کی تو اللہ تعالیٰ ستر کے ذریعہ سے اپنی طرف کے قصد میں اس پر نفس کا  
 دروازہ کھول دیتا ہے اور اسکی علامت یہ ہے کہ قلب بختی کے انوار سے بذریعہ  
 نفس سرور کے اور اُنس کے چراغ سے جو کشف شکوہ میں ہوتا ہے آرام پاتا ہے  
 اور نفس ارواح کے معراج احوال میں غائب ہونے اور اسرار کے ہراج روح القدس میں متفرق ہونے  
 بعد چشمن کے ادوہ کو قطع کر دینے اور علم کے متحد ہونے اور اسم کے چلے جانے کے ذریعہ سے صرف  
 حضرت شہود ہی میں رہتا ہے۔ اور یہ عارفوں کا سب سے پہلا لباس اور ارواح غفران  
 کی سب سے پہلی اسرار ہے۔ اور یہی وہ حال ہے جسکے شہود کا نور اُس کے وجود کے  
 نور کو نہیں بچھاتا اور جسکے وجود کا نور اُس کے شہود کی حقیقت پر پردہ نہیں ڈالتا۔  
 اور ستر کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف قصد کی حقیقت یہ ہے کہ علم کے حجاب  
 میں حقیقت کھلم کھلا ظاہر ہو جائے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اُس کے لئے اعتصام باہم  
 میں عنایت کا دروازہ کھول دے۔ اور اسکی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کے لئے  
 اُسکی بصیرت سے تین طرح کی آنکھیں کھول دے۔ ایک وہ آنکھ جس سے معرفت کا  
 ادراک ہو۔ دوسری وہ آنکھ جس سے انوار حقائق کا ادراک ہو۔ اور تیسری وہ آنکھ جس سے

انوار معرفت کا ادراک ہو جیسا کہ آنکھیں تین قسم کی ہوا کرتی ہیں۔ چشم بصر۔ چشم بصیرت۔  
 اور چشم روح۔ پس چشم بصر محسوسات کا ادراک کرتی۔ چشم بصیرت منویات کا ادراک  
 کرتی اور چشم روح ملکوتیات کا ادراک کرتی ہے۔ ۱۔ کے بعد اللہ تعالیٰ جلوس  
 مع السدین اُسکے لئے عین تفرید میں غرق ہو جانے کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اور اُسکے  
 پانچ ارکان میں (۱) فنا و قرب عین مشاہدہ میں۔ (۲) اضمحلال علم بحر جمع میں۔  
 (۳) استملاک فنا بجز ازل میں۔ (۴) استغراق وجود مطلق عدم میں (۵) اور استعداد  
 بقا برق ابد میں پس فنا و قرب عین مشاہدہ میں مرسلون کے لئے اسرار کا درت  
 اور خالص کرنا ہے۔ اور اضمحلال علم بحر جمع میں صدیقیوں کے لئے رویت اور ابرار  
 کے لئے مشاہدہ ہے۔ کیونکہ رویت ذات کے لئے اور مشاہدہ انوار صفات  
 کے لئے اور استملاک فنا بجز ازل میں مرسلون کے لئے حقیقت اور مقربوں کے  
 لئے حق و طریقت ہے۔ اور استغراق وجود مطلق عدم میں۔ صدیقیوں کے لئے  
 توحید کی تفرید اور ابرار کے لئے تجرید کی تحقیق ہے۔ اور استعداد بقا برق ابد میں  
 شہیدوں کے لئے نزدیکی کی زندگی اور رزق کی ہمیشگی ہے اور صالحوں کے  
 لئے نسیم روح استراحت و بیکان اور معارف جنت نیم ہے۔ پس عین مشاہدہ  
 میں فنا و قرب سے عقل ہوئی۔ اور بحر جمع میں اضمحلال علم سے روح ہوئی۔ اور بجز ازل  
 میں استملاک فنا سے سر ہوا۔ اور مطلق عدم میں استغراق وجود سے ذرا ہوا۔  
 اور برق عدم میں استعداد بقا سے ذات کامل کو جو اور تائید المقوم ہوئی۔  
 اسلئے عقل سے ایمان و روح کے درمیان خطاب قائم ہوتا ہے۔ اور برتر سے  
 حکم سمجھا جاتا ہے۔ اور ذرے حکم طور پذیر ہوتا ہے۔ اور ذات سے حرکت واقع



ہوتی ہے۔ اس سبب سے حرکت حکم کا ظاہر ہے۔ اور حکم امر کا ظاہر ہے۔ اور امر غلبہ کا ظاہر ہے۔ اور خطاب بان کا ظاہر ہے اور ایمان صفات کا ظاہر ہے۔ اور صفات ان کے ظاہر ہیں۔ بان عقل کی بصیرت استرودج کی بصیرت امر حکم کی بصیرت اور حکم حرکت کی بصیرت ہے۔ اور یہی اسکی حقیقت ہے۔ حکم عارف منتهی بر معرقت کے درجہ میں کشف ہوتا ہے اور انکا قول ہے کہ علوم تین ہیں ایک علم اللہ تعالیٰ سے ہے اور یہ امر نہیں احکام اور حدود کا علم ہے دوسرا علم اللہ تعالیٰ کے متعلق ہے اور یہ اسید ویم اور محبت و شوق کا علم ہے اور تیسرا علم اللہ تعالیٰ کا جو اور یہ اُسکے نعوت و صفات کا علم ہے۔ اور علم ظاہر طریقت کا علم ہے۔ علم باطن منزل کا علم۔ اور علم حکم شیع کا علم ہے۔ اور جس باطن کو ظاہر پر پانکرے وہ باطن ہے۔ اور انکا قول ہے کہ عقل کی چرغوشی ہے اور اسکا باطن اسرار کا چھپانا اور اسکا ظاہر سنت کا اقتدار۔ اور یہ کہتے تھے کہ جو شخص اولیا اللہ کے پیچھے پڑے گا اسکو اللہ تعالیٰ اس بلا میں مبتلا کرے گا کہ مرتے وقت اسکی زبان سے کلمہ شہادت نہ نکلے گا۔ اور ہمارے شہر کے بڑے لوگوں میں ایک شخص تھا جو فقیر و نیکو برا کہا کرتا تھا۔ وہ جب مرنے لگا تو لوگوں نے اُس سے کہا کہ لا الہ الا اللہ کہ اسنے کہا کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا۔ میں سمجھ گیا کہ کہنا سننے یہ وبال آیا۔ اسنے میں فقرا کے حضور میں حاضر ہوا اور انکو راضی و خوشنود کرتا رہا یا شک کہ وہ اُس سے راضی ہو گئے۔ اور اُسکی زبان گھل گئی۔ اور میں خدا سے جانتا ہوں کہ اسکی توبہ قبول ہو جائے اور انون نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک عورت کو نظر زد کر دیکھ رہا ہے تو اسکو منہ کیا گروہ باز نہ آیا تو کہا کہ خدا خدا اسکی بینائی جاتی رہے۔ چنانچہ وہ اُسی وقت اندھا ہو گیا مگر سات دن کے بعد اکر اسنے توبہ کی اور معافی چاہی۔ تو شیخ نے کہا کہ خداوند اسکی

بنیائی اسکو واپس دے مگر اپنے گناہوں کے لئے واپس نہ فرما۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُسکی بنیائی فوراً لوٹ آئی۔ اور اس کے بعد اس شخص کا یہ حال تھا کہ جب منوع چیز کو دیکھتا چاہتا تو اندھا ہو جاتا اور بعد میں پر اسکو دکھائی دینے لگتا تھا۔ اور انکے پاس ایک اندھے نے آکر عرض کیا کہ میں بال بچہ والا ہوں مگر کسب کرنے سے محذور ہوں۔ انہوں نے کہا کہ باغیچہ یا اسکی انگلیں روشن ہو جائیں۔ اور وہ بیس برس کے بعد مسجد سے سو نکلا ہو کر باہر نکلا۔ اور سو نکلا ہی مرا۔ یہ سنجہا میں سکونت رکھتے اور مرتے دم تک اُسی کو وطن بنا لے ہوئے تھے۔ وہیں بہت عرصہ با کثرت ہوئے اور انکی قبر دکان ظاہر و زیارت گاہ ہے۔

## (۲۷۴) شیخ حیات بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ جلیل القدر مشائخون عظیم الشان عارفون اور سربراہانِ آراء و محققون میں سے اور حیات کرامات و مقامات تھے۔ بڑی ہمت اعلیٰ بیادیت روشن کائنات اور ظاہر و عیان کشف سے ممتاز تھے حتیٰ کہ ان سے احوال قوم کی مشکلات حل ہوئیں۔ اور یہ اُن چاروں میں سے ایک ہیں جو ملک عراق میں اپنی قبروں میں سے تھرتھکا کر تے ہیں۔ اور

عہ مزہم کہتا ہے کہ صاحب جامع اصول الادویہ لکھتے ہیں کہ علی الغرضی نے کہا ہے کہ اپنے چار بزرگوں کو دیکھا کہ وہ اپنی قبروں میں زندہ لوگوں کی طرح تھرتھکتے ہیں۔ (۱) شیخ عبدالقادر (۲) شیخ سعد بن کرمی (۳) شیخ عقیل منجہ (۴) اور شیخ حیات بن قیس حرانی۔ اور شیخ عبدالجبار دیوبند نے بھی شکوہ کی فارسی شرح کی کتاب الموائیۃ و زمین اسکا ذکر کیا ہے لیکن چاروں

اہل حراں انکو واسطہ ظہیر اگر نزول باران کی دعا کرتے تھے اور وہ قبول ہوتی تھی۔ آنکے انوال میں سے یہ ہیں :- جب تک کہ آدمی کی معرفت کا نور اسکی بہرہ نگاری کے نور کو بجھانے دے وہ تمکون میں شمار نہیں ہوتا۔ وفار کی حقیقت اندرون کو غفلتوں کی نیند سے بیدار اور بہترین کا ساری کائنات سے خالی کرنا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کا خوف اپنے دل میں دیکھنا اور صدیقین کے احوال کا منکشف ہونا چاہے اسکو چاہئے کہ حلال کے سوا کچھ نہ کھائے اور سنت و فریضہ ہی پر عمل کرے اور جو لوگ دھنوں و مشاہدہ ملکوت سے محروم ہوئے وہ صرف دوسری چیزوں سے ہوئے ایک کمانے کی بُرائی اور دوسری خلق اللہ کی دل آزاری۔ رقت قلب کے لئے ذکر کرنے والوں کی ہفتیشی اعتناء کرو اور دائمی کوشش سے نور قلب حاصل کرو۔ خلوص والے مرید کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اُسکے ذکر سے نہ تھکے۔ اور اُسکے حق سے نہ کھڑے اور سنت و فریضہ کو لازم کر لے۔ اور سنت دینا کا ترک ہے اور فریضہ حق جل و علا کی صحبت زہد کو اپنی عبادت بناؤ اور اُسکو اپنا پیشہ بنانے سے حذر کرو۔ اور محبت معرفت کی شمع اور طریقت کا سرنامہ ہے جسکے ذریعہ سے لوگ نفا محبوب تک پہنچتے ہیں۔ حراں کو انہوں نے اپنا مسکن اور مرتے دم تک وطن بنایا تھا۔ یہیں شہر پانچ سو سال ہی ہجری میں حیات ابدی حاصل کی اور شہر کے باہر دفن ہوئے جہاں انکی قبر ظاہر اور لوگوں کی زیارت گاہ ہے۔

(۲۷۵) شیخ زسلان دمشقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بہت بڑے بزرگان شام۔ سرداران عافین۔ اور صد نشینان باسعین میں سے

تھے انکے اشارات بلند بہت عالی۔ انفاس صلوٰۃ۔ کرامات خارقہ اور تصرفات نافذ تھے۔ ملک شام میں مریدوں کی تربیت انکے پروردہی۔ علمادشت سچ ان کا احترام کرتے اور انکو بزرگ مانتے اور تمام سے زیارت کرنیوالے انکے پاس آتے تھے انکے بعض کلام معرفت الیہام یہ ہیں :- عارف کا مشاہدہ اسکو ”جمع“ میں ہو سکے سمجھیں، کا اور اطلاع میں ”تفرقہ“ کے ظاہر ہونے کا فائدہ دیتا ہے۔ کیونکہ عارف واصل ہوتا ہے صرف اتنی بات ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کے اسرار سب یکساں کیجاتے ہیں اس سبب وہ انکے انوار میں گزشتہ اُسکے دریاوں میں مستغرق اُسکی تنزیل میں مشغول رہتا ہے۔ اور عارف وہ ہے جسکے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایک لوح ویدی سچے جسمین موجودات کے اسرار منقوش ہیں اور وہ اسکی مدد سے حق الیقین کے انوار میں اُن سطروں کے حقائق کو انکے اطوار کے اختلافات کے ساتھ سمجھتا ہے اور انفعال کے اسرار کو بوجہتا ہے اسلئے ملک و ملکوت میں کوئی حرکت ظاہری یا باطنی ایسی نہیں ہوتی جسکو اللہ تعالیٰ اسکے رمان کی بصیرت اور ظاہر میں آنکھ

عہ جمع و تفرقہ۔ جو چیز تباری طرت نسبت کیجاوے وہ تفرقہ ہے۔ اور جبکی تم سے نفی کی جاوے وہ جمع ہے۔ اور اسکے معنی یہ ہیں کہ جو چیز بندہ کے کسب میں سے ہو یعنی لوازم عبودیت کی بجا آوری اور اعمال بشریت کے لوازم وہ تفرقہ ہیں۔ اور جو حق کی جانچ سے ہو یعنی معانی کا ایجاد اور بے لغت و احسان کا آغاز وہ جمع ہے۔ ۱۲۔ یہ واضح ہونے اور استقامت پر جم جائیگا مقام پر اور جب تک بندہ رہتا ہے یہ ہوتا ہی اسوقت تک وہ صاحب تمہیں ہے کیونکہ وہ ایک ملاح سے دو سکر کی طرت زنی کرتا اور ایک جھٹکا دھرتے کی طرت متول ہوتا ہے ہرگز جب وہ اصل و فصل ہوا تو اسکو تکمیل حاصل ہو گئی۔ کتاب التعلیفات۔ مترجم

کے سامنے کول نہ دیتا ہوا سٹے وہ اُسکو علم اور کشف کے ذریعہ سے دیکھتا ہے اور  
ایسا ہی شخص اپنے اندرون سے آفتاب کی طرح اکوان ملکوت پر چڑھ جاتا ہے ایسا جو  
سے نظر اسکی تاب نہیں لاسکتی اور ایسے شخص کی صفت یہ ہے کہ اعمال کو علم سے  
اور احوال کو شر سے مکمل کئے ہوئے ہو۔ اور ایسے لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں حاضر  
غائب اور غریب پس وہ لطائف علم کے ذریعہ سے حاضر ہے اور ثواب حقیقت کے  
اعتبار سے غائب ہے۔ اور غریب وہ ہے کہ اسکے اور واسوئی اللہ کے درمیان سبب  
منقطع ہو۔ اسلئے جو شخص اسکے نفس کے بغیر اسکے مقابل سے گادہ جل جائے گا  
اور غربت کی حقیقت در آئیں کہ اساقط ہو جانا اور رسم کا مٹ جانا ہے اللہ تعالیٰ  
نے فرمایا ہے ”اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف ہجرت کر کے  
نکلے پھر اُسکو آئے موت۔ تو اللہ کے ذمہ اسکا اجر ثابت ہو چکا“ اور اسکی علامت  
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر اسباب کو ظاہر کر دے اور اُسے حجاب دور کر دے اور اللہ  
تعالیٰ اُسکو امور کے باطن پر بذریعہ کشف و فراست کے مطلع کر دے۔ پس وہ اُنکو  
کشف کے ذریعہ سے اجالا اور فراست کے ذریعہ سے تفصیل کے ساتھ اصل وضع  
اور حقیقت رسم کے مطابق جانے اسلئے وہ اوداع سے اُنکی وضع کی حیثیت سے

عہ ستر اہل مطلع بن اُس بعید کو کہتے ہیں جو قلب میں اُسی طرح رویت کر گیا ہے  
جس طرح روح بن میں۔ اور یہی مشاہدہ کامل ہے۔ جس طرح روح محبت کا محل۔ اور قلب  
معرفت کا محل ہے۔ ۱۲۰ مترجم

عہ جو حالت کر مکان میں آنے سے کسی چیز پر عارض ہوتی ہے کہ ”دین“ کہتے ہیں۔ ۱۲۰ مترجم

سہ (پارہ ۵۔ رکوع ۱۱) سورہ نازک کی نوین آیت۔ ۱۲۰

اور اجسام سے اُنکی ترکیب کی حیثیت سے خطاب کرے اور وہ کمپیٹ اشارہ کے  
 رموز سے اشارہ کرے اور کشف عبارت کو سمجھے۔ آویزی و دندی ہر ربانی کی کجی ہے  
 اور غصہ کو غصہ ہی کی رسوائی کے مقام میں کڑا کرتا ہے۔ اور عمدہ اخلاق قدرت کے  
 وقت معاف کر دینا ذلت میں انکساری کرنی اور بغیر منت کے عطا کرنا ہے۔ اور جب  
 تم اپنے دشمن پر قابو پاؤ تو اس پر قابو پانے کے شکریہ میں اُسکو معاف کر دو۔ اور کہیں  
 وہ ہے جو معصیت کو برداشت کرے اور ابتلا کے وقت شکوہ نہ کرے۔ اور  
 عمد ترین اخلاق قدرت والے کا درگزر اور احتیاج والے کی بخشش ہے۔ اور  
 غصہ کا سبب نفس پر اُس شخص کی طہ سے جو اُس سے بالاتر ہے ایسی باتوں  
 کا ہجوم ہے جبکہ وہ ناپسند کرتا ہے۔ اور غصہ انسان کے باطن سے ظاہر کی طہ  
 آتا ہے اور غم انسان کے ظاہر سے باطن کی طرف جاتا ہے۔ اسلئے غم سے  
 دکھ درد پیدا ہوتے ہیں اور غصہ سے سطوت و انتقام ظہور میں آتے ہیں۔ شیخ  
 تقی الدین سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں سماع کی ایک مجلس میں گیا جہاں  
 شیخ سلطان بھی موجود تھے۔ قوال نے کوئی شعر گایا تو شیخ سلطان رضی اللہ عنہ  
 جہت کر کے ہوا میں چلے گئے اور وہیں اُنہوں نے کئی چکر کئے پھر آہستہ آہستہ  
 زمین کی طرف آئے۔ اور وہ اسطرح کئی مرتبہ کرتے رہے اور حاضرین دیکھتے رہے اور  
 جب وہ زمین پر آ کے ٹھہر گئے تو بغیر کے ایک درخت سے (جو اس مکان میں  
 نما اور خشک ہو گیا تھا اور کئی سال ہو کہیں پہل نہیں لگتے تھے) ٹیک لگا کر بیٹھے وہ  
 درخت سے بڑبڑا داب ہو گیا اُس میں پتے بھی نکلے اور اُس سال اُس میں پہل بھی  
 لگے۔ دمشق میں رہتے تھے اور بن رسیدہ ہو کر دہن فوت اور شہر کے باہر مدفون ہو

لوگ وہاں انکی قبر کی زیارت کرتے ہیں۔ اور جب لوگوں نے کندھون پر ان کی  
نفس اٹھائی تو بہت سی سبز چڑیاں اُکرا سبز منڈلاتی رہیں۔

(۲۷۶) شیخ ابو مدین مغرب بنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

— (۱۰۶) —

یہ سب برآوردہ بزرگان مغرب اور مرتبان صد نشین میں سے تھے۔ غایت شہر سے  
تعلیق کے عثمان بنین میں۔ ان کا نام شعیب تھا اور اسکے بیٹے مدین وہ تھے جو شیخ  
عبدالقادیر شیطانی کی جامع مسجد واقع مصر میں اس حصار کے باہر جو مصر کے مشرقی جانب سے  
متصل ہے بلکہ قریع میں مدفون ہیں اور انکی قبر پر پڑا سا گنبد ہے اور لوگ انکی قبر کی زیارت  
کیا کرتے ہیں۔ اور اسکے والد تو شہر تلمسان واقع ملک مغرب کے جہان عبدالہ میں  
مدفون ہیں۔ انکی عراستی کے قریب پہونچی تھی اور انکی قبر دمان ظاہر اور لوگوں کی زیارت  
ہے۔ انکے تلمسان آنے کا سبب یہ ہوا کہ امیر المومنین کو جب انکی خبر پہونچی تو  
اُس نے حکم دیا کہ شہر بجایہ سے لا کر اُنکو حاضر کیا جائے تاکہ اُن سے برکت حاصل  
کجائے۔ چنانچہ جب وہ تلمسان پہونچے تو کہنے لگے کہ مجھے سلطان سے کیا واسطہ  
آج شنب کو ہم باہون سے بیٹنگے۔ بعدہ وہ اُترے اور قبلہ رخ ہوئے اور اُنہوں  
نے کلمہ شہادت پڑھا اور کہا کہ ”دیکھو میں آگیا دیکھو میں آگیا اور اسے میرے رب میں  
یری طرف آنے میں جلدی کی تاکہ تو راہی ہو، بعدہ اُنہوں نے کہا ”اللہ ہی زندہ  
جاوید ہے“ اور انکی روح نفس غصہ سے پرواز کر گئی۔ شیخ ابو الحجاج انصاری کہتے  
ہیں کہ میں نے اپنے پیر شیخ عبدالزاق رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ

سندس پانچ سو اسی ہجری میں خضر علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے  
 اپنے شیخ ابو مدین کے بارہ مین پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ اس وقت میں صدیقوں کے  
 امام ہیں۔ اور انکی اس ارادت کا بید یہ ہے کہ جو بید کہ حجاب قدس میں محفوظ  
 ہے اسکی کنجی اللہ تعالیٰ نے انکو عطا فرمائی ہے۔ اس وقت ان سے بڑ بڑا سرار  
 مسلمان کا جامع کوئی نہیں ہے۔۔۔ بعدہ شیخ عبدالرزاق نے کہا کہ اور ابو مدین رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ انکے توڑے ہی دن بعد فوت ہوئے۔ اور شیخ محی الدین رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ نے فتوحات مین ذکر کیا ہے کہ میں اور بعض ابدال کوہ قاف پر پہنچے تو  
 ہمارا گزر ایک سانپ کے پاس سے ہوا جو اُس پہاڑ کو حلقہ کئے ہوئے تھا۔ میرے  
 ساتھی نے مجھ سے کہا کہ اسکو سلام کر دے یہ تمہارے سلام کا جواب دے گا۔  
 چنانچہ میں نے سلام کیا اور اُس نے جواب دیا۔ پھر اُس نے پوچھا کہ کس ملک سے آتے ہو  
 سمجھنے لگا کہ بجا ہے۔ اُس نے پوچھا کہ ابو مدین کا حال وہاں کے باشندوں کے  
 ساتھ کیا ہے۔ سمجھنے لگا کہ اپنی زندگی ہونے کا اتمام لگاتے ہیں۔ اسنے کہا کہ وہ  
 بنی آدم کی آنکھوں پر پردے ہیں واللہ میرا یہ گمان نہ تھا کہ اللہ جل اپنے جس بندہ  
 کو دوست رکھے گا اُسکو کوئی بھی بُرا سمجھے گا۔ پھر ہم نے اُس سے پوچھا کہ تجھے کسکا  
 علم کیونکر ہوا اسنے کہا کہ سبحان اللہ میں نے یہ کچھ جان لیا بھی ہے جو ان سے نادقیق ہوا  
 وہ تو ان لوگوں میں سے ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے دلی بنایا اور انکی محبت بندوں کے  
 دلوں میں اُتاری ہے انکو تو کافرا یا منافق ہی بُرا سمجھے گا انتہی میں کہتا ہوں کہ  
 بزرگوں نے انکی تعظیم و اجلال پر اجماع اور انکا ادب کیا ہے۔ یہ خوش منظر خوبصورت  
 منکسر مزاج زارہ پر ہیزگار محقق اور کریم الاخلاق تھے۔ انکے کچھ اقوال فیض اشمال



یہ بہن :- قلب کا تو صرف ایک ہی رخ ہے جب اوپر متوجہ ہو تو دوسری طرف سے  
محبوب ہو گیا۔ جمع وہ ہے جو تمہارے تفرقہ کو دور کر دے اور تمہارے اشارہ کو متاثر نہ  
اور وصول تمہارے اوصاف کا ڈوب جانا اور تمہاری نعوت کا منتشر ہو جانا ہے  
غیرت یہ ہے کہ نہ تم پیچاؤ اور نہ پیچا نے جاؤ۔ سب سے بڑا الدار وہ ہے جس کے حق کی حقیقت  
حق تعالیٰ اُس پر ظاہر کر دے۔ اور سب سے بڑا محتاج وہ ہے جس کے حق کو حق تعالیٰ اُس  
سے پوشیدہ رکھے۔ جو اُنسِ شوق سے خالی ہے اُمینِ محبت نہیں ہے۔ جو شخص  
ایسی حقیقت کے پاس جانے سے پہلے خلق کی طرف نکل کر آئے جو اس کو  
بلاے وہ دہو کے مین ہے اور جس شخص کو دیکھو کہ اللہ کے ساتھ ایسے حال کا مدعی  
ہے جس کا کوئی ثبوت اُس کے ظاہر میں نہ ہو اس سے حذر کرو۔ جب حق ظاہر ہوا تو اس کے  
ساتھ اس کا غیر باقی نہ رہا۔ جس نے عبودیت کی آنکھ سے تحقیق کی وہ اپنے افعال  
کو ریا کی آنکھ سے اپنے احوال کو دعوے کی آنکھ سے اور اپنے احوال کو افتراء  
کی آنکھ سے دیکھے گا۔ حسین ذرا سا بھی نفس باقی رہا وہ صیغہ آزادی تک نہ پہنچا۔  
وہ جو تجھے مشاہد کرتا ہے اُس کو دیکھ اور تو جو اُس کا مشاہدہ کرتا ہے اُس کو نہ دیکھ۔ قریب  
اُس کے قرب سے خوش ہے اور عاشق اُس کے عشق سے عذاب میں ہے۔ فقر تو حید  
کی نشانی اور تفریق کی دلیل ہے اور فقر کی حقیقت یہ ہے کہ اُس کے سوا کو تو نہ دیکھے  
فقر کو جب تک تم چپ چاپ ہو اُمین ایک نور ہے اور جب تم نے اُس کو ظاہر کر دیا تو  
وہ نور چلا گیا۔ جس کو دینے سے لینا زیادہ پیارا ہو وہ فقر کی خوشبو نہ سونگھے گا۔  
اخلاص یہ ہے کہ حق کے مشاہدہ میں خلق تے غائب ہو جائے جس شخص نے  
موجودات کی طرف ارادہ و شہوت کی نگاہ سے دیکھا وہ ان سے عبرت حاصل کرنے

اور نفع اُٹانے سے روک دیا گیا۔ جس نے کسی کو پہچانا اسے خدا کو نہیں پہچانا اور باعتبار علم و قدرت کے کوئی چیز حق سے جدا نہیں ہے اور نہ باعتبار ذات و صفات کے کوئی چیز اس سے علی ہوئی ہے۔ جو شخص اس کی معرفت کی صلاحیت نہیں رکھتا اس کو وہ اُسی کے اعمال کی رویت میں مشغول کرتا ہے اور جس نے اس کی سنی وہ اُسی کے ذریعہ سے پہنچا جس نے شرم کا پردہ نہ اُٹھا دیا اُس کے لئے پردے نہ اُٹھے۔ حق کو جو کوئی دیکھتا ہے وہ وہی جاتا ہے اور جو نہ مرا اُس نے حق کو نہ دیکھا۔ اور بزرگان طریقت جو ناقصوں کی صحبت سے منع کرتے ہیں اُس کے متعلق ان کا قول ہے کہ ناقص و شخص ہے جس نے اس کام کی طرف رخ کیا ہو اور طریقت کا مبتدی وہ ہے جس کو معاملات کا تجربہ نہ ہو اور جس کے قدم اس نام میں جتنے نہ ہوں گو اُس کی عمر ستر برس کی کیوں نہ ہو۔ اور لگایا ہے کہ ناقصوں سے مراد مخلوقات ہیں جو ماسویٰ الدین میں کہتا ہوں کہ ان کی صحبت جو ممنوع ہے اُس سے ایسی صحبت مراد ہے جو بغیر ارشاد و تعلیم کے ہو ورنہ ہر فقیر سے ایسے ہی لوگوں کی رہنمائی تو مطلوب ہی ہے۔ اور ان کا قول ہے کہ اخلاص وہ ہے جس کا نفس پر سمجھنا فرشتہ پر لکھا جانا شیطان پر براہ کرنا اور ہوا ہو س پر دوسری طرف پیر دینا مخفی ہو۔ اور یہ کہا کرتے ہیں کہ دیکھو طریق کو محکم کر لینے اور احوال میں تکلیف حاصل ہونے کے قبل محاکمے میں ہرگز نہ چڑنا ورنہ یہ ملک کمال کے درجوں سے محروم کر دینگے۔ اور جو فقیر کہ ہر سانس میں اپنی زیادتی و کمی کو نہ پہچانے وہ فقیر نہیں ہے۔ اور ان کا مقولہ ہے کہ فقر فقر ہے علم غنیمت ہے خوشی نجات ہے تائیدی راحت ہے۔ زہد عافیت ہے۔ اور پاک جپکنے بہر ہی حق کی فراموشی خیانت ہے۔ اور حق کے ساتھ حاضر رہنا جنت ہے۔ اس سے غائب ہونا جہنم ہے۔ اُس سے نزدیک رہنا لذت ہے۔

اس سے دور رہنا حسرت ہے۔ اُس سے مانوس ہونا حیا ہے، اور اُس سے وحشت کرنا موسیٰ ہے۔ اور انکا قول ہے کہ تو یہ صحیح کر لینے سے پہلے ارادت کی طلب غلط ہے اور یہ بھی انہیں کا قول ہے کہ جو شخص اپنے رب تک پہنچنے ہوئے سے الگ ہوا وہ الگ کر دیا جائیگا اور جس نے اپنے رب میں مشغول کو مشغول کیا اُس پر فوراً وبال آئیگا یہ ایک سال تک گھر کے اندر رہے تھے صرف جمعہ کو باہر آتے تھے کہ لوگوں نے انکے دروازہ پر جمع ہو کر ان سے درخواست کی کہ ہمارے سامنے تقریر کیجئے اور جب لوگوں نے ان کا بیچھانہ چھوڑا تو یہ باہر نکل آئے۔ اور انہوں نے دیکھا کہ ان کے گھر کے بیر کے درخت پر جو چڑے بیٹھے ہوئے تھے وہ ان کو دیکھ کر بھاگ گئے۔ تو یہ کہنے لگے کہ اگر مجھ میں تمہارے سامنے تقریر کرنے کی صلاحیت ہوتی تو پرندے مجھے نہ بھاگتے اور پھر اپنے گھر واپس چلے گئے۔ اور ایک سال اور بھی گھر کے اندر رہے۔ اسکے بعد ہر لوگ آئے اور یہ باہر نکلے تو پرندے انکو دیکھ کر نہ بھاگے۔ تب انہوں نے لوگوں کے سامنے تقریر شروع کی اور پرندے درخت سے اتر کر انکے پاس آئے اور پُرجھٹ پُرجھٹانے لگے حتیٰ کہ بہت سے پرندے مر گئے اور حاضرین میں سے ایک آدمی کی بھی روح پرواز کر گئی۔ اور انکا قول ہے کہ ہر بدل "عارف کے قبضہ میں ہوتا ہے کیونکہ بدل" کا ملک آسمان سے زمین تک ہے اور عارف کا عرش سے فرش تک اور اللہ تعالیٰ نے جو شمس کو انکا فرمانبردار بنا دیا ہے۔ ایک دن انکا گزر ایک ایسی جگہ سے ہوا جہاں شیر ایک گدھے کو کھا رہا تھا۔ نصف کھا چکا تھا اور گدھے کا مالک دور سے کھڑا دیکھ رہا تھا کہ زبیر نہیں جاسکتا تھا۔ انہوں نے گدھے کے مالک سے کہا کہ چلے آؤ۔ چنانچہ اُسے لئے ہوئے شیر کے پاس آئے۔

اور اس سے کہا کہ اسکا کان کپڑا لو اور اپنے گدھے کے بدلے اسی سے کام لیا کر دو۔  
اُس نے شیر کا کان کپڑا اُس پر سواری کی اور بجائے گدھے کے برسوں اسی سے کام لیا  
یہ ناشک کہ وہ شیر مر گیا۔ اور ایک مرتبہ عالم دیا مین ان سے پوچھا کیا کہ تمہاری توحید  
میں تمہارے ”ستر“ کی حقیقت کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میرا ”ستر“ ایسے  
اسرار سے مسرور ہے جنگو الہی دریاؤں سے مدد پہنچتی ہے اور جنگا افشا کر ناناہل پرزیبا  
نہیں ہے کیونکہ اشارہ ان کے وصف سے عاجز ہے اور خدائی غیرت نہیں چاہتی کہ وہ  
پردہ سے باہر آئیں۔ اور یہ وہ اسرار ہیں جو وجود کو احاطہ کئے ہوئے نہیں انکو معرفت  
دہی سمجھ سکتا ہے جسکا وطن مفقود ہو۔ عالم حقیقت میں اپنے سر سے موجودہ دہیات  
ابدی میں پلٹے کھاتا ہو اور وہ اپنے سر سے ملکوت کی فضائیں اڑا رہا اور حیرت کے  
سر اردن میں کھیل کر رہا ہو اور وہ اسرار و صفات سے متعلق ہو چکا اور مشاہدہ ذات  
میں اُن سے فنا ہو گیا ہو۔ بس دہین میرے ٹھہرنے کی جگہ میرا وطن میری آنکھ کی  
ٹھنڈک اور میرا مسکن ہے اور حق تعالیٰ سب سے بے نیاز ہے۔ اُس نے میرے  
وجود میں اپنی قدرت کے عجائبات ظاہر کئے۔ نگہبانی کے ساتھ میری طرف متوجہ ہے  
اور مخفی تحقیق مجھ پر کھول دی ہے۔ پس میری حیات وحدانیت سے قائم ہے اور میرے  
اشارات فردانیت کی طرف ہیں۔ اس لئے میری روح علم غیب میں راسخ ہے مجھے  
کہتی ہے کہ اے میرے مالک شعیب! ہر دن بندوں پر نیا ہے اور ہمارے پاس اس  
کے بھی زیادہ ہے

(۲۷۷) ابو محمد عبدالرحیم بن ابی قناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

﴿۱۰﴾

یہ مصر کے مشہور جلیل القدر بزرگوار اور عظیم الشان عارفون میں سے صاحب کرامات خاوند انفس صاوتہ تھے۔ مراتب قرب میں انکا رتبہ بہت بلند اور سرچشمہ وصل میں سے انکی چشمہ شیرین و دلپند تھا۔ اور یہ ان لوگوں میں سے ایک تھے جنکو اللہ تعالیٰ نے علم شریعت و حقیقت کا جامع بنایا ہے اور ستر کنون کے علم کی کنجی اور کتاب و حکمت کا گنجینہ دیا ہے۔ یہ جب موزن کو استشہاد ان کا اللہ کا اللہ کہتے سنتے تو کہا کرتے تھے کہ اُسی نے ہماری گواہی اس چیز کی دی ہے جو میں نے مشاہدہ کیا ہے۔ اور جیسے اللہ تعالیٰ پر جہوٹ باندھا اُسکا جڑا ہو۔ انکے بعض کلام معونۃ نظام یہ ہیں :- اللہ تعالیٰ کی سب صفات کی سمجھ مجھے آئی مگر سمع کی صفت کی نہ آئی۔ سارے متکلمین عرش حق کے گرد آمد و شد کرتے ہیں مگر اُس تک نہیں پہنچتے۔ قطع علائق بحر نقد کے قطع سے ہوتا ہے اور بندہ کے مقام کا ظہور ماسوی کی طرف عدم اتفات سے اور قلب کا وثوق قدر سابق کی ترتیب سے۔ تجربہ باعتبار حکم کے دونوں زمانوں کا بھول جانا باعتبار حال کے دونوں ”کون“ سے ذہول ہو جانا اور باعتبار وقت کے ”این“

عہ اہل تحقیق کے نزدیک ”کون“ و جود عالم کو کہتے ہیں اس حیثیت سے کہ وہ عالم ہے نہ اس حیثیت سے کہ وہ حق ہے ۱۲

عہ ”این“ اُس حالت کو کہتے ہیں جو کسی چیز کے مکان میں حاصل ہونے سے عارض ہوتی ہے ۱۲

سے آنکھ مینچ لیتا ہے یہاں تک کہ موجودات منقلب ہو کر ظاہر کے لئے باطن اور ساکن کے لئے متحرک ہو جائیں پس قدر کی تمکین سے حکم کے قطع پر قلب کو سکون حاصل ہوتا ہے اور شگفتہ واردات سے خوشی کا حاصل ہونا ہی اکوان کی صورتوں سے صدر کا انشراح ہے مگر اس صورت میں کہ لموین کے بعد مقام کا ثبوت اور تمکین کا رسوخ پایا جاسے اور جب ایسی حالت ہوگی تو آسمان اسکی چادر اور زمین اسکا بچھونا ہو جائیگی۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کی ہیبت قلب میں یہ ہے کہ اسکے مشاہدہ کے سبب چشم بصیرت جس میں اُس کے ماحول سے اندہی ہو جائے اسلئے زندیکھے مگر انوارِ جلال سے اور نہ سُننے مگر سواطعِ جمال سے۔ رضا باعتبار حال کے تفرقہ کی نفی کر کے مجاری اقدار کے نیچے قلب کا سکون ہے اور باعتبار جمع کے توحید کا جاننا ہے پس قدرت کو قادرِ مبین اور امر کو آمرِ مبین دیکھے گا اور احوال میں سے کسی حال میں اس سے الگ نہوگا ممکن علم کا شہود بطور کشف کے اسکی طرف احوال کا لوٹنا بطور تفرقہ کے تصرف بذریعہ قیاس کے بطور حکم کے اور امر کا کمال از دے شرع کے ہے۔ تہو کہ میں یہ فائدہ ہے کہ ذکر میں استغراق کے وقت اسرار میں صفائی رہتی ہے۔ شوقِ مبادی ذکر میں خوشی سے مستغرق ہو جانا بعدہ توسط ذکر میں شکر سے غائب ہو جانا۔ بعد کو اواخر ذکر میں صحو سے حاضر ہونا ہے اسلئے شوقِ انہیں تین حالتوں میں دائر ہے محبت کے ساتھ استغراق۔ بقیاری کے ساتھ غیبت اور نفس کے ساتھ حضور۔ پس مشتاق کا ایک تمائی وقت استغراق ہے ایک تمائی غیبت اور ایک تمائی حضور۔ اور حیات یہ ہے کہ قلب کشف کے نور سے زندہ ہے اور حق کے اُس راز کو پایا جس سے موجودات اپنے اطوار کے اختلاف کے ساتھ ظہور میں آئے ہیں۔ نقل ہے کہ ایک دن انکے حلقہ میں آسمان

کی طرف سے ایک صورت گری جسکو حاضرین نے پہچانا گیا ہے۔ اور یہ ایک ساعت تک سر جھکا کر رہے۔ بعد وہ صورت آسمان کی طرف چلی گئی۔ لوگوں نے اس کی کیفیت پوچھی تو انہوں نے کہا کہ یہ ایک فرشتہ ہے اس سے ایک بیہودہ بات سنا رہی تھی اس لئے ہم سے مفارش کرنے کو آیا تھا۔ بارے اللہ تعالیٰ نے اسکے حق میں ہماری شفاعت قبول فرمائی اور وہ اوجھلا گیا آن سے جب کوئی آدمی کسی کام میں مشغول دیتا تو یہ کہتے کہ مجھے مہلت دو کہ میں تمہاری نسبت جبریل علیہ السلام سے اجازت لینے لوں چنانچہ وہ ایک گھنٹے کی مہلت دیتا۔ اور اسکے بعد وہ جبریل کے کہنے کے مطابق اس شخص سے کہتے کہ اس کام کو کر یا نہ کر میں کہتا ہوں کہ جبریل سے انکی مراد وہ فرشتہ ہے جو انکے فضل پر نعینات تھانہ کہ انبیاء علیہم السلام کے جبریل واسطہ اعلم اور یہ جب کسی عامی سے کہتے کہ کلام کے سامنے تقریر کر تو وہ آیات و احادیث کے معانی میں اس تیزی سے تقریر کرتا کہ اگر دس ہزار لکھنے والے ہی موجود ہوں تو لکھنے سے عاجز رہتے تھے اور اسکے بعد جب وہ کہتے کہ خاموش ہو جا تو ان علوم کا ایک کلمہ ہی اُسے نہ آتا تھا۔ بعض عارفین کہا کرتے تھے کہ اگر میں شیخ عبدالرحیم کی وفات کے وقت موجود نہ ہوتا تو میں انکو دفن کرنے نہ دیتا بلکہ میں انکو روئے زمین پر رہنے دیتا تاکہ جو کوئی انکی طرف دیکھتا وہ نعمت کی باتیں بولنے لگتا۔ انہوں نے مقام قنات واقع صید مصر میں وفات پائی اور انکی قبر وہاں مشہور ہے لوگ اسکی زیارت کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ انکے پاس سے ایک کتا گزرا تو اسکی تعظیم کو کھڑے ہو گئے اور لوگوں نے اسکا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اسکی گردن میں نیلا ڈورا دیکھا جو فقر کی پوشش میں سے ہے۔ اور ایک بار ایک آدمی نے ان سے دعا کی

کی کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ تو کہا کہ فیروز دین اس طرح رہو جو طرح کبریٰوں کے ساتھ بکرا رہتا ہے یعنی باوجود اسکے کہ اُنکے مصالح سے غافل نہ رہو زبان سے کچھ نہ بولو۔

(۲۷۸) شیخ ابوالعباس احمد ملتیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ جلیل القدر و محققین بزرگان مصر میں سے تھے۔ تمام ملکوں سے لوگ انکی زیارت کو آتے اور علماء مصر انکے سامنے مودب بیٹھتے تھے۔ اور انکے والد مشرق میں حاکم تھے۔ زمانہ آئندہ کے متعلق انکے مکاشفات تعب انگیز تھے۔ جس چیز کی یہ خبر دیتے تھے وہ اسی طرح واقع ہوتی تھی جیسے یہ کہتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ میں اپنے اختیار سے باتیں نہیں کرتا۔ یہ کچھ بیانے کی آرزو میں کھڑے رہا کرتے تھے اور اگر لوگ ان کو کچھ دیتے تھے تو یہ فیروز کو خیرات کر دیتے تھے۔ انکی عمر کی نسبت کو کون میں اختلاف تھا کچھ لوگ کہتے تھے کہ یہ یونس علیہ السلام کی قوم میں سے ہیں بعض کہتے تھے کہ انہوں نے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور مصر میں انکے پیچھے نماز پڑھی ہے اور بعض کہتے تھے کہ انہوں نے شہر فاکھرا کو اسوقت دیکھا تھا جب اسکی آبادی جو پندرہ ہزار تھی۔ شیخ عبدالغفار قوسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس اختلاف کے باعث میں نے خود ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اسوقت میری عمر چار سو برس کی ہے۔ مصر والے اپنے یہاں کی عورتوں کو انکے دیکھنے اور انکی خلوت میں حاضر ہونے سے منع نہیں کرتے تھے۔ ایک فقیہ (مولوی) نے اس بنا پر انکو بڑا کہا تو انہوں نے اس سے کہا کہ اپنی خبر لو تمہاری عمر کے ساٹھ ہی دن باقی رہ گئے ہیں



تم مر جاؤ گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور جو کچھ انکو ملتا تھا وہی بہن لیتے تھے۔ اسلئے انکے  
 سر پر کبھی نو سبز ادنیٰ عمامہ ہوتا تھا اور کبھی سنید کہ کبھی جبہ دفن و توحی زیب تن رہتی اور  
 کبھی گدڑی۔ غصہ خاصہ یہ کہ ایک وضع کے پابند نہ تھے۔ اور ایک مرتبہ ایک قاضی انکے  
 انگار پر آمادہ ہوا اور اسنے انکی تکلیف کا محضر لکھا اور اسکو صندوق میں رات بھر کے لئے  
 بند کر کے رکھا تاکہ صبح کو انکو بلا کر شہر بیت کا حکم ملے گا۔ لیکن سویرے جو اسنے  
 اس محضر کوڑھوٹا تو نہ ملا حال آنکہ صندوق کی کنجی اس کے پاس تھی۔ اور شیخ اس  
 محضر کو لئے ہوئے قاضی کے پاس آئے اور اس سے کہنے لگے کہ جسے تیرے  
 صندوق سے محضر کو نکال لیا وہ تیرے دل سے ایمان کو ہی نکال گتا ہے۔ آخر قاضی  
 تائب ہوا اور ڈراپٹے ارادہ سے باز آیا۔ انہوں نے سنتہ چہ سوہجری کے زیرِ جاذبات  
 پائی اور حینِ یاس واقع مصر میں دفن ہوئے اور انکی قبر ایک مسجد میں ہے۔ لوگ  
 اسکی زیارت کرتے ہیں۔ اور لوگوں نے انکو تین بار زہر دیا کہ مر جائیں مگر اللہ تعالیٰ  
 نے انکو چنگا کر دیا۔ اور اسکی وجہ یہ تھی کہ لوگ شدت سے انکے منکر تھے۔ آن کا  
 قول تھا کہ قطب قطب اونا دا اونا دا اور اولیا اولیا رہیں ہو۔ بہن مگر اسی سے  
 کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی انکی معرفت حاصل کی انکی  
 شہریت کی وقعت اور انکے آداب کی پابندی کی۔ اور یہ کہتے تھے کہ سیدی  
 احمد بن رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت مجھے خبر ہو چکی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ  
 جب حق سبحانہ و تعالیٰ کسی بندہ کے قلب پر چھا جاتا ہے تو جو کچھ بندہ کی طرف  
 کا ہے وہ چلا جاتا ہے اور جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کا ہے وہ رہ جاتا ہے تب  
 بندہ مٹی کے برتن کی طرح جاتی رہ جاتا ہے جیسا کہ وہ ابتدا سے پیدائش میں ہوتا ہے

اُسکی خود اپنی ذات کی حیثیت سے کوئی حرکت نہیں ہوتی۔ اُسکی حرکت تو اُسی کھپڑ سے ہوتی ہے جو اسکو جنبش دیتا ہے اور اس میں نہ کوئی اختیار ہوتا ہے نہ ارادہ نہ علم اور نہ عمل۔ اور انکا قول ہے کہ جب دل نوز سے معمور ہو گیا تو جتنے پردے کہ بندہ اور اس کے بیچ میں ہیں سب اُٹھ جاتے ہیں۔

### (۲۷۹) شیخ ابوالکحاج اقصیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ جلیل القدر کبیر الشان اور مجرّد تھے۔ اور انکے بزرگ شیخ عبدالرزاق جبلی قبر اسکندریہ میں تھے شیخ ابو مدین مغربی کے معزز اصحاب میں سے تھے۔ طریقت میں ان کا کلام بلند تھا۔ اور انکا تکیہ اور انکی تربت صمدیہ مصر کے بلال حصین جسے اقصیٰ بن کہتے ہیں واقع ہے۔ انکے مناقب مشہور ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ انکے زمانہ کے ایک مشہور امیر نے انکو بڑا کہا۔ تو انہوں نے اس سے کہا کہ توفیق و ن کو بڑا کہتا ہے تو تو فلان شخص کے پاس کانائچنے والا ہے۔ چنانچہ وہ امیر اپنی بی بی ابلی دیداعتقاد کی سزا میں مرنے سے پہلے رفاض ہو گیا۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ جبکہ اس راہ کا طالب پاؤ اُسے میرے پاس لے آؤ۔ اگر وہ سچا ہوگا تو اسکو پہنچا دینے کا میرا وعدہ ہے اور اگر صاحب غفلت ہوگا تو میں اُسکو ہنگال دوں گا اور دور کر دوں گا تاکہ وہ مریدوں کو ضائع نہ کرے کیونکہ وہ شخص خوب تک نہیں پہنچتا جو اُس کے غیر کے باعث محبوب رہتا ہے۔ انکے خادم شیخ ابو زکریا یمعی کا بیان ہے کہ ابوالکحاج اقصیٰ کے مریدوں میں سے ایک شخص نے کئی مرتبہ چاہا کہ اپنے پیروکار ڈالے مگر

ناکام رہا۔ اس شخص کے عقیدہ میں یہ تھا کہ انکو ارڈالنے سے میں انکے مقام پر پہنچ  
 جاؤں گا کیونکہ وہ اپنے آپ کو اپنے پیر کے باعث محبوب پاتا تھا۔ آخر اس نے اپنے  
 پیر شیخ ابوالججاج اقصیٰ کو اسکی خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ اے میرے بیٹے! بیشیالی  
 خیال ہے جب تم اپنے پیر کو قتل کرو گے تو اللہ تعالیٰ کا غضب تیرے پر ہوگا پھر وہ تمکو اس  
 کا مقام کیونکر عطا فرمائیگا؟ میں کہتا ہوں کہ میں نے ایسا ہی واقعہ سیدی ابو جود  
 جہا رجبی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے ایک شخص کا سنا ہے کہ اس نے  
 سے ہاگ نکلے واللہ اعلم۔ اور ابوالعباس طائفی ناقل ہیں کہ ایک دن میں شیخ ابوالججاج  
 اقصیٰ کے پاس گیا تو میں نے اُنکی بیوی کے اوپر دو آنکھیں دکھیں۔ اور شیخ ابوالججاج  
 کہتے تھے کہ میں اور میرے پیر ہائی ابوالحسن صانع (زرگر) اسکندریہ میں اپنے  
 پیر و مرشد کے پاس حاضر ہوا کرتے تو مجھے اپنا مقام انکے مقام سے اعلیٰ نظر آتا اور میں  
 دعا کرتا تھا کہ خداوند انکو مجھ سے بلند تر مقام عطا فرما۔ اور میرے دو گھر پیر ہائی جی جب  
 اپنے مقام کو میرے مقام سے بلند تر پانے تو اُسی طرح دعا کرتے تھے۔ ہائیوں کا درجہ  
 ایسا ہی ہونا چاہیے جتنکے آپس میں مطلق حسد و کینہ نہ ہو۔ ایک مرتبہ ان سے پوچھا گیا  
 کہ آپکا پیر کون ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرا پیر گبر ہلا ہے۔ لوگ سمجھتے کہ یہ مذاق سے  
 کہتے ہیں۔ مگر انہوں نے کہا کہ میں مذاق نہیں کرتا۔ تب لوگوں نے کہا کہ پیر یہ کیا ہے؟  
 انہوں نے کہا کہ جاؤں کی ایک شب میں میں جاگ رہا تھا کہ میری نظر ایک گبریے  
 پر پڑی جو چراغدان پر چڑھتا چاہتا اور اسکے چلنے ہونے کے باعث پھسل جاتا مگر جی  
 نہ ہڑتا اور ہر چڑھتا شروع کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے اسکی ناکا میانی کو اس شب میں  
 شمار کیا تو سات سو مرتبہ تک پہنچی۔ مگر وہ ذرا سی جان اپنے منصوبہ سے نہ ہٹی۔ تب

میں نے اپنے دل میں کہا کہ سات سو سو تیرا اور پہی نہ ٹلا !!! اسے میں صبح کی نماز کو باہر آیا اور نماز پڑھ کر اندر گیا تو دیکھا کہ حضرت چراغدار کے اوپر چراغ کے بازو میں زونق افروز ہیں۔ پس جو کچھ میں نے سیکھا وہ اس سے سیکھا۔ اور یہ کہتے تھے کہ میں اپنی ابتدائی حالت میں لا الہ الا اللہ کا ذکر کیا کرتا اور اس سے غافل نہیں ہوتا تھا کہ ایک مرتبہ میرے نفس نے مجھے پوچھا کہ تیرا رب کون ہے۔ میں نے کہا کہ میرا رب اللہ ہے۔ اُس نے کہا کہ تیرا رب تو میرے سوا کوئی ہی نہیں ہے۔ کیونکہ حقیقت میں رب وہی ہے جسکی تم بندگی کرو اور جس کا حکم بجالاؤ۔ اور میں تم کو کمانا کھلانے کہتا ہوں تو تم مجھے کھلاتے ہو سو نے کہتا ہوں تو سونے ہو اُٹھنے کہتا ہوں تو اُٹھتے ہو۔ چلنے کہتا ہوں تو چلتے ہو سنے کہتا ہوں تو سنتے ہو کپڑے کہتا ہوں تو کپڑے ہو اسلئے تم میرے سارے حکم کو بجالاتے ہو۔ اور اس سب سے میں ہی تمہارا رب ہوں اور تم میرے بندہ ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اس میں بہت دنوں تک متفکر رہا۔ تب میرے لئے شریعت سے ایک صورت پیدا ہوئی اور اُس نے مجھ سے کہا کہ تو اس سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ذریعہ سے جنگ کر۔ اور جب وہ تجھے کہے کہ سورہ تو تو اس سے کہہ کہ کَاتُوا قُلُوبَكُمْ مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ درات کو بت ہی کہہ دیتے تھے) اور جب وہ تجھے کہانے کو کہے تو کہہ کہ کَلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا ۝ (اور کھاؤ اور پیو فضول اور خسار چنانہ نہ کیا کرو) اور جب تجھے چلنے کو کہے تو

ع ۵ دیکھو (پارہ ۲۶ - رکوع ۱۸) سورہ الذاریت کی سترہویں آیت اور مطلب مجھے کیلئے پندرہویں

آیت سے پڑھنا چاہئے تاکہ معلوم ہو کہ پرہیزگاروں کی تعریف ہے۔ ۱۲ مترجم

ع ۵ دیکھو (پارہ ۸ - رکوع ۱۰) سورہ اعراف کی اکیسویں آیت ۱۲ مترجم

وَلَا تَمْسُ فِي لَأْسٍ مَرَحًا (اور زمین میں اگر نہ چلا کر) اسکو سناوے  
 اور جب تجھے کسی چیز کے پڑنے کو کہے تو یہ آیت اسکو سناوے وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ  
 مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ (اور اپنا ہاتھ نہ تو اس کے گرد  
 کہہ دو گویا گردن میں بند ہے اور نہ بالکل اسکو پھیلا ہی دو) تب بیٹھے اپنے نفس سے کہا کہ  
 ان کا مون کی یہ حقیقت ہے ہر مجھ پر کیا الزام ہے اگر میں اس سمجھ کے ساتھ انکو گردن  
 اسنے کہا کہ تب میں تجھے پر ہیز گاروں کا خلعت پہناؤنگا عارفوں کے تاج سے سرفراز  
 گردن کا۔ صدیقین کا چٹکاتیر سے زیب کمہ کرونگا اور محققوں کا ہار زیب گلہ پور عاشقوں  
 کے بازو میں آلتا بیٹوں العابدون لَعَابِدُهُنَّ السَّامِحُونَ الزَّالِكُونَ  
 اللہ کا اشتہار تیری نسبت دوںگا۔ اور انکا قول ہے کہ شیخ سے ملنا اُسکی  
 محبت میں حجاب نہیں ہے کیونکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ و تابعین کو  
 دوست رکھتے ہیں حال آنگہ ہم نے انکو دیکھا نہیں ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ عقدا  
 کی صورت جب ظاہر ہو گئی تو اشخاص کی صورت کی احتیاج نہ رہی بکلمات اشخاص کی  
 صورت کے کہ وہ جب ظاہر ہو تو عقدا کی صورت کی احتیاج رہتی ہے اور  
 جب دونوں حاصل ہو جائیں تو وہ حقیقی کمال ہے میں کہتا ہوں کہ اس میں  
 خرقہ پہننا واللہ یعنی احمدی ترغابی بڑی قیامی و قادری طریقہ واللہ کیلئے بہت بڑی دلیل

۴ دیکھو (بارہ ۱۵۔ رکوع ۴) سورہ بنی اسرائیل کی سنیۃ سون آیت ۱۲

۵ دیکھو (بارہ ۱۵۔ رکوع ۴) سورہ بنی اسرائیل کی انتہیۃ سون آیت ۱۲ مترجم

۶ دیکھو (بارہ ۱۱۔ رکوع ۴) سورہ توبہ کی ایک سو لہ سون آیت (یہی دو لوگ ہیں جنہیں اتنی صفین ہیں انکو  
 کہنے والے عبادت گزار خدا کی حمد کیونکہ سفر کریں والے رکوع کریں والے۔ آخر آیت تک ۱۲ مترجم

ہے اور جو لوگ انکار کرنے اور کہتے ہیں کہ سب مردے ہیں بولتے نہیں انکا کچھ اعتبار  
نہیں کیونکہ پیر دی تو حقیقت میں اُنکے اقوال و احوال کی کجائی ہے جو نقل کے ذریعہ  
سے ہمارے معلوم میں فافہم۔ ابوالکجاج اقصی کے اصحاب میں سے شیخ یعیش بن  
محمود کہتے ہیں کہ ایک دن صبح کو میں قلبی سخاوی اور ایک اور شخص حضرت کی زیارت  
کو حاضر ہوئے اور ادب سے دروازہ پر کھڑے رہے کہ اتنے میں خادم باہر آیا اور  
کہنے لگا کہ یعیش قلبی اندر آئیں اور یہ حضرت جا کر غسل کریں۔ بالپاک ہیں چنانچہ  
ہم حاضر ہوئے اور میت سے ہمارے اوسان خطا ہوئے جاتے تھے۔ بچنے دیکھا  
کہ شیخ نمکیہ لگائے ہوئے ہیں۔ بعدہ شیخ نے اس جوان کی نسبت کہا کہ استغفار  
کرے اور اندر آئے۔ اسپرینے (شیخ یعیش نے) عرض کیا کہ اگر اجازت ہو  
تو کچھ اشعار سنائیں جو قادیوس نے اپنے حسب حال لکھے ہیں مگر اس وقت مجھے  
اس سبب یاد آگئے ہیں کہ وہ ہمارے اور اس جوان کے حسب حال میں شیخ نے  
کہا کہ پڑھو سینے وہ عربی اشعار پڑھے (جسکا ترجمہ یہ ہے) ۵

پڑی اسپرینے چکی نگہ نبھان ہے  
جدائی سے مجروح و بے خانمان ہے  
بہار آئے نور اُجھان اب خزان ہے  
ہے دل اسکا بیٹھا پے آنسو روان ہے  
رگ جسم اسکے لئے ریمان ہے  
سخت کے پردہ میں گویا نہان ہے  
نہ ہر سہا باقی نہ تاب و توان ہے

اُسی دلربا کے لئے دل پٹان ہے  
دقادیوس بچاؤ دل شکستہ  
رکھو دل پر حرم اگر وصل کا  
ہو میں مدقین جب سے ہے مبتلا  
محب نے میں اس کی مشکین کسی  
اُسے دن میں سوار آتے عین عش  
بجز عشق کے اس میں ہے کیا رکھا

رفیق اسکا توڑا ہی آگے گیا تھا | نہیں پانا برسوں سے گرچہ وہاں ہے  
اسکو منکر شیخ وجد کرنے گھومنے اور کہنے لگے کہ میں برسوں سے وہاں ہوں مگر  
نہیں پاتا۔

(۲۸۰) شیخ کمال الدین ابن عبد الظاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیخ ابو الجحاج اقصری رضی اللہ عنہ جب قوص میں تھے تو یہ انکے ہمراہ تھے  
اور ابتدائے حال میں مجرّد تھے۔ بعد ازیں کپڑے پہنتے اور زراعت وغیرہ کے کام  
کرنے لگے۔ اسکے بعد یہ شیخ ابراہیم بن معصنا وجعبری کی صحبت میں رہے جو فاہرہ  
کے باب النصر میں مدفون ہیں۔ بعد اُنہوں نے اجمیم میں اقامت اختیار کی  
اور وہیں عمدہ و لطیف حال میں نعمتوں سے مالا مال اور لوگوں سے غنی و بے نیاز  
ہو کر قفس کی۔

(۲۸۱) شیخ قطب الدین قسطلانی رضی اللہ عنہ

قاہرہ میں تھے اور علم ظاہر و علم باطن دونوں کا درس دیتے  
اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے اور طریقہ سہروردیہ کا خرقہ  
پہنا تے تھے۔

## (۲۸۲) شیخ ابو عبد اللہ قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ جلیل القدر اور فقیر دن کی نہایت تعظیم کرنیوالے تھے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہیں۔ اور کہا کرتے تھے کہ بیٹے کہی کسی شخص کو نہ دیکھا کہ اسے فقیر دن کا انکار کیا اور ان پر بگمائی کی ہو اور بدترین حالت میں نہ مرا ہو۔ اور انکا قول ہے کہ فقیر دن کو حقیر جاننا زائل کے ارتکاب کا سبب ہے۔ اور شیخ شخص اللہ تعالیٰ کے کسی عارف یا اس کے کسی دل سے دلشک ہو اُس کے قلب پر چوٹ پڑی اور جب تک اُس کا اعتقاد فاسد نہ ہو جائیگا نہ مرے گا۔ اور یہ اکثر خضر علیہ السلام سے ملا کرنے اور اکثر گھبروں کی دیا پکایا کرتے تھے۔ لوگوں نے اسکا سبب پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ ایک رات کو خضر علیہ السلام میری ملاقات کو آئے اور انہوں نے مجھے کہا کہ میرے لئے گھبروں کا شور بابتنا وجہ سے میں اسکو خضر علیہ السلام کی محبت کے سبب دوست رکھتا ہوں۔ اور یہ اپنے مریدوں سے عہد لیتے تھے کہ اپنے گھروں میں ایک ہی کھانا پکوا یا کرین تاکہ ایک کو دوسرے پر امتیاز نہ حاصل ہو۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ اُنکے اصحاب میں سے ایک نے اپنی بیوی سے کہا کہ کس چیز کو تیرا جی چاہتا ہے؟ بتانا کہ وہی خریدی اور پکائی جائے۔ بیوی نے کہا کہ تم اپنی بیٹی سے پوچھو۔ چنانچہ انہوں نے بیٹی سے پوچھا کہ تیرا کس چیز کو جی چاہتا ہے؟ سنے کہا کہ جس چیز کو میرا جی چاہتا ہو اسکو آپ پورا نہیں کر سکتے انہوں نے کہا کہ نہیں میں اسکو پورا نہیں کر سکتا ہوں گودہزار دینار کی کیون نہواؤں کہہ کہ تو ضرور اسکو مجھے بیان کر۔ اُس نے کہا کہ



آپ مجھے قرشی سے بیاہ دیجئے۔ اور شیخ قرشی رضی اللہ عنہ ایسے اندھے اور مجذوم  
تھے کہ عورتیں ایسے آدمی سے بیاہ کرنے پر رضی نہیں ہو سکتی تھیں۔ اُس شخص کا بیان  
ہے کہ آخرین قرشی کے پاس آیا اور اُن سے سینے بھر ایمان کیا۔ حضرت نے قاضی کو  
بلانے کا حکم دیا۔ چنانچہ قاضی نے اگر نکاح باندھا۔ اور وہ عورت بناؤ سنگار کر کے  
حضرت کے پاس حاضر کی گئی۔ جب عورتیں چلی گئیں تو حضرت عثمانؓ گئے اور وہاں  
سے نکلے تو اچھے خاصے خوش رو جوان بے لڑیں و بدوت عمدہ لباس پہنے ہوئے تھے  
اور اُنکے بدن سے بہت اچھی خوشبو آ رہی تھی۔ اُس عورت نے شرکار پائے نہ دیکھا  
یا۔ حذیث نے کہا کہ تم پر وہ نہ کر دین وہی قرشی ہوں۔ عورت نے کہا کہ تم قرشی نہیں ہو۔  
تب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی۔ تو عورت نے پوچھا کہ یہ کیسے ہے؟  
قرشی نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ اسی شکل و صورت میں رہوں گا اور تمہارے ہوا  
دوسروں کے ساتھ پہلی حالت میں لیکن جتنا کہ میں نہ مردن کسی سے اسکو نہ کہنا۔  
اسنے کہا کہ اچھا۔ مگر میں تمہاری اُسی حالت کو بہتر سمجھتی ہوں جس میں تم لوگوں کے  
درمیان رہتے ہو یعنی جذام برص اور اندھے پن کی۔ اسکو شکر شیخ نے کہا کہ خدا  
تکو جزا سے خیر دے۔ چنانچہ وہ برابر اسی حالت میں انکے ساتھ رہی۔ اور یہ اپنے  
کپڑوں اور پاؤں کے نیچے کوئی چیز رکھ دیا کرتے تھے جس میں ریم جمع ہوتی رہتی تھی اور  
انکی یہ بیوی حمام سے نکل کر آئیں اور بجائے بانی کے اُسی ریم کو پی جاتی تھیں۔  
جب شیخ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تب انکی بیوی نے انکے حالات کو لوگوں سے  
بیان کئے۔ اور فقیروں میں انکی دیسی ہی عزت و حرمت تھی جیسی شیخ قرشی کی انکی  
حیات میں۔ انکا قول ہے کہ ہندگی اور اُسکے آداب کو کہیں ہاتھ سے نہ دو اور اُس

سے اُس تک پہنچنا نہ چاہو کیونکہ جب وہ ٹکوا اپنے لئے چاہے گا تو خود ہی اپنے تک پہنچا دے گا اور کونسا عمل خالص ہے جس سے پہنچنا چاہو گے؟ اور یہ کہتے تھے کہ بشریت اسکو قبول ہی نہیں کرتی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو البتہ سختیوں کی نہیں کہتا لوگوں نے اسکی تفصیل پوچھی تو انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ حج کے راستہ میں مجھے پیاس لگی مینے اپنے خادم سے کہا کہ دریا سے خور سے میرے لئے پانی بہرا وہ جو پانی بہر کر لایا تو میٹا تھا۔ اور جب ضرورت نہ رہی اور مینے پانی بہرا تو وہی کماری تھا۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ ابتلا صرف بڑے مردانِ خدا میں ہوا کرتا ہے۔ قرشی کے حالات بہت ہیں اور مشہور ہیں۔

### (۲۸۳) شیخ محمد بن ابی جبرہ رضی اللہ عنہ ورحمہ

یہ اور ہیں اور عبداللہ بن ابی جبرہ اور تھے۔ یہ بڑی شان والے ظاہر میں تنگ حال باطن میں مالا مال تھے۔ ان پر جلال کی صفت غالب تھی۔ شیخ کی بڑی عظمت اور اسکے شراعیہ و شعائر کی پابندی کرنے والے تھے۔ انکے اس دعوے کا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت بیداری میں ہوا کرتی ہے لوگوں نے انکار کیا اور اسکے لئے مجلس منعقد کی اسلئے یہ گھر میں رہنے لگے اور صرف نماز جمعہ کے لئے باہر آتے تھے۔ اور انکے منکرین بدترین حال میں مرے اور انکی کرامت سے واقف ہوے۔ یہ قرائنِ معرین مدنون ہیں جہاں انکی نظر ظاہر ہے اور لوگ انکی زیارت کرتے ہیں انکے اقوال فوائدِ شتمال یہ ہیں ہمہ نامی حالت کو صرف وہی سمجھ سکتا جو حسین وہی روشنی ہو جو ہم میں سے جب علماء و اولیاء رسولوں کے وارث ٹھہرے تو

فترتوں کا وجود ناگزیر ہے جو دو عالموں اور دو دلیوں کے زمانوں کے بیچ میں واقع ہوا کریں۔ اسلئے جب اللہ کی طرف بلانے والے کا طریقہ صحت جانیکا تو ایک زمانہ کے بعد وہ شخص آہنگا جو اسکی تجدید کرے گا اور جیسا کہ انبیاء کے بیچ کے زمانوں میں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کی پرستش مروج ہو جایا کرتی تھی اسی طرح اولیاء کے درمیانی زمانوں میں ہو ا دہوس و بدعات کی پرستش افعال کی اقوال سے بند میان وغیرہ جنکو روشن ضمیر لوگ مشاہدہ کرتے ہیں شائع ہوجاتی ہیں جو لوگ کاموجو دکلا اللہ (اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں ہے) کہتے ہیں انکے مار ڈالنے کی قدرت اگر مجھے ہوتی تو میں انکو مار ڈالتا۔ ایسے لوگ بول و غلط کی نسبت اور اپنے آپسے پنج دالم کے دور کرنے میں عاجز رہنے کے بارہ میں کیا کہتے ہیں؟ اور معبود کی مشاطہ تو یہ ہے کہ قادر ہو۔ پھر وہ کس منہ سے کہتا ہے کہ میں عین حق ہوں۔ یہ تو بدترین گمراہی ہے۔ اور فقیہ (مولوی) اگر اپنی قرأت میں غور و فکر کرے تو قرآن کے انوار سے ضرور جل جاے اور دیوانہ ہو کر نکلے بھاگے اور کمانا پینا سونا وغیرہ چھوڑ دے۔ یہ مثلاً نیشکر کے گتھوں کو دیکھ کر کہہ دیتے تھے کہ اس سے اسقدر شیرہ اور اسقدر شکر بھگی چنانچہ وہ چیز اسیقدر نکلتی تھی نہ کم اور نہ زیادہ۔ سلطان جب انکی زیارت کو آیا تو اُسنے ان سے اجازت طلب کی کہ میں آپکے لئے ایک مسافرخانہ تعمیر کرانا چاہتا ہوں۔ اسیر انہوں نے سلطان کا ہاتھ پکڑا اور اسکو ابن طویون کی جامع مسجد میں لا کر کہا کہ یہ ساری مسجد میرے لئے ہے اسکے جس مقام میں چاہوں گا بیٹھوں گا۔ یہ سنکر سلطان چُپ ہو گیا۔ اور انکا قول ہے کہ فقیر کو نہیں چاہئے کہ جب اسکی امانت حاصل ہو جائے

تو اُس کے ساتھ ہم بستر ہو کر صبح و صبح کیلئے یعنی اُسکی یا اپنی بارسائی کی حفاظت کے  
 لئے اور محض نفسانی خواہش سے اُسکے ہم بستر ہونا روا نہیں ہے کیونکہ یہ فقیہین نقصان  
 ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ دیکھو خبردار! ایسی بات میں لوگوں کو انکار نہ کرو جس میں  
 تاویل کی گنجائش ہو۔ کیونکہ میں نے ایک مولوی کو دیکھا کہ اس نے ایک فقیر کے مقابلہ  
 میں خدا کے دیہان والوں کے خیال کی تاثیر کا انکار کیا اس پر اُس فقیر نے  
 خیال میں اُس مولوی کے لئے ایک دروازہ نکالا اور مولوی کو اُسکے ایک مقام میں  
 بٹھایا اور ایک ہاتھی آیا جس نے اپنی سونڈ میں اُسکو لپیٹا اور زمین پر دے مارا جس سے  
 وہ مر گیا۔ صبح ہو کر فقیر کو یہی واقعہ پیش آیا اور وہ دن کے آخر وقت دفن ہوا۔  
 انکابیان ہے کہ ایک دن میں گہیوں کی ایک کھلیان کے پاس سے گزرا تو دیکھا  
 کہ ایک بچہ بالین چن چن کر اپنی زنبیل میں رکھ رہا ہے میں نے اُس سے کہا کہ بیٹے!  
 لوگوں کی کمیتی کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ اُس نے کہا کہ تجھ کو یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ یہ لوگوں کی  
 کمیتی ہے؟ دوسرے تو میرے باپ دادے کی کمیتی ہے۔ میں اسکی بات سے فقروں  
 میں شہر مندہ ہوا اور اُس سے کہا کہ میرے بیٹے! خدا تجھے جزاے خیر دے جنت  
 میںے خلافت ادب کیا تو نے مجھے ادب دیا۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ اکثر تین آدمی  
 درست نہیں ہوتے۔ پیر کا بیٹا اُسکی بیوی اور اُسکا خادم۔ بیٹا تو اس سبب سے کہ وہ نگہین  
 کو ملتے ہی دیکھتا ہے کہ مرید اُس کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے کندھوں پر اُٹھائے پرتے  
 اُسکو تبرک سمجھتے اور جبکہ وہ چاہتا ہے اس میں اسکا حکم بجالانے میں اسلئے اُس کے  
 نفس میں کج آجاتا ہے اور رُحبت ریاست اسکی گھٹی میں پڑی ہوئی ہوتی ہے اور نتیجہ  
 یہ ہوتا ہے کہ دل کو تار یک کرنے والے صفات اس میں ہر جاتے ہیں جسکی وجہ سے کسی

ناصح کی نصیحت اس میں اثر نہیں کرتی اور بڑے بڑے لوگوں کے مقابل میں دلیری کر دیتا اور انکو اپنا بزرگ نہیں سمجھتا۔ اور اگر صلاحیت والا ہو تو اپنے والد پر فوقیت لیجا۔ سے اور ہر ایک شخص سے بڑا کر اپنے والد سے فائدہ حاصل کرے۔ اور جو ہی اس سبب سے کہ شیخ کو خوش ہوں کیلئے سب دیکھتی ولایت کی حیثیت سے نہیں دیکھتی اور اسلئے سمجھتی ہے کہ وہ نفسانی خواہش میں میرا محتاج ہے۔ مان اگر اللہ تعالیٰ اسکو بزرگ و بزرگ عطا فرمائے اور وہ شیخ کو ولایت کے اعتبار سے دیکھے تو ہر شخص پہلا اسکو فائدہ پہونچے کیونکہ وہ تو رات دن اس کے ساتھ رہنے والی ٹھہری۔ اب رہنماد سودہ اس میں مارا پڑتا ہے کہ شیخ کو بار بار دیکھتا اور اس کے بشری احوال یعنی کمانے پینے اور سونے سے برابر مطلع ہوتا رہتا ہے۔ اسی لئے لوگوں نے کہا ہے کہ شیخ کے لئے سرزاد نہیں ہے کہ مرید کے ساتھ کہاے اور نہ اس کے ساتھ بیٹھے مگر ضرورت کے وقت کیونکہ مریدوں کے لئے اندیشہ ہے کہ پیر کی حرمت اُنکے قلب سے جاتی رہے اور انکا دل پیر کی برکت سے محروم ہو جائے اور صحبت کی برکت سے بے بہرہ رہے۔ البتہ خدا و شیخ کو تعظیم کی نگاہ سے دیکھے تو اسکو ویسا ہی نفع ہی ہو پئے اور اور دن سے زیادہ فائدہ میں رہے۔

(۲۸۴) شیخ عبدالغفار قوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کتاب التوحید فی علم التوحید کے مصنف۔ شریعت و حقیقت کے جامع بڑے امیر المؤمنین و منی عن التکر کرنے والے اور خدا کی طاعت میں جان بیچنے والے تھے۔ بیان کیا جاتا

ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کے ساتھ کہہ دیا اور اپنے بیٹے سے کہا کہ بھول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند دیتے تھے۔ بیٹے نے کہا کہ یہ تو گندی چیز ہے  
 بس انہوں نے تلوار کھینچ کر اپنے بیٹے کی گردن اڑا دی اور صاحب شریعت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی محبت کو اپنے لعنت دل کی محبت پر مقدم کر کہا۔ انکے کلام شریعت نظام  
 میں سے ایک یہ نظم ہے (جس کا ترجمہ درج ذیل ہے) ۵

دل کی یہ حالت کہ ہر دم بیت راز رنج و غم سے رات ایسی بڑھ گئی کیونکہ نور پر ہیہ زنگاری چل بسی ساختہ میرے نوحہ گر۔ نوحہ کرین ست مبنیا دین عمارت منہدم حد بھولی! قائم نہیں اس کے حدود ہو گیا ویسا ہی جیسا تھا غریب یا سب اغیار ہو کر چسپدے	توڑتین آنکھیں نہیں آنسو کا تار ہے گمان اب دن نو کا زینہ راز ہے غفل اسکی بنائیں آشکار دیکھ اُپرے دین کے شہر و دیار ہے نہ محلوں کی وہ شوکت نے وقار بال محسوس باقی نہیں کوئی شمار کوئی بھی اسکا نہیں ہے انگسار توڑ ڈالے اگلے کُل قول و سرار
---	---

انہوں نے سنا کہ جب سو ستر ہجری کے کچھ دنوں بعد وفات پائی یہ کہا کرتے تھے کہ  
 اہل اللہ تعالیٰ کے منکر دن کا کام ویسا ہی ہے جیسا پہاڑ پر ناقوس کا شور و غل  
 پس جیسا کہ سنگھ کا پہنکنا پہاڑ کو اسکی جگہ سے ہٹا نہیں سکتا اسی طرح لوگوں کی  
 باتوں سے اہل اللہ ستر نزل نہیں ہوتے اور یہ کہتے تھے کہ سماع ہی تو ایک چیز ایسی  
 ہے جو کامل کے لئے باقی رہ گئی ہے۔ پس اگر وہ کامل تر ہو جائے تو جنبش  
 نہ کرے اور تہرہ وردی۔ فرشتی اور انکے جیسے لوگوں نے سماع سنا ہے۔ اور یہ

یہ کہتے ہیں کہ جب ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کی خلیفہ سے لوگوں نے شکایت کی اور یہ دعویٰ کیا کہ یہ زندیق ہیں۔ تو خلیفہ نے ان سے پوچھا کہ لوگ تم کو کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے خبر نہیں کہ کیا کہتے ہیں۔ خلیفہ نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ تم بھی اسی طرح کی باتیں کرتے ہو جس طرح کی حسین علاج نے کی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ میں اس کو صرف سماع کے وقت سمجھتا ہوں۔ آپ کسی نوال کو بلوا کر کچھ نہ بڑھنے کا حکم دین تو میں آجکد کھلا دوں۔ چنانچہ ان کے سامنے شعر پڑھ رہے گئے اور ذوالنون پھول کر ہاتھی جیسے ہو گئے اور ان کے ہر ہونٹے سے خون پھینکنے لگا۔ یہ ماجرا دیکھ کر خلیفہ نے کہا کہ یہ کرشمہ باطل کا نہیں ہے۔ پھر ان کی تعظیم و تکریم کی اور اعزاز کے ساتھ ان کو مصر واپس بھیج دیا۔ اور اس زمانہ میں وہ احمیم میں رہا کرتے تھے۔ اور

**نقل ہے کہ مہل بن عبد اللہ تہسری رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ ہر بندہ پر ہر سانس میں تو یہ فرض ہے۔** اس پر ان کے شہر والوں نے انکا انکار کیا اور انکو کافرت قرار دیا۔ آخر وہ تہسری سے بصرہ چلے آئے اور وہیں فوت ہو گئے۔ علم و اجتہاد و علوشان بر تو مہل کا یہ حال ہوا۔ اور علی بن ابی الوگون نے جبید رضی اللہ عنہ کے خلافت میں کئی مرتبہ کافر ہونے کی گواہی دی آخر کافقہ کو انہوں نے اپنا پردہ بنایا اور اس علم و معرفت پر بھی چیخے رہے۔ یہ نہایت ہی عجیب و غریب واقعات ہیں۔ اور اس کتاب کے مقدمہ میں انہیں سے بہت بیان کر دئے گئے ہیں۔ واللہ اعلم

(۲۸۵) شیخ ابوالحسن بن صالح سکندری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدی شیخ عبد الرحیم قنادی کے بزرگترین اصحاب میں سے تھے۔ یہ ان کے

اصحاب کے پاس آئے اور ان سے پوچھتے تھے کیا تم میں کوئی شخص ایسا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ عالم میں کوئی نئی بات کرنے والا ہو تو اُسکے وقوع میں آنے سے پہلے اُسکو آگاہ فرادے۔ وہ لوگ کہتے کہ نہیں۔ اس پر یہ کہتے کہ ان دلوں پر وہ جو اللہ عزوجل سے حجاب میں ہیں۔ ایک مرتبہ یہ ایک خزانہ میں اترے تو ان کو اس میں سات ارب سو ملا مگر انہوں نے اس سے سات ہی دینار لئے اور کہا کہ اس سے زیادہ لینے کی مجھے اجازت نہیں ہے۔ انکا قول ہے کہ فیروزانہ کی خانقاہ کے شیخ کو نہیں چاہئے کہ نوجوان بے ریش و بدوت کو ایسے وقت میں اپنے بھان ٹھیرنے دے جبکہ انکے ٹھیرنے سے بعض فیروزانہ کے بگڑنے کا اندیشہ ہو خصوصاً خوش رو نوجوانوں کو۔ البتہ ایسی صورت میں جائز ہو سکتا ہے کہ وہ نوجوان فساد کی راہوں سے بے بس راہوں پر اپنے رب کے عبادت کی طرف ایسا متوجہ ہو کہ لہو لوب کے لئے اسکو وقت نہ ملے اور یہ بھی اس شر ط پر کہ شیخ اپنی ذات سے اسکی خدمت کے کام کا نگران رہے فیروزانہ کے نقیب پر نہ چڑھ سکے مگر ایسی حالت میں کہ نقیب خود اپنی ذات سے ایسا صاحب تکلیف ہو کہ فساد اسکے پاس نہ پھلے۔ اور انکا قول ہے کہ چنان آؤں کو نہ چاہئے کہ مردوں کے ساتھ حلقہ کے وسط میں بیٹھے اسکو حلقہ کے پیچھے ہی بیٹھنا چاہئے اور لوگوں کے مواجہہ میں نہ رہنا چاہئے۔ اور جب تک اسکی ڈاڑھی نہ نکلے کسی فقیر سے مخالفت

ع بالکسر فتح وال و تشدید با۔ مصر میں ایک بڑا بیانا ہوتا ہے جس میں جوہیں صاع یعنی اسی روپیہ کے سیر ساٹھ سیر جس کا قیمت ڈیڑھ من ہوتا ہے اتنا ہے ۱۱ مترجم از منتہی الارباب وغیرہ





طلب ہوگی امید ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے نہ ہٹے اور جب کا مشغل مطلوب ہوگا  
 امید ہے کہ وہ ٹھیرا نہ رہے پس طلب ظاہر کا مشغل ہے اور مطلوب باطن کا مشغل  
 اور ظاہر درست نہیں ہوتا مگر باطن سے اور ظاہر سلامت نہیں رہتا مگر باطن ہی  
 سے۔ جو اپنے آپ کو نصیحت نہ کرے وہ ملک کیا نصیحت کرے گا اور جس نے  
 اپنے آپ سے خیانت کی اس کی خیانت سے بے لگے نہ رہو۔ جبکو دیکو کہ تمہاری طاعت  
 اس سبب سے میلان رکھتا ہے کہ اُسکو تم سے نفع حاصل ہوتا ہے اسکو متوہم سمجھو۔ جو ملک  
 دنیا یاد دلاے اور تمہارے سامنے اس کی تعریف کرے اُس سے بھاگو۔ اور جو شخص  
 اپنے مولیٰ سے تمہاری غفلت کا سبب ہو اس سے مُنہ پیر لو اور ایسے مشغول کر دو  
 خطرات کے مادہ کو روکنا اپنے اوپر لازم کر لو جس سے دنیا کی محبت پیدا ہوتی ہے اور  
 جب اُس مادہ سے کوئی خطرہ خیال پیدا ہو تو اُس سے مُنہ پیر لو اور بچا سے  
 اسکے اندر جو حل کے ذکر میں مشغول ہو جاؤ۔ خطرات کو دل میں جگہ دینے سے  
 حذر کرو ورنہ خطرات سے میلان پیدا ہوگا اور بسا اوقات تم میلان سے غفلت  
 کرو گے تو اُس سے ارادہ پیدا ہوگا اور اکثر ارادہ کے قوی ہو جانے سے ہوا دہوس  
 غالب ہو جائیگی اور جب ہوا دہوس غالب ہوگی تو دل کمزور ہو جائے گا اور اسکا  
 نور چلا جائیگا اور بسا اوقات بالکل تلف ہو جائے گا اور عقل اُس سے کنارہ ہو جائیگی  
 اور اسپر گو یا پردہ پڑ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ میں مشغول رہنے کے باعث سب چیزوں  
 سے غافل ہو جانے کو اپنے اوپر لازم کر لو اور اگر ایسی غفلت تمہارے بس کی ہو تو  
 اللہ تعالیٰ میں مشغول رہنے کو لازم کر لو اور اگر اس میں مشغول رہنے سے بھی عاجز ہو تو  
 اللہ تعالیٰ کی طاعت میں مشغول رہو اور میں نہیں سمجھتا کہ اسکی طاعت میں مشغول

نہ رہنے کا ٹکڑا کوئی غدر رہو سکے کیونکہ یہ ترقی کا پہلا ہی درجہ ہے۔ دل کی ہرستی توحید  
 و خلوص میں ہے اور اسکا لگا کر شرک و ریاضین اور خلوص توحید کی نشانی ایسے  
 ایک کا شہود ہے جسکے ساتھ کوئی دوسرا نہ ہو اور اسکے ہمراہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے  
 امید و بیم نہ ہو۔ اور خلوص کل سے مجبور ہو جانا اور جو ذات ظاہر ہو اسکا مٹا دینا اور جو صفت  
 باطنی ہو اسکا گم کر دینا ہے۔ پس جب تم اپنے قلب کا میلان خلق کی طرف دیکھو  
 تو اپنے قلب سے شرک کو نکالو اور جب تم اپنے قلب کا میلان دنیا کی طرف دیکھو  
 تو اپنے دل سے شک کو دور کرو۔ اپنی رعیت کے ساتھ نیکی کرنے کو اپنے اوپر  
 لازم کر لو اور رعیت کی دو قسمیں ہیں عام و خاص۔ عام میں تو لونڈی غلام اور بال بچے  
 داخل ہیں اور انکے سوا خاص ہیں اسلئے تم کو اپنی روح بعدہ اپنے سر بعدہ اپنے  
 قلب بعدہ اپنی عقل بعدہ اپنے جسم اور بعدہ اپنے نفس کا برابر خیال رکھنا لازمی  
 ہے۔ پس روح تم سے اسکی طرف کے شوق اور بغیر دم لئے ہوئے تیزی کے  
 ساتھ چلنے کا مطالبہ کرے گی۔ ستر یہ چاہے گا کہ تم اپنے راز کو چھپاؤ قلب کا تقاضا  
 یہ ہوگا کہ اسکے ذکر و مراقبہ میں رہو اور ذکر میں اپنے آپ اور اُسکے اسوا کو بھول جاؤ۔  
 عقل اُسکے آگے گردن جھکا دینے اُسکی موافقت کرنے اور اسکا مطالبہ کر لگی  
 کہ اپنے نفس اور اپنے سوا کو چھوڑ کر اپنے مولیٰ کے ساتھ رہو۔ جسم تم سے اسکی خدمت  
 اور اطاعت میں خلوص کا تقاضا کرے گا۔ اور نفس تم سے یہ چاہے گا کہ جتنی چیزیں  
 کی طرف وہ اہل ہوا ہے اسکو باز رکھو اور روکو اور اُسکو جس و قید میں رکھو اور نہ تم اُسکے  
 ساتھ رہو اور اُسکو اپنے ساتھ رکھو۔ اور کہا کرتے تھے کہ دیکھو خبردار! اپنے مولیٰ  
 سے اور اُس چیز سے جسکا بندہ تم کو تھارے مولیٰ نے بنا دیا ہے غفلت نہ کرو

اور اس چیز میں مشغول نہ ہو جبکہ بندہ مکومتاری عبادت نے بنا دیا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ اپنے نفس کی جب تمہی خبر نہ لو گے تو تمہارا غیر تو بطریق اولیٰ اُسے ضائع کر دے گا۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ میں اپنی تقصیر سے ہر عبادت میں اپنی سانس کے شمار سے خدا تعالیٰ کی آمرزش چاہتا ہوں۔ اور انکا قول ہے کہ اگر میں صدق و اخلاص کے ساتھ ابتدا و خلقت کے انتہاء خلقت تک دم بہر ہی رُکے بغیر اللہ عزوجل سے استغفار کروں تب بھی میرا استغفار اُس ایک دم کی برابری نہیں کر سکتا۔

جب میں اللہ عزوجل سے غافل ہوا ہر ایسی صورت میں کیا ہونا ہے جیکہ میری سانسین بہت ہیں اور میرا استغفار صدق و اخلاص سے خالی ہے۔ اسلئے میرا نقص عیان اور میری تقصیر نمایان ہے اور جب میری سانسین گناہ ہوں اور میرا استغفار بھی غیر قنایہ درجہ تک استغفار کا محتاج ہو تو میرا حال کیا ہو گا اللہ ہی بخشدے تو ہو سکتا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ سارے عمدہ اخلاق قلوب سے پیدا ہوتے ہیں اور سارے بُرے اخلاق نفوس سے پیدا ہوتے ہیں اسلئے جو شخص طلب میں سچا ہوا سکو چاہئے کہ اپنے نفس کی ریاضت اور اپنے قلب کی طہارت کے آغاز کرے یہاں تک کہ اُسکے اخلاق بدل جائیں پس شک تصدیق سے بدل جائے

شرک توحید سے۔ منازعت تسلیم سے۔ غصہ و اعترض رضا و تقویٰ سے غفلت مراقبہ سے تفرقہ جمعیت سے۔ سختی نرمی و مہربانی سے عیب بینی چشم پوشی و نیک بینی سے سنگدلی محبت سے کینہ و عدوت نصیحت و خیر خواہی سے۔ اور فخر و ناز و اذ و تحویل کے خوف سے اور وہ یہ سمجھے کہ میں نے کسی ساعت میں ہی اللہ تعالیٰ کا حق پورا پورا ادا نہ کیا اور نہ اس توفیق کا شک کیا جو اس نے نیک کام کرنے کی عطا فرمائی اور اسوقت اُسکی بندگی درست اُسکی

توحید بے خلش اور اسکی زندگی بے غل و غش ہوگی اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ  
 ویسی زندگی بسر کرے گا جیسی بہشت والے بہشت میں بسر کریں گے۔ اور یہی نبیوں  
 صلیقون و علیون نیکو کاروں اور باعمل عالموں کے اخلاق ہیں۔ اور انکا قول  
 ہے کہ اولیاء اللہ جس وجہ تک پہنچے ہیں اُس تک کثرتِ اعمال سے نہیں  
 پہنچے ہیں وہ تو صرف ادب ہی سے پہنچے ہیں۔ اور انکا قول ہے کہ جب تک  
 نفس اپنے اخلاق و صفات کے ساتھ باقی رہتا ہے اسوقت تک بندہ کے کل  
 حرکات اُسکے حظرات کے پیرو ہوتے ہیں اور خطرات و دہوتے ہیں ایک تو خلق  
 کیلئے اور یہ شرک ہے اور دوسرے نفس کی راحت کے لئے اور یہ ہوا ہوس ہے  
 اور شرک توحید کو خالص نہیں ہونے دیتا اور ہوا ہوس عبودیت کو صاف ہونے  
 نہیں دیتی۔ اور سالک جب تک کہ اُس دشمن کو کمزور کرنے میں مشغول نہ ہوگا جو اسکے  
 پہلوؤں کے پیچ میں ہے اسوقت تک اسکا ایک قدم بھی درست نہ پڑے گا۔  
 گو اُسکے اعمال اسقدر ہوں کہ آسمان و زمین میں بہر جائیں اور پورا مرد وہی ہے  
 جو باہر سے بیمار یوں کا علاج کرے اور اُنکی جڑوں کو اندر سے اُگھاڑنا شروع کرے  
 تاکہ اسکا وقت صاف ہو اسکا ذکر خوش گوار اور اُسکا اُنس پائدار ہو۔ اور ان کا  
 قول ہے کہ سالک پر واجب ہے کہ جب وہ اپنے نفس سے کوئی بُرائی مثلاً کبر  
 شرک تجمل یا کسی کے ساتھ بغض دیکھے تو جس بات کی طرف نفس بلاتا ہو اسکا  
 اُٹا کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو اور اسکے حول قوت اور اپنے  
 مجاہدات سے مدد چاہے۔ تب اسکے نفس کی بُرائیاں کمزور ہو جائیں گی اور اس کے  
 قلب کا نور زیادہ ہو جائے گا جبکہ نتیجہ یہ ہوگا کہ حق تعالیٰ اپنی محبت کا ایک ذرہ

اُسین ڈال دے گا جس سے وہ مصیبتیں جھیلے بغیر چیزوں کو ترک کر دے گا اور سختیان برداشت کئے بغیر مالوفات سے الگ ہو جائے گا۔ اور ان کا قول ہے کہ جن اصول پر مرید کو اپنے معاملہ کی بنیاد رکھنی چاہئے وہ چار ہیں۔ حضور قلب کے ساتھ زبان کو اس کے ذکر میں مشغول رکھنا۔ اس کے مراقبہ پر قلب کو مجبور کرنا۔ اُس کے لئے نفس دہوا دہوس کی مخالفت کرنی۔ اور اُسکی عبودیت کے لئے نعمہ کی صفائی ڈھنڈھنی۔ اسی پر سب باتوں کا مدار ہے اور اسی سے اعضا کا تزکیہ اور قلب کا تصفیہ ہوتا ہے۔ پس نفس کو اُس کا حصہ کہنے اور پیسہ میں سے دینا چاہئے اور جو چیز اسکو کسر کش بنائے اُس سے روکنا چاہئے کیونکہ یہ بندہ کے پاس السعرجہ جل کی امانت ہے اور یہی وہ سواری ہے جس پر اسکو سیر کرنا ہے اسلئے اس پر ظلم کرنا یا بغیر پر ظلم کرنا ہے بلکہ اُس سے بھی زیادہ کیونکہ اپنے نفس کے قاتل کی نسبت مخلوق کا حکم آیا ہے اور غیر کے قاتل کی نسبت نہیں آیا ہے۔ اور وہ اسیر جو چیزوں کو لکھ اسونا بنا دیتی ہے خلوص کے ساتھ ذکر کی کثرت ہے۔ اور ان کا قول ہے کہ السعرجہ جل کا مراقبہ (ہمہ دم آنگھون میں رکھنا) ہر سعادت کی کنجی ہے اور یہی راحت کی مختصر راہ ہے۔ اسی سے قلب پاک و صاف نفس نضرہ اور اُنس زور آور ہوتا ہے۔ تب عشق آتا اور صدق حاصل ہوتا ہے۔ اور وہی وہ گہبان ہے جو نہیں سوتا اور وہ قیوم ہے جو غافل نہیں ہوتا۔ اور ان کا قول ہے کہ ہر بندہ پر واجب ہے کہ جو چیز نفس کو رنجیدہ کرے اور بُری معلوم ہو اُسی میں اُسکو ڈالے تاکہ نفس اُسکا مطیع ہو جائے کیونکہ یہی تو وہ گھاٹی ہے جس میں گھسنے کی غلامی اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے سر میں ڈھپی ہے۔ اور بندہ اور اُس کے آقا کے بیچ میں نفس ہی

حجاب ہے۔ اور جب تک اُس میں حرکت ہے وقت صاف نہیں ہوتا اور جب تک  
اوس میں خطرات ہیں ذکر بے کدورت نہیں ہوتا۔ اور نفس کے ہی باقی رہنے نے علماء  
پر تعلیم کے خلوص کو دشوار بنا رکھا ہے۔ کیونکہ جب دل پر نفس غالب ہو گیا تو دل کو  
اُس نے اپنا قیدی بنالیا اور اُسی کی حکومت ہو گئی۔ پس اگر نفس جنبش میں آئے گا  
تو دل ہی اُسکی وجہ سے جنبش میں آئیگا۔ اور اگر نفس کو سکون ہو گا تو اس کے باعث  
دل کو بھی سکون ہو گا۔ اور نفس کے وجود کی صورت میں کبھی حُب و دنیا حُب ریاست بندہ  
کے دل سے نہیں جاتی ہے۔ پس نفس کے غلبہ کی حالت میں کیونکر کوئی قائل بنے  
اور اندر عز و دل کے مابین کسی حال کا دعویٰ کر سکتا ہے یا کیونکر کسی عابد کے لئے  
اپنی عبادت میں خلوص نصیب ہو سکتا ہے کیونکہ وہ نفس کی آفتون کو نہیں جانتا  
ہو اور ہوس اُسکی روح ہے شیطان اُسکا خادم ہے۔ شرک کا خمیر اسکی طبیعت  
میں ہے جن سے جگمگنا اور اُسپر اعتراض کرنا اُسکی جبلت میں ہے۔ سورنظن اور  
کبر و ادما کے نتائج اور قلت احترام اسکی سمیت ہے۔ شہرت اور نام و نمود کی نسبت  
اُسکی حیات ہے۔ اور اُسکی آفتون کی تعداد بہت ہے۔ اور نفس ہی وہ چیز ہے  
جو چاہتی کہ جلع اُسکا آقا پہنچا جاتا ہے وہ بھی پوچھی جائے اور جیسی اُسکے مالک کی  
تعظیم ہوتی ہے ویسی ہی تعظیم اُسکی ہی ہو۔ ایسی صورت میں اس کے رہتے ہوئے  
اور اس سے صلح کی حالت میں بندہ اپنے آقا سے کیونکر فریب ہو سکتا ہے۔ اور  
جس پر شفقت کی اسکو کبھی فلاح نہوگی۔ اسلئے خلوص والے پر واجب ہے  
کہ نفس جن چیزیں کو بڑی سمجھے انہیں کو گلے لگائے اور جن چیزوں کی ذات اعلیٰ جو  
انہیں کو دور باش کہے اور اس بارہ میں جو لوگ اسکی نہمت کریں اُسکو قبول کر لے

اور جو لوگ اسکی وصت کریں ان سے کہے کہ جس چیز کو تم مراہنے ہو وہ انکے سے  
 اوچل ہے اور ہر دم اپنے نفس سے کنار ہے کہ خدا تیری مراد بنالائے اور تجھے  
 تیرے مقصد سے دور رکھے کیونکہ ہم اُس زمین سے اسکی پناہ مانگتے ہیں جس میں  
 نفس کی تروتازگی پیدا ہو۔ کیونکہ جسے نفس کی تازگی پر نگاہ کی اور نفس کی کچھ  
 قدر کی یا یہ سمجھا کہ ہستی میں اُسکے نفس سے زیادہ ذلیل ہی کوئی چیز ہے اسنے  
 اپنے نفس کو نہیں پہچانا ہر وہ کیونکہ اسکو پاک و صاف سمجھتا یا اُسکے لئے غصہ کرتا  
 یا اسکی خاطر سے کسی مسلمان کو تاتا ہے۔ اُس سے تو اسی طرح بچا جا۔ ہے جس طرح  
 زہر سے۔ اور جب تک یہ نفس قلب کے رُخ پر رہے گا کوئی نیکی قلب تک  
 نہیں پہونچے گی کیونکہ وہ اسکے مُنبہ پر رہے اور چون حزن وہ تلب برتوت  
 حاصل کرتا جا۔ گے گا وہ دونوں اسکی بُرائی بڑھتی اور بلالی گشتی جاگی اور جب تک  
 اُسکا شمع ہی باقی رہے گا شیطان اُس سے کنارہ نہوگا اور بُرے خُطرات  
 اس سے موقوف نہونگے اور انکا قول ہے کہ سالک پر واجب ہے کہ ہمہ تن  
 اپنے نفس کے مقابلہ میں مشغول نہوجائے کیونکہ جو شخص اسکے مقابلہ میں  
 مشغول ہوتا ہے اُسکو وہ روک دیتا ہے جیسا کہ اس شخص پر جو اسکی باگ بالکل  
 چھوڑ دیتا ہے سوار ہو جاتا ہے بلکہ اُسکو اس طرح پر وہو کہ دے کہ ایک بات اسکے  
 آرام کی کرے اور ایک نہ کرے پھر اس سے کم پر اُسکو لے آئے اور جو شخص  
 اُسکا مقابلہ کرتا اور اسکا دشمن بن جاتا ہے اُسکو وہ دوسرے کاموں کی فرصت نہیں  
 دیتا اور جو اُسکو دھوکا دیکر بکرتا اور اسکی خواہش کی پیروی نہیں کرتا ہے اسکا نالج ہو جاتا  
 ہے۔ اور انکا قول ہے کہ جب نفس کسی مرید پر اپنے حال کو صاف ظاہر نہونے



دے اور ترک دنیا اور اس امر کا ادعا کرے کہ اس کا کل علم و تعلیم خالص اللہ ہی کے لئے ہے تو آپس میں واجب ہے کہ اپنے آپ کو دھوکا نہ دینے والی ترازو پر تولے اور فریب نہ دینے والی کسوٹی پر کسے اور نتائج کے بعد نگویش قبل کے بعد رد و توجہ ہونے کے بعد منہ پھیر لینا عزت کے بعد ذلت اور تعظیم کے بعد امانت ہے پس اگر ان باتوں کے وقت اپنے آپ میں تغیر و تبدل پاے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اُس میں ابھی نفس باقی ہے اسکے لئے مجاہدہ کرنا واجب ہے اور ڈھیل ڈال دینا جائز نہیں ہے۔ اور تفریق کے وقت اُس کو جان لینا چاہئے کہ وہ اپنے نفس کے ساتھ کھڑا رہے اس کا پوچھنے والا اور اُس کی آفتون کے حاصل ہونے میں اُس کی مدد کرنے والا ہے اور جس شخص کا حال یہ ہو وہ اللہ عز و جل سے دور ہے اور ان کا قول ہے کہ میری جیب اپنے نفس کا مجاہدہ چھوڑ دے اور اُس میں جذب نہ پیدا ہو اور اسکے اخلاق ایسے پائدار ہو گئے ہوں کہ انکے پنجہ سے چھوٹ نہیں سکتا ہو بلکہ رہ گیا اُسی بنیاد پر ریزہ زائعات بناتا جاتا ہو اور ہر لحظہ اس کو مستحکم کر رہا ہو بیانشک کہ اپنی بیماریاں وحشت میں مرجاسے کیونکہ اسامت کم ہوتا ہے کہ جسکے نفس میں عزت و شہرت کی محبت چھپی ہو اس کا نفس ربانی پائے اس پر واجب ہے کہ اپنے رب عز و جل سے فریاد کرے اُسکے سامنے سر نہوڑاے اس سے معذرت کرے اور ہر قسم کے دعوے سے خموشی اختیار کرے۔ اور ان کا قول ہے کہ جس شخص کا کوئی ایسا دشمن باقی رہ جائے جسکی نسبت اس کو خوف ہو کہ اسکی مصیبت سے خوش ہو گا اُس کو سمجھ لینا چاہئے کہ اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ اُس میں نفسانیت اور اُسکے دل میں دنیا کی محبت باقی ہے۔ اور ان کا قول ہے

کہ جس شخص سے خلق منہ پھیرے اور اس سبب سے بال بہر ہی اُس میں تغیر واقع ہو وہ  
 انہیں لوگوں کے پاس ٹھیرا ہوا اور اپنے پروردگار عزوجل کے ساتھ شرک کر نیا لا ہے  
 اور جس شخص کو ہر بیماری توڑ دے اور اس سے اُس میں بال بہر ہی تغیر آئے وہ اپنے  
 نفس کے پاس ٹھیرا ہوا ہے اور اپنے پروردگار سے حجاب میں ہے اور جو شخص  
 دولت کی حالت میں متغیر ہو اور ویسا نہ رہے جیسا عزت کی حالت میں تھا وہ  
 دنیا کا دلدادہ اور اپنے پروردگار سے دور ہے۔ اور آنکا قول ہے کہ جو چیز  
 اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلوں کو غافل کرے وہ دنیا ہے اور جو چیز دلوں کو اسکی  
 طلب سے روکے وہ دنیا ہے اور جو چیز دل میں غم لائے وہ دنیا ہے۔ انہوں  
 نے اپنے کسی بہائی کو یہ خط لکھا تھا۔ یا خلی! السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد  
 مدعا یہ ہے کہ آپ مجھے درخواست کی تھی کہ میں آپ کے لئے دعا کروں۔ اگرچہ  
 کہان یہ بندھکتے ہیں اور کہان اجابت دعا۔ تاہم بنظر بجا آوری حکم ہم آپ کے لئے  
 دعا کرتے اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنا ذکر تمہارے دل میں ڈال دے اور  
 اپنے شکر اور اپنے حکم کی رضامندی تم کو القا کرے اور اپنی توفیق اور اپنی مدد سے  
 تم کو خالی نہ رکھے اور تم کو تمہارے نفس یا اپنی کسی مخلوق پر چوڑ نہ دے۔ اور تم کو  
 اُن لوگوں میں سے بناے جنہوں نے اپنے عہد کو پورا کیا اور اپنے قول بغل  
 میں خلوص برتا اور تم کو ایسے لوگوں میں سے بناے جنہوں نے اللہ عزوجل کو جاب  
 اور خلوص داد کے ساتھ اُسکی جستجو میں کوشش کی اور متابعت و تصدیق کے  
 ذریعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جابا اور اچھے کاموں اور اذیتوں کی برائت  
 اور اذارسا ہون کے ترک سے آخرت کو جابا۔ اور تم کو اُن لوگوں میں سے بناے

جو اسد کے ذکر کی مواظبت رکھنے والے اسد تعالیٰ کے ڈر سے کانپنے والے  
 اسد عزوجل سے خلوص برتنے والے اسد عزوجل کی توحید کرنے والے اسد کو سچا  
 سمجھنے والے اپنی جانوں پر اسد تعالیٰ کو ترجیح دینے والے اور اپنے حقوق پر اس کے  
 حق کو مقدم رکھنے والے ہیں جنکے باطن کینہ سے اور دل اس کے ماسوا سے پاک  
 ہیں اور جنہوں نے اپنے آقا سے دین کے سوا کچھ نہیں مانگا اور جو نہ اپنے آپ کو کسی پر  
 ترجیح دینے نہ کشاکش میں پڑنے نہ خصوصیت جتانے اور نہ اپنے مولیٰ کے سوا  
 کچھ چاہتے ہیں اور نہ اس کے غیر سے خوش ہوتے اور نہ اس کے غیر کے چل جانے  
 سے غم کرتے ہیں۔ اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت پر خفقت کرتے  
 اور ان سے نرمی کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ مسلمانوں کو نصیحت کرتے اور برائیاں  
 کہتے نرمی برتتے اور ان سے رکھال نہیں کرتے ہیں۔ اور جس میں عیب ہے  
 اس کے عیب سے چشم پوشی کرتے اور اس پر پردہ ڈالتے ہیں اور مسلمانوں کے چسپے  
 عیبوں کے پیچھے نہیں پڑتے۔ جو لوگ کہ نام حرکات و سکنات میں اسد ہی کو  
 پیش نظر رکھتے ہیں۔ جبکہ غصہ بغیر کینہ اور بغیر بدخواہی کے اسد ہی کے لئے اور  
 خوشنودی بغیر ہوا دھوس کے اسد ہی کے لئے ہوتی ہے۔ جو لوگ کہ اپنی بساط  
 بہر حکم نہیں دیتے مگر انہیں باتوں کا جنکا شرعیہ نے حکم دیا ہے اور منع نہیں  
 کرتے مگر انہیں چیزوں کو جو شرعیہ نے منع کیا ہے جن پر اسد کے بارہ میں  
 کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا کوئی اثر نہیں ہوتا جو لوگ کہ عالم کے ظلم  
 سے غصہ بنا کر ہوتے عالم کو برا جانتے اور اس کی تعظیم نہیں کرتے ہیں اور اسد تعالیٰ  
 سے درخواست کرتے ہیں کہ ظالموں کو جے بس کر دے تاکہ وہ ظلم نہ کریں اور

اللہ تعالیٰ انکو توبہ کی توفیق دے تاکہ توبہ کریں جو لوگ کہ اللہ تعالیٰ کی اُتاری ہوئی  
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی ہوئی باتوں کا حکم دیتے ہیں۔ جو دنیا اور  
 خلق سے پرہیز اور بہت حق کی طرف توجہ کریں والے ہیں۔ جو لوگ کہ اپنے مولیٰ کی  
 ہر چیز اور ہر بات سے راضی ہیں اور اسکو اچھی ہی جانتے ہیں اور اپنی ہر چیز اور ہر  
 بات سے بات سے وحشت کرتے اور اسکو بُری ہی جانتے ہیں۔ اور اے  
 اخی! انکو اُن توحید کرنے والوں میں سے بنا۔ جن میں کبھی شرک نہیں جو اُن تخریب  
 کرنے والوں میں سے جن میں ذرا بھی اہمیت نہیں ہے اُن تصدیق کریں والوں میں  
 سے جن میں مطلق شک نہیں ہے اُن ذکر کرنے والوں میں سے جن میں ہرگز فحاشی  
 نہیں ہے اُن طالبوں میں سے جن میں ہرگز سستی نہیں ہے اُن پروردگار کے  
 میں سے جن میں نام کو بدعت نہیں ہے اور اُن ایثار کرنے والوں میں سے جو اپنی  
 جانوں پر مطلق خفقت نہیں کرتے۔ جو ایسے زاہد ہیں کہ نہ اموی کی طرف میلان  
 رکھنے نہ کسی سے جھگڑتے ہیں۔ ایسے راضی و شاکر ہیں کہ اُن میں غصہ ہی نہیں  
 ہے خلق پر ایسے مہربان ہیں کہ اُن میں خشت ہی نہیں ہے۔ اور ایسے ناصح ہیں کہ رعایا  
 جانتے ہی نہیں جن لوگوں سے خوف خدا کیسی جدا نہیں ہوتا اور جسکے غلبت رب العزت  
 ہمہ دم پیش نظر رہتی ہے اور جسکے دل میں کسی کیفیت یا خیال کا کوئی اندیشہ بھی نہیں  
 گذرتا ہے۔ اور اے اخی! انکو طاعت کی نگہداشت اور عادت کو ترک کرنے  
 والوں میں سے بنا۔ جو انکے مولیٰ کے سوا کوئی چیز خوشنود نہیں کر سکتی  
 اور جو اپنی جانوں اور اپنی روحوں کو انکے لئے خود خوشنود کرنے اور نہ اوروں کو  
 خوشنود کرنے دیتے ہیں جو لوگ کہ کہینہ و بعض نہیں رکھتے اور شارع کے نقش قدم

پر چلتے اور انہیں کا اقتدار کرتے اور انکے سب صحابیوں پر رحمت بھیجتے اور قربت  
 والوں کو دوست رکھتے اور بزرگوں کی بزرگی کا اعتراف کرتے ہیں جو لوگ کہ مسلمانوں  
 کو اپنی راے و اپنی نفسانی خواہش سے نہ بدعتی کہتے اور نہ بدکار قرار دیتے  
 ہیں جن لوگوں کے دل ایسے لوگوں کی نسبت بدگمانی یا بدگمانی کی آرزو سے پاک  
 ہیں جو اسرار اُسکے و شمعون اور اُسکی کتابوں اور اُسکے رسولوں اور روایات  
 پر ایمان لائے ہیں جنکے دلوں میں شفقت و رحمت کے سو کچھ نہیں ہے جنکو دنیا  
 کی آرائش خود پسندی میں مبتلا نہیں کرتی اور جو اُسکے عزت دار کو عزت دار  
 نہیں سمجھتے اور نہ اُسکے مالدار کو مالدار جانتے ہیں اور نہ اُسکے بادشاہ کو بادشاہ  
 مانتے ہیں اور نہ اُسکے آسائش کرنے والے کو آسائش کرنے والا کہتے اور نہ اُسکے  
 تندرست کو صحیح و سالم خیال کرتے ہیں۔ جو لوگ کہ ایسے شخص پر رحم کرتے ہیں جو  
 دنیا کو کام و کمال لئے بیٹھے ہیں کیونکہ اُسکے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ جو لوگ کہ اپنی  
 ذات سے حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں اور اپنی ذات کے لئے مطالبہ نہیں کرتے  
 جنکو مقررہ میعاد کے سبب غم لاحق نہیں ہوتا اور نہ کسی مخلوق سے ڈر لگتا ہے  
 جن لوگوں نے اپنی صفات جدائی اختیار کی یہاں تک کہ اُن کا نام و نشان نہ رہا  
 اور اپنے اخلاق کی نفی کی یہاں تک کہ وہ جاتے رہے اور اپنے نفس کی مخالفت  
 کی یہاں تک کہ وہ معدوم ہو گیا۔ جو لوگ کہ اللہ عزوجل کو اُسکی مخلوق کا محبوب بنانے  
 اور اُسکو اُسکی نعمتیں یاد دلاتے ہیں اور اُسکی مخلوق کو اُسکی طاعت پر آمادہ کر کے  
 اور اُسکی نعمتوں کا اعتراف کر کے اور تقصیر و خدشت کی معذرت کر کے اُس کا محبوب  
 بناتے ہیں۔ جنکے ہاتھ لوگوں کے دلوں سے اور جنکے اعضا مسلمانوں کی ایذا پہی

سے رُکے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کو اُنکے ساتھ آرام ہے۔ اور جو لوگ کہ میرا بی کا بدلہ  
معافی و درگزر ہی سے کرتے ہیں۔ آمین اللہم آمین دعا ختم ہوئی۔ و السلام  
اعلم میں کہتا ہوں کہ یہ رسالہ سزا پاگلین کے اخلاق سے معمور ہے۔ اور میں نے  
ادلیار احمد کے نزدیک ان سے اور سیدی احمد بن رفعی رضی اللہ عنہما سے زیادہ  
وسیع الاخلاق کسی کو نہ دیکھا۔

(۲۸۷) شیخ عارف باللہ سیدی ابراہیم دسوقی قرشی رضی اللہ عنہ

﴿۱۵۰﴾

یہ فیقرون کے بہت بڑے بزرگان صاحب خرقہ اور تہ ثنیلین مغربین میں سے تھے  
اور صاحب کرامات ظاہرہ و مقامات فاخرہ و سرائر ظاہرہ و بصائر باہرہ و احوال  
خارقہ و انفاس صادقہ و ہم عالیہ و رب سنیہ و مناظر ہیہ و اشارات نورانیہ و نفحات  
روحانیہ و اسرار ملکوتیہ و محاضرات قدسیہ تھے۔ انکے عارفین میں معراج اعلیٰ اور حقائق  
میں منہاج اگستنی اور محالی میں طور ارفع حاصل تھا اور نہایت کے احوال میں انکا  
قدم راسخ تھا اور سوار کے علوم میں یہ بینا و کھاتے تھے۔ اور تصریف نافذ اور حقائق  
آیات کے متعلق کشف خارق اور معنی مشاہدات کے فتح مضاعف میں بہت بڑا دسترس  
رکھتے تھے۔ اور یہ اُن بزرگوں میں سے ایک تھے جنکو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی  
رحمت کے لئے خلعت و جوہر بخشا اور دنیا میں ظاہر کیا اور خاص و عام کے نزدیک  
کامل قبولیت عطا کی اور عالم پر تصرف کرنے والا بنایا اور احکام و ولایت پر قدرت  
بخشی اور اعیان کو بدل دیا اور عبادت کو خرق کیا اور غیب کی باتیں اُن سے کراہیں

اور اُنکے ہاتھوں پر عجائبات ظاہر کئے اور شیر خوارگی میں اُن سے روزے رکھوائے اور اہل طریقت کی زبان میں ان کا کلام کثرت سے اور بہت بلند پایہ ہے جن میں سے یہ ہے کہ جو شخص اپنی ہدایت میں سخت ریاضت ذکر کے گا اُسکے مرید کو فلاح نہوگی کیونکہ اگر یہ سوئے گا اسکا مرید ہی سوئے گا اور اگر کٹر اہوگا اسکا مرید بھی کٹر اہوگا اور اگر لوگوں کو عبادت کا حکم دے گا اور خود لغویت میں رہے گا یا اُن کو نہلا ستے تو یہ کرنے کو کہے گا اور خود اُسکو کرے گا تو لوگ اُسپر نہیں گے اور اُسکا کمانہ مانگے اور جب ان سے کہا جاتا کہ ہمیں نصیحت کیجئے اور ارشاد دیجئے تو اکثر بعضوں کے ان دونوں مفولوں کو تشیلہ پڑھا کرتے تھے: **بشعر**

پہلے صورت بنا لے بی بی سی کچھ تو ب برابر می باندی  
مصروع بیمار کو بیمار سے کیا خاک شفا ہو

اور انکا قول ہے کہ مرید پروا جب ہے کہ اپنے پیر کی اجازت کے بغیر کبھی کلام نہ کرے اگر اُسکا جسم حاضر ہو تو اجازت لے لے لہذا اگر غائب ہو تو قلب کے ذریعہ سے اجازت طلب کرے۔ اور اسکی باندی اسوقت تک کہے کہ ترقی کر کے رب عزوجل کے ساتھ ہی ہیں ادب ملحوظ رکھنے کے مقام تک پہنچ جاسے کیونکہ جب پیر دیکھے گا کہ مرید اُسکے ساتھ یہ مراعات برتتا ہے تو لطف آمیز شراب سے اُسکی تربیت کرے گا اور تربیت کے بانی سے اُسکو یہ اب کرے گا اور تر معنوی سے اُسکی نگہداشت کرے گا۔ اور اُسکی سعادت کا کیا کہنا ہے جو اپنے مرنے کے ساتھ حسن ادب سے پیش آئے اور اُسکی شقاوت کا کیا پوچھنا ہے جو سہر ادب دکھلائے اور کہا کرتے تھے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سیر کرنے سے معاملہ کیا اس کو

وہ اسرار و حضائر پر اختیار دیدیتا ہے اور جس نے اپنی نگاہ میں غیر کا عکس  
 نہ کرنے دیا وہ البتہ اس سے بچا رہا۔ اور انکا قول ہے کہ جو شخص اپنے قلب کے ساتھ  
 اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر رہنے کے باعث غائب رہا وہ قلب کے غائب  
 رہنے کے زمانے میں مکلف نہیں ہے اور جب نگاہ عالم شہادت کی طرقت آیا  
 تو جو عبادت اُس سے فوت ہوئی ہے اسکی قضا کرے۔ اور یہ مبتدیان کا حال ہے  
 اور کاملون کا حال یہ ہے کہ ان پر یہ حکم جاری نہیں ہوتا بلکہ وہ فرائض پسند کر دیا  
 کرنے کے لئے لوٹا دیے جاتے ہیں۔ اور کہا کرتے تھے کہ جو شخص منشرع تحقیق  
 پاک صاف پارسا و شریف نہ ہو وہ میری اولاد میں سے نہیں ہوگا وہ عیال صبی بیٹا  
 ہی کیون نہ ہو اور مردین میں سے جتنے لوگ شریعت حقیقت حقیقت و ریاضت  
 ضیانت زہد و ورع اور قلتِ طمع کے پابند ہوں وہی میری اولاد میں کو وہ دورست و پابند  
 کے کیون نہ ہوں۔ ایک مرتبہ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہیں تو کہا کہ  
 جو امر دجل جا ہے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ جتنے ٹھہرنے والے ہیں سب  
 ٹھہرنے کی لذت کو نہیں جانتے اور نہ سب خدمت کرنے والے آدابِ خدمت  
 کے واقفکار ہوتے ہیں اور اسی لئے بہت سے آدمی سخت ریاضتوں پر بھی  
 قطع کر دے گئے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اسے میری اولاد میں نہ گوارا اللہ تعالیٰ کا واسطہ  
 دیکر تم سے درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کیونکہ تم چہرہ بون کی  
 بکریاں نیستی کے ڈوبے اور رات بکے حلوان ہووے وہ شخص جسکو بھٹنے کے لئے  
 تنور دہکایا جا چکا ہے اور اسے وہ شخص جسکے لئے چہرہ تیز کجا چکی ہے اپنے  
 آپ کو اور اپنے اہل کو آگ سے بچا۔ اور انکا قول ہے کہ نفیر کامل نہیں ہوتا جب تک



کہ سب لوگوں کا دوست رکھنے والا سب پر مہربانی کرنے والا اور سب کے عیون کا  
 ڈھانکنے والا تھا اور اگر اس کے خلاف ہوا در کمال کا دعویٰ کرتا ہو تو وہ جھوٹا ہے اور کہا کرتے  
 تھے کہ کسی فقیر کے نہ حال کو بُرا سمجھو نہ لباس کو اور نہ کھانے کو چاہے وہ کسی حال  
 اور کسی جامہ میں ہو۔ بلکہ کسی کو بُرا نہ سمجھو مگر اُسی صورت میں کہ ایسے ممنوع کا فرنگب  
 ہو جسکی صراحت شریعت میں ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ بُرا سمجھنے سے دشت  
 پیدا ہوتی ہے اور دشت بندہ کو اُس کے پروردگار عزوجل سے منقطع کر دینے کا سبب  
 ہوتی ہے۔ کیونکہ آدمیوں میں سے کوئی خاص ہوتا ہے کوئی خاص انخاص کوئی  
 جتدی کوئی منتفی کوئی متشبہ اور کوئی متحقق اور اللہ تعالیٰ بعض پر بعض کو جو  
 سے رحم فرماتا ہے اور نہ زور آور کمزور کے ساتھ چل سکتا ہے اور نہ کمزور زور آور  
 کے ساتھ اور فقرا بادل میں اور بادل کی حالت ملو اور کیسی ہے اسلئے جب فقیر  
 تم میں سے کسی سے ہنس کر بولے تو اُس سے ڈرو اور اُس سے جب ملو تو ادب  
 ہی سے ملو۔ اور انکا قول ہے کہ شریعت بڑھ ہے اور حقیقت نلخ۔ پس شریعت  
 پر علم شروع کی جامع ہے اور حقیقت ہر علم خفی کی ادیسارے مقامات انہیں  
 دونوں کے اندر ہیں۔ اور انکا قول ہے کہ مرید پر واجب ہے کہ علم میں سے وہی سیکھے  
 جو فرض و نفل کے ادا کرنے کے لئے اُس پر واجب ہے اور فصاحت و بلاغت میں  
 نہ پہنچے کیونکہ یہ اُسکو اُسکی مراد سے باز رکھینگے بلکہ عمل میں صالحین کے آثار کی جستجو  
 کرے اور ذکر کی موہبت رکھے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ مرید ان خدایں کوئی مرد ہے  
 کوئی آدم مرد کوئی چوتائی مرد کوئی پور مرد کوئی بالغ کوئی مذکور کوئی داجل۔ اور  
 انکا قول ہے کہ خواص کی توبہ کل اموی اللہ کا محو کر دینا ہے اور اپنے جس قول

فصل پہ مطلع ہوتے ہیں اسکی نسبت یہ تو یہ کرتے ہیں کہ اُنکے باطن میں یہ نہ کھٹکے کہ یہ میرا ہے یا یہ دہم ہی نہ کرے کہ مجھ میں پایا جاتا ہے اور وہ ”میں“ کھنے سے ڈرتے ہیں۔ پس وہ خطرات کی نگہداشت کرتے ہیں۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے مرید! ہمتِ عزم اور شدتِ جزم کو جمع کرنا کہ راستہ کو یافت سے نہ کہ دریافت سے پہچانے۔ پس جس مقام میں تو ٹھہر جائے گا وہی تیری روک ہو گا بلکہ جو شے تجھ کو تیرے مولیٰ سے روکے اُسے چھوڑ دے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسو سب چیزیں باطن میں۔ اور انکا مقولہ ہے کہ روگردانی سے روگردانی پیدا ہوتی ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچے! الغویا سے مجھے معاف رکھ اور اپنے غالب سے مجھ کو ہر کہ قلب کا ہو رہ۔ اور کہا کرتے تھے کہ بھائی! اس دعوے سے بچے رہو کہ تمہارا کوئی معاملہ خالص یا کوئی حال ہے اور جان لو کہ اگر تمہارے روزے رکھے تو اُمس نے تمہارے روزے رکھوائے اور اگر تمہارے قیام کیا تو اُمس نے تمہارے قیام کرایا اور اگر تمہارے کوئی کام کیا تو اُمس نے تم کو کام میں لگایا اور اگر تمہارے دیکھا تو اُمس نے تم کو دکھلایا اور اگر تمہارے اس فرقہ کی شراب پی تو اُمس نے تم کو پلائی اور اگر تم گناہوں سے بچے تو اُمس نے تم کو بچایا اور اگر تمہارے ترقی کی تو اُمس نے تم کو ترقی دیا اور اگر تم بچے تو اُمس نے تم کو بچایا اور بیچ میں اسکے سوا تمہارے لئے کچھ نہیں ہے کہ تم اپنے گنہگار ہونے کا اعتراف کرو ایک نیکی ہی تمہاری نہیں ہے اور یہی صحیح ہے بھلا تمہاری نیکی کہاں سے آئی اُمس نے تم پر احسان کیا اور وہی تم میں حکمران ہے چاہے مقبول بناے اور چاہے مردود۔ اور انکا قول ہے کہ قلب کی اولاد صلب کی اولاد سے بہتر ہے اسی لئے صلبی اولاد کو میراث میں سے ظاہری ترکہ ملتا ہے

اور قبلی اولاد کو اسرار میں سے باطنی حصہ - اور انکا قول ہے کہ جو شخص داند وراثت  
 میں داخل کیا گیا اور جلال و عظمت اُس پر کھول دی گئی وہ بغیر اپنے رہ جاتا ہے  
 اور اسوقت وہ کچھ زمانہ تک خالی رہتا ہے بعد وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت و سیرگی  
 میں لوٹ آتا ہے عام اس سے کہ وہ حاضر ہو یا غائب اور اُسکا کوئی حصہ نہ کرامات  
 میں باقی رہتا ہے نہ کلام میں اور نہ نفسانی نظام میں اور عبودیت محضہ کے  
 لئے خالص کر لیا جاتا ہے - اور کہا کرتے تھے کہ عطیہ والے بہت ہیں اور اس  
 زمانہ کے لوگوں میں بہاہمی کے سوا کچھ نہیں رہا ہے وہ یا توصفات کے معنی  
 پوچھتے ہیں یا ہمارے یا حروف مقطعات کے اور مبتدی کو ان باتوں کا پوچھنا  
 سزاوار نہیں ہے اور جو صاحب تمکین ہے اُسکو جائز ہے کہ جو شخص اسکا اہل  
 ہو اُس پر ان باتوں کو روشن کر دے کیونکہ ان چیزوں کے علم کا راستہ کشف کے  
 سوا اور کوئی نہیں ہے - اور جو شخص لوگوں کے کلام یاد کرنے یا حقائق کو اور نفی  
 میں گفتگو کرنے والوں کی باتوں کو جمع کرنے میں مشغول ہو اوہ دوسری عمر کمان سے  
 لایا گیا جسمین فانی عمر سے فارغ ہو کر باقی عمر کی طرف جائیگا - وہ لوگ تو عاشق تھے  
 اور انہیں سے ہر شخص اپنے عشق کی زبان اور اپنے ذوق عرفان سے باتیں  
 کرتا ہے اسلئے وہ ایسا کلام ہے جسکی کوئی حد نہیں ہے اور ایسا دریا ہے جس  
 بہت سے لوگ ڈوب گئے اور کوئی اُسکی یہ تلکٹ پہونچا اور نہ اُسکے ساحل تک  
 اور عارف جو اردن کا کلام بیان کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو چھپانے اور جس کو  
 چھپا نہیں سکتا ہے اُسکو مجبور اظہار کرنے کے لئے کرتا ہے آہ آہ - اور خدا سے پاک  
 گواہ ہے کہ میں جب کبھی کوئی بات زبان سے نکالتا ہوا کہ قلم کرتا ہوں تو صرف

نہیں چاہتا ہوں کہ لوگوں کی مشغولی یا کسی غامض معنی کے سمجھنے کا ذریعہ ہو اور کہ نہیں  
 کیونکہ خلوص اکثر آدمیوں سے چلا گیا۔ اور انکا قول ہے کہ علم توحید و تفسیر میں سار  
 کلام کر نیوالوں معبثوں اور نادانوں میں سے کوئی بھی قرآن عظیم کے حروف میں  
 سے ایک حرف کے معنی کی معرفت کو دریافت کر کے گنہ کی شناخت کے  
 عشر عشر تک نہیں پہنچا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ طریقت کی ابتدا نفس  
 تلف تفسیق اور حظ سے باہر نکل آنا ہے کیونکہ فلاح تبحر صلاح ہستی اور  
 ارباب صفت اُسی کے لئے ہیں جو حظ کو چھوڑ دیتا اور تکلیف و بدی کے مقابلہ  
 میں برداشت اور نیکی سے کام لیتا ہے اور اپنے خلق کو دُفع کر تا ہے  
 اور فقیر کے نہ ہاتھ ہوتے ہیں نہ زبان ہوتی ہے نہ کلام ہوتا ہے نہ دور پیش  
 ہوتی ہے نہ دانٹ ہوتی ہے اور نہ کوئی مجرا فعل ہوتا ہے اور اُسکو اُسکے  
 معشوق سے نہ کوئی پھیر نے والا پھیر سکتا ہے اور نہ تلوار میں روک سکتی ہیں  
 اور انکا قول ہے کہ حرام کا کما اعمل کو روک دیتا اور دین لکھو زبردینا ہے اور  
 قول حرام مجبزی کے عمل کو بگاڑ دیتا ہے اور حرام کما اعمل کے عمل کو خراب  
 کر دیتا ہے اور دنیا داروں کے ساتھ میل جول داناں و بیناں میں تاریکی پیدا کرتا  
 ہے اور کہا کرتے تھے کہ اسمعز جل اپنے بندوں میں سے اُسی کو دوست رکھتا  
 ہے جو سب سے زیادہ اُس سے ڈرنے والا اور سب سے زیادہ دل شرمگاہ زبان  
 اور ہاتھ کو پاک رکھنے والا اور سب سے زیادہ ہمارا سب سے زیادہ درگزر کرنے والا  
 سب سے زیادہ فیاض سب سے زیادہ ذکر کرنے والا اور سب سے زیادہ فراخ دل ہوتا ہے  
 اور انکا مقولہ ہے کہ جو حضور میں رہے گا وہ دنیا و آخرت کو دیکھے گا اور کہا کرتے

تھے کہ وہ کیونکر جوڑے دعوں سے بچتے رہیں کیونکہ ان سے روسیاء ہی حاصل ہوتی ہے اور دل کی مینائی چلی جاتی ہے۔ اور خبردار عورتوں کی دوستی اور انکو بے محابا دیکھنے اور شاہدان مجاہدی کا ذکر کرنے اور راستہ میں فوجاؤن کے ساتھ چلنے سے بچتے رہو کیونکہ یہ سب نفسانیات اور شہوات ہیں اور جسے غرقہ صوفیہ کے طریقہ میں کوئی ایسی نئی بات نکال جو اس میں نہیں ہے وہ ہم میں سے ہے اور نہ ہم میں سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (جو چیزیں تم کو دے دیا کریں وہ تولے لیا کرو اور جس سے تم کو منع کریں دست کش رہو) یہ عجیب سیرانی عبرانی رنگی اور پرندہ و چرندہ سب کی زبانیں بولتے تھے۔ ع

✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱

✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱

اور انکا قول ہے کہ عمل کو ہاتھ سے نہ دو اور اس سے بچتے رہو کہ طریقت میں طلاق لسانی دکلاوا اور اہل طریقت کے اخلاق نہ اختیار کرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رہنے یہاں تک کہ پیٹ پر پتھر باندھتے تھے اور اس قدر قیام فرماتے تھے کہ پائے مبارک سوچ جاتے تھے بعدہ بڑے بڑے صحابہ نے اسی میں آپ کی پیروی کی چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب سانس لیتے تھے تو جگر پر بان کی بوائی تھی اور انہوں نے

عہ بارہ ۲۸ - رکوع ۴ - سورہ حشر - ۱۲

عہ مصنف نے اس مقام پر حضرت کے تین خطبات کے نام کے نقل کئے ہیں جنہیں سے ہر ایک کی ابتدا تو عمل جاری ہے لیکن بعد کو وہ نکلن ہے جسکا سمجھنا محال عادی ہے اس لئے انکو

چھوڑ دیا گیا - ۱۲ مترجم

اپنا سارا مال خدا کی راہ میں دیدیا اور عمر میں انصاف رضی اللہ عنہ استقامت ریاضت کرتے  
 اور تکلیف سہتے تھے کہ اپنی گڈڑی میں چبڑے کے پیوند لگاتے اور سر میں نہایت  
 موٹے اور گھڑے کپڑے کا ٹکڑا پھیلتے تھے۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ ہر رات کو  
 کھڑے کھڑے قرآن کا ایک ختم کرتے تھے اور علی رضی اللہ عنہ بڑے زاہدون  
 اور مجاہدہ کرنیوالوں میں سے تھے۔ اور اکثر بلاد اسلام انہیں خواص صحابہ کے  
 فتح کئے ہوئے ہیں باد صفا اسکے کہ انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب  
 تھا انکے اعمال ایسے تھے اور انکی ریاضت وزہد دگر سنگی ایسی تھی۔ اس لئے  
 حقیقت و شریعت کو محکم کر دیا اور اگر چاہتے ہو کہ تمہارا اقتدار کیا جاوے تو  
 تفریط کو راہ نہ دو اور حقیقت کا نام صرف اسی لئے حقیقت رکھا گیا ہے کہ معاملات  
 کو اعمال سے محقق کرتی اور دریا سے شریعت حقائق کے جواہر نکالتی ہے۔  
 اور انکا قول ہے کہ جب تک تمہاری زبان حرام چکھتی رہے گی اُسوقت تک اسکی طبع  
 نہ کہو کہ تم حکمتوں و مضمون کا کچھ بھی مزہ چکھو گے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ آنکھ میں جو  
 قوت بینائی ہے اُسکی ہی ایک بینائی ہے اور قلب کی ہی ایک زبان ہے  
 جسکا بمنہ اذیت طلب ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اُسکو دوست رکھو تو آسمان و زمین  
 والے تمکو دوست رکھیں گے اور اُسکی اطاعت کرو تو جن و انس تمہاری اطاعت  
 کریں گے اور تمہارے لئے دریا خشک ہو جائیگا اور ہوا تمہاری غمزدار ہو جائیگی  
 اور اے میرے بچو! دیون کے اخلاق اختیار کرو تاکہ تمکو مساوت حاصل ہو  
 اور اگر تم خلافت کا پرچہ حاصل کر دیا تو شخص سے جھگڑے اس کو کہتے ہو کہ دیکھو میری پیری کی یہ سنو  
 پیروں کے اخلاق تم میں لون تو وہ پرچہ کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ تو حفاظت ہے نہیں اس پرچہ کو پڑھو اور جو

نصیحۃین اُسین ہوں اُس پر عمل کرو تب تک فائدہ پہونچے گا اور برگزیدگی حاصل ہوگی  
 اور اولیاء کے درجن کا قرآن بعد قرآن اور نسل بعد نسل آخر دنیا تک یہی راستہ ہے  
 اور جب مرید فصاحت و بلاغت میں مشغول ہوا تو طریقت اُس سے رخصت ہوئی  
 اور جو اُس میں مشغول ہوا وہ الگ کر دیا گیا۔ اور مرید کے لئے نیکو کاروں کی حکایات  
 و صفات کا مطالعہ اللہ تعالیٰ کے شکر دین میں سے ایک شکر ہے مگر اُنسی وقت  
 تک کہ اس طریق میں انہیں پر قناعت نہ کرے۔ اور سارا علم و باتوں میں جمع کر دیا گیا  
 ہے اور وہ یہ کہ عبودیت کو پہچاننے اور اُس کو پوجے پس جس نے یہ کر لیا اُس نے شریعت  
 و حقیقت کو پایا اور اس سے علماء کا بیکار قرار دینا لازم نہیں آتا بلکہ علم عمل سے پیدا  
 ہوتا ہے اور میں یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے کہا ہے فَأَقْرَأُوا  
 مَا تَكْتَسِبُونَ (جب قرآن آسانی سے پڑھا جائے پڑہ لیا کرو) اور ہر فرقہ کی ایک راہ  
 ہوا کرتی ہے ورنہ کبھی اللہ تعالیٰ ایک ہی شخص میں اس قدر علم و عمل جمع کر دیتا ہے  
 کہ لوگوں کو کل فوائد بتاتا ہے پس شریعت درخت، اور حقیقت ثمرہ۔ اور اللہ تعالیٰ  
 کی طرف کی راہ چڑھ کر کو نیست و نابود اور جگر کو پاش پاش کر دیتی جسموں کو لاغر بناتی  
 نیند کو اڑاتی قلب کو بیکار کر دیتی اور دل کو گھٹلا دیتی ہے مگر جب پردہ اٹھ جاتا ہے  
 تو خطاب سنتا اور لوح محفوظ میں رموز کو پڑھتا اور وقین معنون پر مطلع ہوتا اور رفیق  
 جامون میں شراب پیتا ہے پس وہ اپنے قلب کے ساتھ رہتا ہے بعد اُت قلب  
 نہیں بلکہ مقلب کے ساتھ کیونکہ اللہ آدمی اور اسکے دل میں اُڑے آجاتا ہے

عہ بارہ ۲۹۔ رکوع ۱۴۔ سورہ مزمل۔

عہ ان اللہ یحول بکین المکر و قلبک (بارہ ۹۔ رکوع ۱۵) کا یہ ترجمہ ہے۔ ۱۲۔

پس جب سب کا ہر نکل جاتا ہے تو بغیر زبان کے وہ زبان آور ہو جاتا ہے اور اسکے ساتھ سخت ریاضتیں کرتا اور اعمال ظاہرہ بجا لاتا ہے بعد ازاں اعمال باطنی کی پابندی کرتا ہے اسکے بعد نہ حرکت رہتی ہے اور نہ کلام اور گھسہ پھسہ کے سوا وہ کچھ نہیں سنتا ہے وہ تو بالکل بے حس ہو جاتا ہے اسکے بعد وہ صفائی کی صفائی اور وفا کے وفا سے صاف ہو جاتا ہے اور اخلاص میں اخلاص کے لئے اخلاص کے اخلاص سے خالص ہو جاتا ہے بعد ازاں ان باتوں سے جن سے ہنشینی حاصل ہوتی ہے تقرب ڈھونڈتا ہے کیونکہ ہنشینی کے دو سحر خاص آداب ہیں جبکہ عارف ہی جانتے ہیں۔ اور جب عارف عرفان کے مقام میں کامل ہو جاتا ہے تو اللہ اُسکو علمِ بادِ اسطہ کا وارث بناتا ہے اور جو علوم کہ ابوح معانی میں لکھے ہوئے ہیں اُنکو وہ اخذ کرتا ہے پس اُنکے رموز کو سمجھتا اُنکے کنوز کو پہچانتا اُنکے طلسمات کو توڑتا اور اُنکے سہم درسم کو جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُسکو ان علوم پر مطلع فرماتا ہے جو فلطون میں ودیعت رکھے گئے ہیں اور اُنکو انکار کا اندیشہ نہ تو وہ باتیں بیان کریں جسے عقلمیں و نگ مہجائیں اور اسطیح عبارتوں کے اشارات میں سے اُنکی مغلق عبارتیں اور مختلف زبانیں ہوتی ہیں اور اسطیح اُنکو حروف و قطع و وصل و ہمزہ و شکل و نصب و رفع کے معانی میں غیر محدود باتیں حاصل ہوتی ہیں انہی صرف وہی لوگ مطلع ہوتے ہیں اور علیٰ ہذا اُنکو ان چیزوں پر اطلاع ہوتی ہے جو رخت کی پتیوں اور پانی اور ہوا پر لکھا ہے اور جو کچھ خشکی و ترخی میں ہے اور جو کچھ آسمانی خیمہ کی گنبد کے صفحہ پر اور جو کچھ کہ جن دانش کی پیشانیوں پر لکھا ہوا ہے کہ دنیا و آخرت میں اُنکو یہ باتیں پیش آئیں گی اور علیٰ ہذا اُنکو اس چیز کی اطلاع ہوتی ہے جو بغیر



لکھے ہوئے سارے مافوق الوق و ماتحت التحت میں لکھا ہوا ہے اور یہ اُس  
 حکیم کے لئے کوئی اچھی بات نہیں ہے جسکو حکیم عظیم سے علم تھا ہو کیونکہ یہ لائق  
 کی غائبش کا کچھ حال حضرت موسیٰ و حضرت خضر علیہما السلام کے قصہ میں ظاہر  
 ہو چکا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ بعض اولیاء را ایسے ہوتے ہیں جو نہ خطاب جانتے  
 ہیں نہ جواب پس وہ پتہ دن کی طرح اسرار کے امانت دار ہیں زبان حال سے  
 باقین کرتے اور لبون پر زہر سکوت رکھتے ہیں اسرارِ نامعہ اُنکے پاس دو بعیت  
 رہتے ہیں اور دین مختلف طور کے ہیں اسکے اولیاء را اللہ میں سے کوئی عارف  
 کوئی عاشق کوئی مشغوف کوئی ذاکر کوئی متذکر کوئی معتبر کوئی گویا کوئی ناموسش  
 کوئی مستغرق کوئی صائم کوئی قائم کوئی قائم کوئی مفسط کوئی صائم صائن کوئی قائم دائم  
 کوئی ناچم و آئسل کوئی واصل بیدار کوئی واقف فراموشکار کوئی مدبہ شنس  
 سنت دہی کوئی گریہ و تبسم کنندہ کوئی گرفتار قبض کوئی خندان کوئی خوف زدہ  
 کوئی صاحب اخلاص کوئی پریشان کوئی حیران کوئی سرگردان کوئی چیخنے والا  
 کوئی نوحہ کرنے والا کوئی اسکی جمعیت و جمع سے صاحب جمعیت ہوتا ہے اور  
 کوئی انین سے ایسا ہوتا ہے کہ جسوقت تحقیق کو پہنچتا ہے کپڑے پہاڑ ڈالتا اور  
 توپ کرتا اور اُس پر حال غالب آجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بعض کی وجہ سے بعض پر رحم  
 فرماتا ہے اور یہ کہا کرتے تھے کہ اے میری اولاد زہے نصیب اُسکے جو اس  
 حال کو پہنچے کہ بندوں کو اللہ تعالیٰ سے تربت کر دے اور لہر اُنکو اللہ تعالیٰ کی طرف  
 بلاتا ہے پس تم اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف بلاؤ اے بنو۔ اور کہا کرتے تھے کہ یہ  
 کار اس المال محبت و تسلیم و معاندت و مخالفت کی سب کا ڈال دینا اور اپنے پیر کی راہ

اور حکم کے تحت میں آرام لینا ہے پس جب میری مین ہر روز محبت و تسلیم کی زیادتی ہوگی تو وہ قطع کر دے جانے سے بچا رہے گا کیونکہ راستہ کے عوارض اور اتفاقات و ارادات کی گھاٹیاں ہی مدد پہنچنے سے الگ کر دیتی اور وصول سے روک دیتی ہیں۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میری اولاد! جب تم میں سے کوئی شخص اپنے مولیٰ سے عمدہ معاملہ نہ رکھتا ہو تو وہ اُن احوال میں نہ پڑے جکھوہ نہین جانتا کیونکہ اس فرقہ کے لوگ اُن حضرات کے موافق ضمیر و داخل ہوتے ہیں کبھی تفریق کی زبان سے گفتگو کرتے ہیں اور کبھی تحقیق کی زبان سے اور تم نے اے میرے بچے نہ اُنکے حال کا مزہ چکھا ہے نہ تفریق میں مبتلا ہوئے اور نہ اُنکی حضرات میں داخل ہوئے ہو پھر شکوہ کمان سے یہ معلوم ہوا کہ وہ گمراہی میں کیا اے بچے تم تیرنا نہ جانتے پر سندر میں تیرنا چاہیے ہو پھر اگر تم ڈوب گئے تو جاہلیت کی موت مرے کیونکہ تم نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا اور حق تعالیٰ نے اسکو تیر حرام کیا ہے بلکہ اے میرے بچے تیرنا واجب ہے کہ اس فرقہ کی دعا چاہو اور اُنکی برکتوں کی تلاش میں رہو اور یہ اُس حالت میں ہے کہ تم میں اُنکے عمل کی سکت نہ ہو اور اگر تم میں اسکی قدرت اور سکت ہو تو تم ہمیشہ کیلئے صاحب سعادت ہو اور اسی میرے بچے اِجان لے لے کہ اس فرقہ کے لوگ جب حضرات میں داخل ہوتے ہیں تو اُنکی زبان میں مختلف ہو اگر تلی ہیں اور اُنکے اشارات و کلمات کچھ سمجھیں آتے ہیں اور کچھ نہیں آتے اور یہی حال اُنکے احوال کا بھی ہے کہ بعض عبادتیں کرتے ہیں اور بعض میں نہیں آتے اور اُنکے بعض اسرار الہیہ ہیں کہ کوئی ناؤل و معبر اُن تک پہنچتا ہے اور نہ کوئی مطلق و مفسر کہو کہ اُنکے اسرارِ اعلیٰ کے راز کی جگہیں ہیں اور جب لوگ اللہ تعالیٰ کے اُن اسرار کو سمجھنے سے عاجز ہیں جو خود اُن میں ہیں تو کیونکر اُن

اسرار کو سمجھ سکتے ہیں جو اربوں میں ہیں اسلئے اے میرے بچے اس فرقہ کے معاملہ کے بارہ میں تجھ کو اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا اور انکی نسبت حسن ظن ہی واجب ہے کیونکہ اے میرے بچے میں تیرا نامح ہوں اور جب تو اس شخص پر جبکہ اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے ہتان دوزخ سے سمت لگا دینگا اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے تعزب بخش ہے اُس پر حرأت کریشیے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے دشمنی کرے گا اور عداوت رکھے گا پس تو اسکے بعد کہیں فلاح نہ پادے گا گو تو تعلیم کی عبادت پر ہی کیوں نہ ہو اور کسا کرتے تھے کہ جسے تڑکے اُٹھ اُٹھ کر قیام کیا اور اُس میں برابر مغفرت چاہتا رہا اسکے لئے اللہ تعالیٰ نے انوار کو کھول دیا اور اُسکو نزدیکی کے خم سے شراب پلائی اور اُسکے دل میں معافی کے مہر وادہ طلوع ہوئے اسلئے اے میرے روحانی بچے! جو میں نے تجھے بنایا ہے اُس پر عمل کر فلاح و انون میں سے ہو جائے گا۔ اور انکا قول ہے کہ بہت سے ایسے ہیں جو اسم اعظم کی تلاوت کرتے مگر نہ اُس سے واقف ہیں اور نہ اُسکے معنی سمجھتے ہیں حالانکہ اولیاء جو درخت کو چھو دیتے اور اُس میں پل لگتے ہیں تو اُسی کے ذریعہ سے اور چٹان سے جو پانی بہنے لگتا ہے تو اُسی کے ذریعہ سے اور وحشی جانور جو کسی ولی کے کُستخ ہو جاتے ہیں تو اُسی سے اور کوئی ذلی جو پانی مانگتا ہے اور وہ برسنے لگتا ہے تو اُسی سے اور مردہ کو جو زندہ کرتے ہیں تو اُسی سے۔ اور انکا قول ہے کہ آدمی اس راہ کا غوطہ زن نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے قلب اور اپنے بستر اور اپنے عمل اور اپنے غم و فکر اور ہر اُس چیز سے جسکا اُسکے دل میں اُسکے رب کے سوا خطرہ گزرے گریز نہ کرے اے اے کاش کپڑوں پر سے پردہ اُٹھ جاتا

اور اندھا اُس حرت کو دیکھتا جو نہ حرت ہی اور نہ طرف اور جو چیز انکھیں بند کرنے پر  
 بھی پوشیدہ رہتی ہے وہ نظر آتی اور فضل کا فضل گُل جانا اور گرہ بان کا تگمہ داہو جانا  
 واہ ان حفرت والے کے شوق کا کیا کنا ہے۔ مگر شوق تو صرف اُسی کیلئے ہے  
 جو دور ہوتا ہے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ جس شخص کے اعمال واقوال اُس چیز کی  
 یافت سے روکین جسکو وہ چاہتا ہے وہ شخص مقام توحید سے اور مقام تفرید  
 سے محجوب ہے اور ولی اپنے رب کی طرف حبت نہیں کرتا جب تک کہ اُسکے اسوا  
 کے ساتھ وقت کو ترک نہ کرے خواہ وہ کوئی مقام ہو یا کوئی درجہ ہو۔ اور کہا کرتے  
 تھے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اپنے رب کے پاس مجتمع ہو تو تم اپنے باطن اور اپنے  
 ضمیر کو بدی و نیت بد اور اسد و جل کی مخلوق میں سے کسی کی نسبت اپنے  
 دل میں بُرائی کو جگہ دینے سے پاک و صاف کرو۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے  
 میرے بچو! دیکھو اپنے حق میں رخصتون کی بابت ابلیس کے فتوے سے  
 بچتے رہو ایسا نہ کہ تم عزمیون پر عمل کرنے کے بعد رخصتون پر عمل کر دیکو کہ ابلیس  
 رخصتِ شرع کی حبت میں نگو گرا ہی دوسر کشتی ہی کا حکم دیتا ہے خصوصاً جبکہ وہ تمکو

عہ لغت میں رخصت کے معنی آسانی و ہولت کہیں۔ اور شریعت میں اُس چیز کا نام ہے جو  
 عواض کے تعلق سے مشروع ہو یعنی جو چیز کسی عذر کی وجہ سے مباح کی گئی ہو حالانکہ اُسکے حرام ہونے  
 پر دلیل موجود ہو۔ اور بعض کا قول ہے کہ جبکی بنا بندوں کے عذر پر ہودہ رخصت ہے ۱۲ مترجم  
 از کتاب التعریفات۔

عہ غریب کے لغوی معنی مضبوط اور اودہ کہیں۔ اور شریعت میں اُس چیز کا نام ہے جو اہل شریعت  
 میں سے ہے اور عواض سے تعلق نہیں ہے۔ اگلے امین اور رخصت میں تقابل نفاذ کی نسبت مگر مترجم

کسی ممنوع میں پھنساتا ہے۔ اور اسکے بعد تجھے کہتا ہے کہ یہی تمہارے مقدر میں تھا مہلّا تجھے اس میں کیا دخل ہے کیونکہ (اس صورت میں) تم بالکل ہلاک ہو جاؤ گے۔ اور اے میرے بچے! جان لے کہ اللہ تعالیٰ تو تجھ کو اپنے نبی ہی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم دیا ہے اور جو چیز دنیا و آخرت میں تجھے اذیت دے اُس سے منع ہی کر دیا ہے پھر تجھے کیا پڑی ہے جو اسکی مخالفت کرتا ہے اور اے میرے بچے! اگر تم اُس پرچہ پر قناعت کرتے ہو جو حکوتم اپنے گمان باطل میں اجازت نامہ و خلافت نامہ سمجھتے ہو تو سُن لو کہ تمہارا اجازت نامہ صرف تمہارا حسن سیرت اور اخلاص سرپرست ہی ہے اور اجازت یافتہ کی شرط یہ ہے کہ سب لوگوں سے بڑھ کر گناہوں سے دور رہے شدتِ قیام کرنا والا اور کفر سے روزے رکھنے والا ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی مواعلت رکھنے والا ہو کیونکہ غلامِ جہدِ خدمت کرتا ہے اُسی قدر اُسکا آقا اُسکو دوسرے غلاموں پر ترجیح دیتا ہے پس حقیقی اجازت تو یہی ہے لیکن جب تو نے دعویٰ تو کیا ہے پیو نے کا اور کی اپنے رب کی نافرمانی تو وہ تجھے کسے گا کہ کُف ہے جو پھر کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ ان تو تجھے ہمے قرب کا دعوے اور کہ ان یہ حال کہ ہماری ہنسنی کے لئے تو نے اپنے میلے کچیلے کپڑے بھی نہیں دھوئے کتنے حرام کو تو اپنے پیٹ میں بھر ہوئے ہے اور کتنے قدم تیرے گناہوں کی طرف پڑتے ہیں تو کس قدر ایسے وقتوں میں مست خواب بہتا ہے جب ہمارے احباب ایک بانوں کھڑے رہتے ہیں تو چوٹا مدعی ہے بس جایان سے ہوا ہو۔ اور ان کا مقولہ ہے کہ چوٹس اپنے آپ کو ہمارے طریقہ میں مشہور کرتا اور اُس کا حق نہیں ادا کرتا

اور ہمارے ساتھ ٹھٹھا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکا دشمن ہو جاتا ہے اور انکا مقولہ ہے  
 کہ جس نے خیانت کی وہ مٹا اور جس نے ہمارے کلام سے نصیحت نہ حاصل کی وہ ہمارے  
 رکاب میں نہ چلے اور نہ ہمارے پاس آئے اور ہم دوست نہیں رکھتے اپنی اولاد میں  
 سے مگر اسی کو جو چالاک تبلیغ شائل ہے اور اسی میں یہ صلاحیت ہے کہ صاحبِ راز  
 بنایا جا سکے پس اسے میری اولاد میں ہمیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کہ میرے طریق کو  
 بڑا نہ بناؤ اور نہ میری تائید کو بڑا نہ پہنچو اور اُس میں جمل و فریب اور دھوکا نہ کرو اور خلوص  
 برتو خلاصی پاؤ گے۔ ہم نے تو مکہ و دوست رکھا اور برگزیدہ بنایا ہے اسلئے تم ہماری  
 کدورت کا باعث نہ ہو اور کلام سے ہمارے طریق کو متہم نہ کرو اور جیسا ہم نے تمہاری  
 تربیت و نصیحت کا حق ادا کیا ہے اُسی طرح تم سننے اور بات ماننے میں ہمارا حق  
 ادا کرو۔ اور میں نے تم کو وہی حکم دیا ہے جس کا حکم تم کو تمہارے رب نے دیا ہے اس لئے  
 وہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے میرا حکم نہیں ہے پس اگر تم نے عہد شکنی کی تو وہ خدا ہی کا عہد  
 ہے اور اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم نے مجھے صرف کاغذ کے پرچے لئے ہیں تو تم کو تمہاری  
 حاجت نہیں ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس بات کی بیعت  
 کی ہے کہ میں تمہارے مال کا جو یا نمونہ گا اور نہ تمہاری میراث لوں گا اور تمہارے قبضہ  
 کی چیز سے میں اپنے خرقہ کو میلانہ کروں گا اسلئے سنو اور اطاعت کرو اور مجھ سے اور  
 میری جماعت کے اُن لوگوں سے جس کو میرے ساتھ خلوص ہے اپنے مال کو محفوظ  
 سمجھو اور میں اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ میری بقیہ اولاد کو اُن لوگوں کے ساتھ ملاوے  
 جن کو میرے ساتھ خلوص ہے اور انکو انکے جیسا کرے پس وہ اپنے بھائیوں شرفیت  
 اور انکو نصیحتیں کریں اور انکے باہن سے کنارہ کش رہیں۔ اور انکا قول ہے کہ ہمیں

یہ گمان نہ کرنا کہ اسکی ہلاکی اسکی طاعت میں ہے تو وہ ہلاک ہونے والا ہے  
 کیونکہ ہماری طاعت بھی اُسکے فضل و احسانات میں سے ہے اور بیچ میں ہمارا  
 کچھ بھی نہیں ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو! ”میں“ کہنے سے بچو  
 کیونکہ اللہ تعالیٰ دعویٰ کرنے والوں کو نیچا دکھاتا ہے اور اگر تم تقصیر کے عمل پر ہی  
 ہو گے تو نیچے اتر دے گا یا صاحب منزلت ہو گے تو گر بڑو گے۔ اور کہا کرتے  
 تھے کہ وہ اگر ہلکے گوشہ نشین کی کوئی تدبیر ہاتھ آتی یا لوگوں کی نگاہوں سے  
 الگ ہو جانے کی کوئی سبیل ہوتی تو ہم ضرور اُسی کو اختیار کرتے کیونکہ اس  
 زمانہ میں قلب پریشان رہتا اور ہر وقت کلیجہ گھٹا کرتا ہے۔ اس زمانہ کے  
 لوگوں سے کمان بہاگ کر جائیں اور کونسی جگہ پناہ لین یہ وہ زمانہ ہے جس میں  
 قیل و قال زیادہ ہے۔ مگر جسے ہکو اس زمانہ کے لوگوں کے ساتھ مبتلا کیا ہو  
 وہی اپنے حول و قوت سے ہماری تدبیر کرتا اور ہکو مدد دیتا ہے۔ اور انکا مقولہ  
 ہے کہ جس نے اپنے نفس کے منافقہ سے غفلت کی وہ برباد ہوا اور جس نے  
 منافقہ میں جلدی نہ کی وہ گمراہی میں رہا۔ اور انکا قول ہے کہ اللہ عزوجل فقیر  
 کو کسی امر میں اسی لئے مبتلا فرماتا ہے کہ وہ اُسکو مردانہ خداکے منزلوں تک  
 پہنچانا چاہتا ہے پس اگر اُس نے صبر کیا غصہ کو دیا یا پردہ باری کی تحفو سے کام لیا  
 اور قیاضی برقی تو اُسکے درجے بلند ہوئے اور نہیں تو روکا اور کالہ یا گیا  
 اور انکا قول ہے کہ تم میں سے کوئی شخص جب کبھی اپنے رب عزوجل کی  
 نافرمانی کرتا ہے اور وہ کمزور سے کمزور کیڑوں کو کیڑوں کے پاس سے بھی گزرتا  
 ہے تو وہ یہی چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں قوت عطا فرمائے کہ وہ اُس کا





التَّوْرَاتِ ثُمَّ لَمْ يَخْلُوهَا كَتَلِ الْجَمَّاسِ كَتَلِ السَّفَاسِرِ أَهْ وَأَرْصِكَ  
 کہ تم ان سب باتوں پر جو اسمین میں عمل نہ کرو گے اور اسمین ایک حرف بھی ایسا  
 نہ رہے گا جو تمہارے خلاف میں گواہی دے اُس وقت تک تم گمراہ ہوئے  
 سے خارج نہیں ہو سکتے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میری اولاد! کتنی خود پسندی  
 کتنا لہو بازی کتنی گمراہی و ہوا پرستی کتنا فریب و بہودہ زندگی کتنی بیوفائی کتنا سو  
 گناہ کیا ان کتنی غفلت کتنی لغزش کتنے گناہ کتنا جھوٹ اور کتنی سُستی!!!  
 کہنا تک صیحتیں سنو گے اور کان نہ دہرو گے تو تم مُردے ہی جیسے ہو۔

اور انکا قول ہے کہ اگر حق تعالیٰ تمہارے دلوں پر سے مضبوط قفلوں کو ہٹالے  
 تو جو کچھ عجائب اور حکمتیں اور معانی و علوم قرآن میں ہیں ان پر ضرور تم مطلع ہو جاؤ  
 اور اُسکے سوا کسی چیز کے دیکھنے کی تمکو حاجت نہ رہے کیونکہ جو کچھ وجود کے  
 صفحوں میں لکھا ہوا ہے سب اُسی میں ہے اور تعالیٰ نے فرمایا ہے  
 مَا قَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ اور اللہ تعالیٰ جس شخص کو اپنی کتاب  
 کی سمجھ عطا فرماتا ہے اُسکو اُسکے ہر حرف کی تاویل اور اُسکی ماہیت اور اُسکے  
 معنی اور یہ کہ ہر حرف کا سبب کیا ہے اور اُسکی صفت کیا ہے اور جو حروف  
 علوی نقلی عرشِ کرسی بادل پائی آسمان ہوا زمین اور تحت الثریٰ میں لکھے  
 ہوئے ہیں سب بتا دیتا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ جب شرائع و کتاب پر چلنے والے  
 امر و تنہی کے درمیان کھڑا رہے گا تو اُسکی کشائش حقیقی ہوگی یہاں تک کہ

عہ دیکھو ساتویں بارہ کا دسواں رکوع (سورہ انعام کی آیتیں آیت) پہنے لوں محفوظ  
 میں لکھنے سے کوئی چیز فرگذاشت نہیں کی - ۱۲ -

ہر شکل اُس سے دور ہوگی اور ہر طلسم اُس سے ٹوٹے گا اور ہر مہم اُس کے ذریعہ سے پہچان جائیگا لیکن جب اُسکی کثرت کلام و ترتیب کی یاد اور مقامات کا بیان ہوگی تو وہ کثرت نش نہیں ہے وہ تو اُس کے لئے ادراک کے ادراک اور علوم حق کے مشاہدہ سے حجاب ہے اور وصف بیان کرنیوالا اُس شخص جیسا نہیں ہے جو پہچانتا اور یاد کرتا اور عرفان کی زبان سے باتیں کرتا ہو۔ اور بسنے ایسے مہین جن پر ایسی عنایت ہوئی کہ مشاہدہ نصیب ہو اور اس پر ہی اگر اُن سے مقامات کا حال پوچھا جائے تو وہ نہیں بتا سکتے۔ اور اپنی ساری اولاد سے میرا مقصود یہ ہے کہ وہ چمکنے والی ہو حال بیان کرنے والی ہو اور وہ علوم کو سینہ و سفینہ سے نہیں بلکہ ربانی معدنوں سے لین کیونکہ اس گروہ نے انہیں چیزوں کی نسبت گفتگو کی ہے جسکو اُس نے چکھا ہے اور اُنکے دل اللہ تعالیٰ کے عطیوں اور بخششوں سے بالامال تھے پس اُن سے اُس آبِ حیات کے قطرے ٹپکتے تھے جو انہیں موجود تھا اس لئے اُنکے علوم کا چشمہ اصلی سرچشمہ کے صلی حشر سے یعنی آبِ حیات کے جوہر سے نکلتا تھا۔ اور جو وصف بیان کرنیوالا ہے وہ تو دوسرے سے نقل کرنیوالے کا ناقل ہے اور اخلاق و فائدہ کے اعتبار سے اُس مہین اس گروہ کے ذوق کا نقطہ و ذوق ہی نہیں پایا جاتا اور اسکی نسبت سنادی کیجاتی ہے کہ یہ وہ شخص ہے جس نے دہن کے کی جالی میں دینا میں پوست پر قناعت کر لی ہے۔ اور پہنے ایسے مردانِ خدا دیکھتے ہیں جنہیں سے ہر شخص کو اس بات سے شرم آتی تھی کہ وہ ایسے مقام کا ذکر کرے جیسے وہ نہیں پہنچا ہے گو اُسکے بیان میں دفتر ہرے پڑے ہوں۔ پس اے میری

ساری اولاد! جب تم سے کوئی شخص مثلاً تصوف کی نسبت سوال کرے یا معرفت  
 و محبت کو پوچھے تو ہرگز اُسکو اپنی زبانِ قاتل سے جواب نہ دو جیتک کہ اُسکے  
 نزدیک تمہارے معاملہ کا ویسا ہی خلوص آشکارا ہو جائے جیسا کہ وہ کانٹا کا  
 ہوا ہے۔ اور جب ایسا ہو تب تمہارا کلام امرِ حیل شدہ و حاصل کردہ کی نسبت  
 ہوگا۔ اور جب تم میں سے کوئی شخص اوامر و منیہ پر قائم اور عمل میں صاحبِ  
 خلوص ہو گا تب اُسکی زبان اُن فوائد کی ترجمان ہوگی جو اُسکے خلوص سے حاصل  
 ہوئے ہیں۔ اور جو شخص رستی و خلوص کا دعویٰ کرے اور ادب و تواضع کا  
 ثمرہ اُس میں نہ پایا جائے وہ جوڑا ہے اور اُسکا عمل دکھانے اور نہ کو ہے  
 جسکا ثمرہ کبہ جو آپسندی اتفاق و سوراخلاق ہی ہو گا خواہ وہ چاہے یا نہ چاہے  
 اور اُنکا قول ہے کہ تصوف صوف (موٹے بالوں کا کپڑا) پہننا نہیں ہے۔  
 صوف تو تصوف کا ایک شمار (معکر) ہے۔ کیونکہ تصوف کی باریکی کا بیان  
 وقت طلب ہے اور اُسکی ترقی کی رونق و تازگی آہستہ ہی آہستہ حاصل ہوتی  
 ہے۔ پس جب صوفی تصوف معنوی کی حقیقت تک پہنچتا ہے تو کہ اپنے آپ کو  
 پسند نہیں کرتا کیونکہ وہ رغبت کے مقامات سے نکل کر لطافت کے مقامات  
 میں پہنچتا ہے اور اُسکا ظاہر محسوس اُسکے باطن الہی کی طرف لوٹ آیا اور وقت  
 کے بعد مجتمع ہوا ہے اور آتشِ احراق کی جگہ گری اُس میں ڈال دی گئی ہے  
 اسلئے بانی اُسکو جلانے لگا ہے اور پرت و ژالہ اُسکی سوز و شمس کو قوت دیتا ہے  
 اور اُسکے سر کے لطیف اور اُسکی کثافت کے زائل ہو جانے کے  
 باعث باریک کرتے اُسکی تاب نہیں لاسکتا بخلاف مرید کے کہ وہ اپنی بدایت

میں کہ اگر اپنا اور کہہ لکھنا کہتا ہے تاکہ اُس کا نفس مودب ہو اور اپنے مولیٰ  
 کے آگے سر جھکا کرے اور اُس شخص میں اُن مقامات کی صلاحیت پیدا ہو جنہیں  
 وہ ترقی کرے گا پس جب قدر پر وہ باریک ہوتا جائے گا اُس قدر کپڑے ہماری  
 معلوم ہونگے۔ اور کہہ کرتے تھے کہ اے میرے قلبی بچو! عزم کی ہمت کو  
 جمع کرو تاکہ طریق کے معنی کو یافت سے نہ دریائے پہچانو اور جس مقام میں تم  
 ٹھہر جاؤ گے وہ تمکو تمہارے مولیٰ سے حجاب میں رکھے گا اور جتنی چیزیں کہ  
 اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین اور اُسکی کتاب  
 عزیز کے سوا میں سب باطل ہیں اور اُسکی وجہ یہ ہے کہ اعراض سے اعراض  
 پیدا ہوتا ہے۔ اور کہہ کرتے تھے کہ اے میری قلبی اولاد! اپنے غالب سے  
 مجر د ہو کر اپنے قلب کی طرف آ اور جس چیز میں تجھے کچھ فائدہ نہیں ہے یعنی بحث  
 و تکرار اور نقل و ہیودہ گفتار اُس میں مشغول رہنے کو ترک کر کے خاموشی اختیار کر  
 اور ارادہ کو مضبوط کر کے اس طریق کے گھوڑے پر سوار ہو اور اُس شراب کے  
 پینے سے پہلے جو باطنی ہے خوب پرہیز کر لے اور اُس شراب کے سوا جہین  
 محو اور کمر ہوتا ہے اور کوئی شراب نہ ہی آہ آہ یہ طریق کقدر شیریں ہے  
 کقدر روشن ہے! کقدر تلخ ہے! کیسا قاتل ہے! کیسا نہان ہے!  
 کو سا جان بخش ہے! کیسا دشوار گزار ہے! کیسا تکلیف دہ ہے! کس کثرت  
 سے اسکے پندے ہیں! کیسی سخت اسکی گمائی ہیں! کیسے تعجب انگیز ہیں  
 آنے والے ہیں! کیسا گہرا اسکا دریا ہے! کس کثرت سے اہمیں شیریں ہیں!  
 کس کثرت سے اہمیں مدد بخشتی ہے! کس کثرت سے اہمیں سامپ اور بچہ ہیں!

پس اسے میری اولاد تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ متفرق نہ ہو ملے رہو اللہ تعالیٰ تم کو  
 تمہارے پیر کی برکت سے بچائے رکھے گا۔ اور کہا کرتے تھے کہ تم کیونکر لیلیٰ کو چاہتے  
 ہو تم تو اوت دن اُس پر طعن کرنے والوں اسکو بُرا کہنے والوں اُسکی بارگاہ کے  
 حاضر باشنوں کو بُرا سمجھنے والوں اور ان پر اعتراض کرنے والوں اور اُسکے معاہدین  
 میں خیانت کرنے والوں کے ساتھ ہو لیلیٰ تو اُس کے سامنے آئیگی جس نے اُسکے  
 لئے رسوائی اُٹھائی اور اُس پر طعن کرنے والوں کی بات نہ مانی اور اُسکی بارگاہ  
 کے حاضر باشنوں کو بُرا سمجھنے والوں کی بات نہ سُنی۔ اور لیلیٰ تو اُس سے محبت  
 نہیں کرتی جو اُسکے سوا کسی اور سے دل لگائے یا جسکے دل میں کسی اور کا خیال  
 آئے۔ وہ تو اُس کی دوست رکھتی ہے جو اُسکی شراب میں گنئیے غم تبے خود  
 غرق جیوش اور بے سُردہ ہو یہاں تک کہ اگر جن دانس ملکہ بھی چاہیں کہ اُسکے  
 قلب کو اُسکی طرف سے پیر دین اور جو بیان وفا اُس نے لیلیٰ سے باندھا ہو اسکو توڑ دین  
 تو عاجز رہیں۔ اب اسے میری اولاد تم اپنے حال پر نظر دوڑاؤ۔ اور کہا کرتے  
 تھے کہ اسے میری قلبی اولاد! محال کے قلموں اور بیوہ بکنے والوں اور  
 زبان درازوں کے ساتھ نہ بیٹھا کر دو اور ایسے شخص کی ہنشمینی کر دو اپنے پروردگار  
 کی طرف متوجہ ہو یہاں تک کہ لوگ اُس سے طریقت اخذ کرتے ہوں اور  
 تفریق نے اسکو لاغر کر دیا ہو اور کُل دوست اُس سے بچ پڑ گئے ہوں اور وہ سو کہہ کر  
 قاف ہو گیا ہو اور طریقت کی زہر آلود شراب کے پینے سے اسکا جسم گھل گیا ہو  
 اور اُسکی نیند اور ون کی عبادت سے افضل ہو کیونکہ وہ اپنے سونے کی حالت  
 میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں رہتا ہے اور اکثر عبادت کرنے والے عبادت

میں اپنے نفس کی معیت میں ہوتے ہیں۔ اور انکا قول ہے کہ یہ گردہ جو کچھ  
 دعویٰ کرے اسکی تصدیق کو لازمی سمجھو کیونکہ تصدیق کرنے والے مراد کو پہنچتے  
 ہیں اور ٹھٹھا کرنے والے نامر اور تہتے ہیں اسلئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خواص  
 بندوں کے دل میں ایسی بات ڈال دیتا ہے جسپر نہ کسی مقرب فرشتہ کو  
 اطلاع ہوتی ہے اور نہ کسی نبی مرسل کو اور نہ کسی بدل و صدیق ودلی کو۔ اور میں  
 یہ اپنے دل سے نہیں کہتا یہ تو اُن لوگوں کا کلام ہے جنکو اللہ تعالیٰ کا علم  
 ہے۔ اسلئے عاقل کو تسلیم کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے ورنہ نہ خواص بندے  
 اس سے ملیں گے اور نہ یہ ان سے ملے گا اور اُنکے فوائد سے محروم اور دونوں  
 جہان میں گماتے میں رہے گا اور انکا قول ہے کہ سچے مرید کی علامت یہ ہے  
 کہ رات دن اور صبح وشام اس راہ میں چلتا رہے نہ لیٹے اور نہ آرام لے اور اُسکا  
 راہوار گوشت سے خالی اور شجاعت سے برابر ہوا ہو اور اُسکی بہت نے اسکی  
 سواری کو تھکا دیا اور بیمار بنا ڈالا ہو نہ کوئی قید اُسکی تمہت کو مقید کر سکتی ہو اور نہ کوئی  
 ہلاکت اسکو مہیبت دلا سکتی ہو۔ نہ ملواریوں کے دار اُسکو مبتلا کر دیا بیماریاں  
 بنا سکتے ہوں اور نہ کوئی بد راہ شیطان یا سرکش دیو اسکا خیال بٹا سکتے ہوں  
 جنہیں اُس سے اُسکے معشوق کے بارہ میں جھگڑے وہ اُنکی کمائے۔ نہ آرام لے  
 نہ سوئے اور نہ ہوش میں آئے بلکہ اسکا سارا وقت معشوق ہی کی دُہن میں مرن  
 ہو۔ اس طور سے وہ چلا جائے یہاں تک کہ لیل کے خیموں تک پہنچ جائے  
 اور خیموں کی طنابوں پر اپنے کامل رکھ دے۔ اور جب اجا بے مر جا کی آواز  
 سنے تو ہوش میں آئے اور خوش ہو اور قاب قوسین سے یہ صدائیں

سنے کہ یہاں پہونچ گیا تو آرام لے کئے دنوں سے تو جنگلوں بیابانوں پہاڑوں  
 اور دریاؤں کو قطع کر رہا اور تاریکیوں اور آتشیں گھاٹیوں کو طے کر رہا تھا۔ اور کتنی  
 مدت سے تو ممکن اور سچ و مصیبت میں مبتلا تھا۔ اور کتنے عرصہ سے اور لوگ  
 رستہ سے لوٹے چلے جاتے تھے مگر تو ابھونچا۔ اللہ تعالیٰ تیرا رستہ بلند کرے اور  
 تیری کوشش کو نیک لگائے۔ آج تم ہمارے یہاں میمان ہو۔ اور ہمارے دن کا  
 ابدالاباد تک خاتمہ نہیں ہے۔ اور انکا قول ہے کہ فقیر کی شان یہ ہے کہ وہ  
 حسد غیبت سرکشی قریب وہی ہکا بڑہا بھی خشک و شہد چالو سی اور دنگوئی غرور  
 خود پسندی خود نمائی رنجی اڑکڑ اور نفس کی لذتوں سے بے برا ہو اور مجلسوں میں صبر  
 بنکر بیٹھے اور اپنے بہائی کے مقابلہ میں اپنے آپ کو کوئی چیز نہ سمجھے لڑائی  
 جنگڑے سے کنارہ رہے اور کسی اہل طریق کے آزمانے یا ناقص ثابت  
 کرنے یا اسکی نسبت بدظنی رکھنے میں نہ پڑے اور یہی برتاؤ اُن لوگوں کے ساتھ  
 بھی رکھے جو اس گروہ کے لباس میں ہوں اور کبھی کسی صاحب خرقہ پر اعتراض  
 نہ کرے مگر جس صورت میں کہ وہ اختیاراً صریح کتاب و سنت کی مخالفت کرنا ہو  
 اور یہی انکا قول ہے کہ فقیر کی شرط یہ ہے کہ عزت و جاہ۔ کٹرے ہونے اور  
 بیٹھنے۔ قبول و رد گردانی اور اسی قسم کے احوال ظاہرہ میں مخلوق کی مراعات  
 کی طرف اسکی توجہ نہ ہو کیونکہ وہ صرف اللہ ہی کو پیش نظر کرتا ہے۔ اور انکا قول  
 ہے کہ جب تک ”میں“ اور ”تم“ ہے اسوقت تک محبت کہاں محبت تو روحان  
 کا جسموں کے ساتھ بھانا اور شیر و شکر ہو جانا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ اس  
 فرقہ کا کوئی شخص بدعتی نہیں ہے یہ لوگ تو ادب میں سیدالائم ہی کی پیروی

کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ ”مسلمانو! اپنے گہروں کے سوا (دوسرے) گہروں میں گہرواؤں سے پوچھے اور ان سے سلام طیک کئے بدون نہ جایا کرو“ چنانچہ اس آیت کے اُترنے کے بعد لوگوں کی یہ حالت تھی کہ کھڑے ہو کر تین مرتبہ آواز دیتے تھے اور اگر اجازت ہوتی تھی تو جاتے تھے ورنہ اپنی جگہ پر داپس چلے آتے تھے۔ اور انکا قول ہے کہ اگلے لوگ ایکجا ہونے کی آفتوں سے ڈرتے تھے اسی لئے ان لوگوں نے گونہ نشینی اختیار کی تھی صرف نماز جمعہ اور علم کی ایسی مجلسوں میں شریک ہونے کے لئے باہر نکلتے تھے جنہیں نہ ریا ہوتی تھی نہ نزاع نہ خودمانی اور نہ کسی کی خاطر داری اور ہمارے زمانہ میں ان باتوں سے بچاؤ کی بہت ہی کم صورت نظر آتی ہے اسلئے اُن چیزوں کے حاصل کر لینے کے بعد جو اللہ تعالیٰ نے قہر واجب کی مہین تہائی ہی اختیار کر رکھو مگر اے میرے بچے! تم سائوین صدی میں ہو چکے اکثر آدمی سالک کی شریعت کو نہایت کے مخالف اور عشق کی حقیقت کو طہلیت کی بدعت قرار دیتے ہیں گویا انہوں نے کبھی اللہ کی بخشش اور اللہ کی مدد کے عطیوں اور اُنکے خلاف عادت عجائبات کو جانا ہی نہیں ہے بلکہ اپنے بُرے حال کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ بخشش کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ اور جس شخص کا ایسا اعتقاد ہو وہ تو اللہ تعالیٰ ہی پر اُسکے فعل کی نسبت معترض ہے۔ اور اعتراض سے اللہ پناہ دے لیکن جو لوگ کہ حاضرانِ بارگاہِ ہین اُن کو ایسے لوگوں سے جو اُس سے روگردان

عہ پارہ ۱۸- (رکوع ۱۰) سورہ نور۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا۔



ہیں متما کرنا ضروری ہے تاکہ دینوں سے کرامات سرزد ہوتے و یکبارہ دگر و گزافوں کو  
 بھی اُس بارگاہ کا شوق پیدا ہو۔ پس جو شخص فیرون کی قدر نہیں جانتا وہ کس قدر  
 جاہل اور کمیا انداز ہے۔ اُس فرقہ کی نسبت کیا کہا جائیگا جسکے سب لوگ اللہ تعالیٰ کے  
 طالب ہیں۔ کیا کوئی مسلمان انکو بُرا سمجھے گا؟ واللہ کبھی نہیں۔ جنید رضی اللہ عنہ سے  
 کسی نے کہا کہ ایک فرقہ کے لوگ وجہ کرتے اور تھرتھکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انکو  
 اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوش ہونے دو اور صرف اُسی گناہ کو بُرا سمجھو جسکی تصریح شریعت  
 میں ہے۔ اور اس فرقہ کے جو لوگ ہیں انکے جگر کو اس طریق نے ٹکڑے ٹکڑے  
 کر ڈالا اور مصیبت و ماندگی نے انکی آنخوں کی دھجیان اُڑا دی ہیں اور تنگ حال  
 ہی ہیں اسلئے کہ اگر یہ اپنی حالت کا علاج کرنے کے لئے سانسین بہرین تو کچھ مفید  
 نہیں ہے اور بہائی جان با جو مردہ چکیتے ہیں اگر تم چکیتے تو انکو چھینے چلاتے اور  
 کپڑے پہاڑنے میں معذور سمجھتے۔ پس اللہ تعالیٰ میری اولاد کو ہدایت کی راہ پر  
 چلنے کی تعلیم فرماے بیشک وہ سننے والا قبول کرنے والا ہے۔ اور انکا قول ہے  
 کہ اس فرقہ کے اخلاق سے کم آشتی ملی بد نصیبی ہے کیونکہ انکے ساتھ بلے ادبی  
 ہلاکت کا باعث ہوتی ہے اور مردارہ کھلا ہوا ہے بند نہیں ہے۔ حسن رکھو کہ یہ  
 فرقہ اللہ کے دروازہ پر کھڑا ہوا ہے اور پر وہ میں چپا کر جو راز و نیاز کی باقین ہوتی ہیں  
 وہی جواب ہے۔ اور انکا قول ہے کہ سب سے درست تفسیر تو وہ ہے جو سلف سے  
 مروی ہے اور سب سے اجنبی وہ ہے جو ہر زمانہ میں دلوں پر شکست ہوتی ہے اور اگر  
 کوئی مجرک ہمارے دلوں کو حرکت میں نہ لانا تو ہم اُسکے سوا جو سلف سے وار د ہوا  
 ہے کچھ بھی زبان پر نہ لاتے مگر جب کوئی مضمون ہمارے دلوں کو حرکت میں

لانا ہے تو ہم اپنے پروردگار کے ورورازہ سے کشائش چاہتے اُس سے اجازت  
 طلب کرتے اور اُس سے سوال کرتے ہیں کہ اپنے کلام کی سمجھ عطا فرما تب ہم اس قدر  
 کلام کرتے ہیں جب قدر کشائش ہمارے دلوں پر ہوتی ہے اس لئے ہماری باتوں کو  
 تسلیم کر لو تو سلامت رہو گے کیونکہ ہم تو خالی ظرف ہیں اور علم اللہ تعالیٰ ہی کا علم ہے  
 اور انکا قول ہے کہ جب ربوبیت کا فیض پہنچتا ہے تو ریاضت و اجتہاد سے  
 بے پروا کر دینا ہے کیونکہ ریاضت کرنے والے کو جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی بخشش  
 نہ پہنچے وہ قاصر ہے اور خداوند تعالیٰ کبھی قاصر کو اس قدر عطا فرماتا ہے کہ بڑے  
 بڑے علم والوں کو نہیں ملتا اور اس فرقہ کا مطلوب صرف وہی ہے اس لئے جب  
 اُسکی معرفت تک پہنچ گئے تو بغیر اُسکے بتانے کے اور بغیر محنت و مشقت  
 کے ہر چیز کو جان جائینگے ہر جب اُنکو صحیح معرفت حاصل ہو گئی تو اس کے بعد کوئی  
 پروردگار باہتہ اسکی نہیں کہتا کہ مخدول ہو جاے۔ اور اس سے بچاے۔ اور  
 انکا قول ہے کہ جو شخص فنا میں فانی ہوا وہ بقائیں باقی رہا اور فنا ہی ایک حجاب ہے  
 مگر اُس صورت میں کہ باطل کی فنا ہو جیسا کہ بعضوں نے کہا ہے کہ اُسے موسیٰ  
 کو موسیٰ سے فنا کیا یا نہ کیا کہ وہی متکلم ہو گیا۔ اور انکا قول ہے کہ حسین خلق اللہ  
 پر شفقت کرنے کی صفت نہ وہ اہل اللہ کے مرتبوں تک نہ پہنچے گا اور روایت  
 ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب بکریان چرائیں تو انہوں نے ایک کوبی لکڑی سے  
 نہ مارا اور نہ اُنکو ہولا کہا اور نہ اُنکو تکلیف دی اس لئے جب اللہ تعالیٰ نے اُن کا  
 کمال شفقت بکریوں پر دیکھا تو اُنکو نبی بنا کر بھیجا کلیم بنایا اور بنی اسرائیل کا چرواہا مقرر

کیا اور ان سے سرگوشیاں فرائیں۔ پس جو شخص خلق کی عزت اور اسے شہرت کر لیا  
 وہ مردوں کے مراتب پر پہنچے گا و السلام۔ اور کہا کرتے تھے کہ واسد اگر لوگ تجی مہاجر  
 کریں اور ادا م کے تخت میں داخل ہوں تو انکو بیرون کی ضرورت نہ رہے مگر لوگ  
 اس راستہ کی طرف ملتیں اور بیاریاں لیکر آتے ہیں اسی لئے انکو حکیم کی حاجت  
 ہوتی ہے۔ اور جب کسی فقیر کی بہت لیتے تو اس سے کہتے تھے کہ اے  
 فلان اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق  
 عمل کرنے نماز کے پابند رہنے زکوٰۃ دینے۔ رمضان کے روزے رکھنے بیت  
 اسد کا حج کرنے اور بچنے ادا م شروع اور اخبار رضیہ میں انگلی پیروی کرنے  
 اور قول فعل و اعتقاد سے اللہ تعالیٰ کی طاعت میں مشغول رہنے کی بنا پر زہد  
 اختیار کر اور اسے میرے نیچے دینا کے مال و منال اسکی سواریوں پوشاکوں  
 سامانوں راحتوں اور لذتوں کی طرف نگاہ نہ کر اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 اخلاق کی پیروی کر اور اگر یہ تجھے ہو سکے تو اپنے پیر کے خلق کا پیروہ اور اگر  
 اس سے بھی تو نیچے اترا تو ہلاک ہوا۔ اور اس نے کہا کہ تو بہ نہ تو کاغذ کے ورق  
 پر لکھنے سے ہوتی ہے نہ بغیر عمل کے زبان سے کہنے سے تو یہ تو گناہوں کے  
 نہ کرنے کا ایسا مضبوط ارادہ ہے کہ جان جائے تو جاے مگر اس ارادہ سے  
 باز نہ آئے۔ اے میرے بچے اندھیری رات میں سہل قدم رکھ اور ان لوگوں  
 میں سے نہ جو مہلات میں مشغول رہتے اور غلط گمان رکھتے ہیں کہ اہل طریقت  
 میں سے ہیں اور جو شخص چیزوں سے ٹھٹھے کرے گا چیزیں ہی اسکو چھکیوں میں  
 اڑائیں گی و السلام۔ اس کے پاس ایک فقیر نے آکر خرقہ پہننے کی درخواست کی تو

اسکی طرف دیکھا اور کہا کہ میان باصورت بنالینا کچھ اچھی بات نہیں ہے خرقہ پہنا  
صرف اسی کو زیب ہے جسکو زمانہ نے رگرے دیے ہوں اور جسے راستہ کی  
کڑیاں جھیلی ہوں اور جسکا معاملہ خلوص کے ساتھ ہو اور جسے اس فرقہ کے رموز  
کے معنی چر ہے ہوں اُنکے اخبار پر نگاہ ڈالو اور اُسکے سارے حرکات  
کلمات سفر خلوت و جلوت میں اُسکے مقصود کو پہچانا ہو پس اگر تم پتھے ہو تو  
مسخرہ بن اور دل لگی نہ کرو اور نہ بچوں کی سی عقل سے کام لو کیونکہ بندہ کے ثبت  
الی اللہ تعالیٰ (اسد سے بیٹے توبہ کی) زبان سے بغیر قلب کے کہنے سے یا کا نند  
پر لکھ دینے سے کچھ نہیں ہوتا بندہ کی توبہ کا معاملہ تو یہ ہے کہ موجودات کو قلب  
کی آنکھوں سے دیکھنے اور اپنے مولیٰ کے سوا کوئی آنکھوں میں جگہ دینے سے  
باز آئے پس جب نفیر کا یہ معاملہ درست ہو گیا تو مردوں کے مقامات میں پہنچنے  
کی اُسمین صلاحیت آگئی۔ اور انکا قول ہے کہ بتدی کی روزی بہوک اُس کا  
مینہ اُسکے آنسو اور اُسکی حاجت مولیٰ کی ہمہ دم جستجو ہے وہ روزے رکھے  
یہ ناشک کہ نرم در تہق ہو جائے اور اُسکے قلب میں رقت داخل ہو اور اسکی عقل  
کی سماعت کھل جائے اور اُسکے کانوں کی ٹھیکھیاں کھل جائیں پس کانوں  
اور نیر دل سے قرآن کے مضامین و نصائح کو سننے لگے اور جو شخص کہ کمانا اور  
سورہنا اور یہودہ یا تہن کرتا اور رخصتون پر عمل کرتا اور کہتا ہے کہ ایسا کرنے والے  
پر کچھ الزام نہیں ہے اُس سے کچھ ہونا ہونا معلوم دالسلام۔ اور کہا کرتے تھے  
کہ ہمنے اپنے اس طریقہ کی بنا صرف موجزن دشور افز اور یا اور شعلزن اور دکتی ہوئی  
اگ اور بہوک اور زردی جسم پر رکھی ہے اُسمین نہ زبان آوری ہے اور نہ لاف زنی

مگر میں نے اپنی اولاد میں سے ایک کو بھی مردن کے نقش قدم پر چلتے نہ پایا اور نہ کسی میں محلِ سراہہ ہونے کی صلاحیت دیکھی کاحول و کافوقہ الا باللہ العلی العظیم اس بے وفازمانہ سے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ فقیر بہت میں بادشاہ کے مانند اور عاجزی و فروتنی میں ذلیل غلام جیسا ہوتا ہے میں گستاہوں کہ وہ اپنی بارسائی علو بہتی۔ کثرت درگزر و معافی۔ شرانت نفسی او عدم منت نہی وغیرہ کے سبب بادشاہ کے مانند ہوتا ہے بلکہ وہ بادشاہ سے زیادہ بہت کے لائق ہے کیونکہ وہ حق کا ہنشین ہے اور اکثر بادشاہ حق کی ہنیشنی کے لائق نہیں ہوتے کیونکہ وہ یہ رتبہ تلوار سے حاصل کرنے یا بدعتی وغیرہ ہوتے ہیں واللہ اعلم۔ اور انکا مقولہ ہے کہ پیر پرید کا حکم ہوتا ہے اور جب بیا حکیم کے کئے پر نہ چلیگا تو اسکو شفا نہوگی۔ اور کہا کرتے تھے کہ جب سے ہمنے اپنی ہمت اسکی طرف پھیری اسنے ہکو ماسوا سے بے نیاز کر دیا ہمنے تو کبھی ابلیس لعین کو پہچانا ہی نہیں۔ اور انکا مقولہ ہے کہ فقیر کی خلوت اسکا سجادہ ہے اور اسکی جلوت اس کا اندرون اور اسکا بطون ہے۔ اور انکا قول ہے کہ قرآن تلاوت کرنے والے پر واجب ہے کہ تلاوت کیلئے اپنے منہ کو بیک اور فحش سے پاک و صاف کر لے اور صرف خالص حلال وقت کی خوراک بہر حسین اسرار نہو کما ہے پس اگر اسنے حرام کھایا تو بے ادب کی اور اپنے کپڑوں اور جسم کو خوشبو سے بسالے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکے لئے اسقدر خوشبو لگاتے تھے کہ اگر کسی چیز کو آپ ہاتھ لگاتے تھے تو زمانہ تک اُس سے خوشبو آتی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگ سے مشک چکنا نظر آتا تھا۔ اور انکا مقولہ ہے کہ غیبت مولویوں کا نقل بدکاروں

کی ضیافت بادشاہوں کی نرہنگاہ عورتوں کی چراگاہ اور یہ ہیز گاروں کا گھوڑا ہے  
 اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچے! میرے کلام کو اُسی شخص کے پاس  
 ودیعت رکھو جو ہم مین سے ہو اور ہمارے طریق پر چلنے کو دوست رکھتا ہو اور اسکو  
 اُسی کے سامنے ڈالو جو ایسا صاحب محبت حق پرست ہو کہ ہمارے زمرہ میں  
 داخل ہو کیونکہ نااہل کے سامنے بات کہنی داخل عیب ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ  
 ہمارا یہ طریقہ دروغبانی کا نہیں ہے بلکہ تحقیق رستبازی تصدیق جانسپاری  
 کوشش جانفشانی محنت مستعدی اور بغیر وعوے کے نفس کشی اور  
 عاجزی و فروتنی و فراست اور رقوم و علوم کا ہے۔ پس اے میری اولاد!  
 جب تم میری نصیحت پر عمل کرو گے اور میرے سارے اشارات تم میں عود  
 کرائیں گے تو میری اجازت رستہ و معنی میں پاک و صاف کرنے والی اور کامل  
 بنانے والی ہوگی کیونکہ مقامات جو تم سے چھپے ہوئے ہیں تو صرف تمہاری ہی  
 وجہ سے۔ اور انکا قول ہے کہ فقیر فقیر نہیں ہوتا جب تک کہ وہ سارے خلألق  
 کی ایذا دہی کو اسکی تعظیم کے لئے جکے وہ بندے ہیں برداشت نہ کرے  
 پس جو اسکو ایذا دے اسکو ایذا نہ دے اور جس بات سے اسکو مرد کار نہو اس  
 میں زبان نہ بلائے اور کسی کی مصیبت سے خوش نہو اور محرمات سے نہ بچے  
 رہنے اور شبہات میں جگ جانے کی نافر سے کسی کو غیبت سے یاد نہ کرے  
 جب بلا میں گرفتار ہو مہر کرے جب قابو پاے بخشدے چہنم پوشی کرنے والا  
 ہوا اپنے جسم سے زمین کو آباد کرے اور اپنے قلب سے آسمان کو اسکا طریقہ  
 غصہ کو پی جانا۔ اور بخشش و ایثار معافی و درگزر اور ہر ایسے شخص کی نسبت

تخل کر لینا ہو جو اسکے بارہ مین ناپسندیدہ باتیں بیان کرے۔ اور کہا کرتے تھے کہ  
 فریاد ہے اس زمانہ کے لوگوں سے والدہ اگر زندگی میں گنجائش ہوتی تو میں مسرور  
 پہاڑوں کی چوٹیوں اور وحشت خیز جنگلوں کے بیچوں بیچ سکونت اختیار کرتا کیونکہ اس  
 زمانہ میں جو آدمی ان لوگوں میں رہتا ہے وہ سخت مصیبت میں مبتلا رہتا ہے۔

دل و وحشت زدہ۔ احوال ڈانوان ڈول اور شہوتیں غالب ہیں۔ احوال میں خلوص نام کم نہیں  
 ہے۔ کیونکہ کدو شخص روح کو انکے میل چول اور انکی دوستی سے بچا سکتا ہے اور کیونکہ  
 انکے عیوب کے دیکھنے سے شب و روز چشم پوشی کر سکتا اور ہر فتنہ و شہوت دایاں ہی  
 میں بغیر اسکے لگا دیا ہی بدل کرے انکے ساتھ ٹھہر سکتا ہے۔ اسکی طاقت صالحین  
 کے سوا کسی میں نہیں ہے۔ اور انکا قول ہے کہ ہمیرے لوگ پانی میں کھڑے  
 رہتے اور شہ کام درپیشان رہتے ہیں معنی جب اسکو اپنے مولیٰ کی طلب میں  
 خلوص حاصل نہوا بلکہ کسی علت سے اُسے اپنے رب کی پرستش کی تودہ گویا پانی  
 میں ہے اور پیاسا ہے اسلئے خلوص سے عمل کر دنا کہ تمہاری پیاس بجھے۔ کیونکہ  
 اللہ تعالیٰ کی راہ نہیں ملتی مگر نفس کو مار ڈالنے اور مجاہدہ و مخالفت کی تلوار سے اسکو  
 حلال کر دینے سے۔ اور کہا کرتے تھے کہ تم میں سے کوئی شخص کیونکر یہ دعویٰ کرتا  
 ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے طریق کا مرید ہے حال آنکہ غنیمتوں کے ملنے خزانوں کے  
 کھلنے علوم کے پہیلے ارقنوم کے ظاہر ہونے اور حق قیوم کی تجلی کے وقت وہ پراسوتا  
 ہے۔ اے جھوٹو! تم جو ٹھے دعویٰ دن سے شرارتے نہیں تمہاری ہمتیں خواہیدہ اور  
 تمہارے دلوںے انسر وہ ہیں۔ اہل طریق اس طور پر توراہ نہیں لگتے۔ پس اللہ ہی  
 میری سدا و مدد گاہ کی راہ پر لگا دو آمین اور انکا قول ہے کہ ہر اسکا نام نہیں ہے کہ بندہ

کسی چیز سے الگ ہو جائے زہد تو بس یہ ہے کہ اپنی امارت یا بیشہ ہی میں رہے اور اس کا قلب الگ اور حائل ہو اور ذکر فکر حیرت تجاہدہ و ربط میں گنہگار نہ ہو جل کے ذکر میں مشغول صبح و شام ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میری قلبی اولاد قہوہ ترقیہ کے پینے اور اُس کے استعمال کرنے کو لازمی سمجھو کیونکہ میں اُسکی عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو شخص تم میں سے راست باز و صاحبِ خلوص ہو گا وہ جس شخص کو مس کر دے گا اُس میں حکمت جوش مارے گی اور ایسی شراب اور ایسا نشہ اُسکو حاصل ہو گا کہ اس دارِ ناپائیدار کا اُسکو ہوش بھی نہ آئے گا۔ اے میری اولاد اہلِ مکین کی آنکھوں کے سامنے دنیا ایک حلقہ کی طرح ہے ایک گردہ تو اقطاب کی طرف جارہا ہے اور ایک گردہ کی طرف اقطاب چلے آتے ہیں۔ میں اپنی اولاد میں سے صرف اُسی کو دوست رکھتا ہوں جو کمین ہر ساعت ایک مقام سے دوسرے مقام پر ترقی کرتے دیکھتا ہوں۔ بس اُسوقت میری آنکھیں ٹنڈ ہی ہوتی ہیں اور اُس وقت اُس سے فائدہ پہنچنا شروع ہوتا ہے۔ اے میرے بچے اگر تو چاہتا ہے کہ تیری دعا کی شنوائی ہو تو اپنی زبان کو لوگوں کے بارہ میں کلام کرنے سے محفوظ رکھ اور شہادت سے بچا رہ۔ اے میرے بچے! اگر تجھے میرے قول میں شبہ ہو تو جو کچھ میں تجھے کہتا ہوں اُس پر عمل کر اور تھوڑا تھوڑا کر کے اپنے نفس کو ازناں بن بچھے میرے قول کی سچائی معلوم ہوگی۔ پس جو ثابت قدم رہے گا اُس کے قدم چائے جانیگے اور جو اطاعت کرے گا اسکی اطاعت

ع قرقف بن میں شراب کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ قہوہ ترقیہ سے

مراد شوق الہی کی شراب ہے ۱۲ مترجم



ہوگی۔ پس جب تو اپنے مولیٰ کی اطاعت کرے گا تو آگ پانی ہوا اور جن دامنس  
 سب تیری اطاعت کریں گے۔ اور انکا قول ہے کہ خلوت اُسی صورت میں فائدہ دیتی  
 ہے جب پیر کے اشارہ سے ہو ورنہ اس میں بہلائی سے زیادہ جرائی ہے۔ اور انکا  
 قول ہے کہ کوئی زبان نہیں ہے کہ اور دن پر حکم کر دگر اس حالت میں کہ تم شریعت کے  
 حدود پر قائم رہنے کی وجہ سے پاک صاف ہو گئے ہو۔ اور انکا قول ہے کہ جسم کی تین  
 قسمیں ہیں دل زبان اور اعضا پس زبان و اعضا پر تو فوشے متحین ہیں اور دل  
 اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں ہے۔ آنکے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں حقیقت کی  
 راہ پر چلنا چاہتا ہوں انہوں نے اُس سے کہا کہ اسے میرے نیچے اچلے تم اللہ  
 کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق جو ایسی پسندیدہ  
 چلتی ہوئی اور روشن ہے کہ اس کے نور سے تاریکیاں دور ہوں اور مکہ مدینہ کثام و مہر  
 عراق و یمن مشرق و مغرب اور افق علویٰ و سفلیٰ منور ہو گئے زہد و عبادت کرو اور  
 جب تم اس پر عمل کرو گے تو اُسی سے علم حقائق و اسرار کی چنگاریاں نکلیں گی  
 پس اے بہائی جیسا میں نے تم سے کہا اُسی راستہ پر ندیج کے ساتھ تھوڑا تھوڑا  
 کر بٹے چلو اور اگر تم میں خلوص و استقامت ہوگی تو اللہ تمہاری نگہداشت کرے گا  
 اور انکا قول ہے کہ اہل اللہ کے علم سے زیادہ پاکیزہ زیادہ منور اور زیادہ فائدہ مند  
 کوئی علم نہیں ہے کیونکہ اناس غلام کا ایک ذرہ ہی اور دن کے پہاڑ برابر عمل پر ہمارا  
 ہے اسلئے کہ یہ غلوں سے خالی نہیں اور نیز وجہ ہے کہ اس فرقہ کے لوگوں  
 کا عمل دلون اور جسمون دونوں سے ہوتا ہے اور دوسروں کا جسمون میں ہی سے  
 ہوتا ہے دلون سے نہیں ہوتا اور یہی وجہ ہے کہ طاعت کی کثرت کے انکے غرور

و خود پسندی ہی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور انکا قتل ہے کہ میان اگر کو نماز میں خشوع  
 حاصل ہو تو تمہاری عقل ٹھکانے نہ رہے اور سمجھ بوجہ نہ رہے اور عرب و یحییٰ کے  
 مارے تم قرآن کی ایک سورہ ہی نہ پڑھ سکو کیونکہ جب سوئی کے ناکہ کے تانویں  
 جڑوں میں سے ایک جڑ کے برابر تجلی ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام بہوش ہو کر گر پڑے  
 اور مرغ بسمل کی طرح ترپنے لگے اور یہ تجلی ہر نمازی کو واقع ہوتی ہے بشرطیکہ وہ بھی  
 ویسا ہی سمجھے جیسا موسیٰ علیہ السلام سمجھے تھے اور کہتے تھے کہ اہل شریعت کہتے  
 ہیں کہ لجن فاحش سے نماز باطل ہوتی ہے اور اہل حقیقت خلق فاحش سے  
 نماز کو باطل قرار دیتے ہیں پس جب آدمی کے باطن میں کینہ حسد یا کسی کی نسبت  
 لگان بدیا دنیا کی محبت ہوگی تو اسکی نماز باطل ہے کیونکہ جسکے یہ اخلاق ہو گئے  
 وہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کے شہود سے حجاب میں ہوگا اور ہر کا قلب  
 محبوب رہا سنے نماز نہ پڑھی کیونکہ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ سے موصل ہے۔ اور کسا  
 کرتے تھے کہ اے میری قلبی اولاد! بیک اور جگر لے کر نے دلوں سے  
 میل جول نہ رکھو اور ان میں سے کسی کو اپنا ہم نشین نہ بناؤ اور ایسے شخص کی صحبت  
 میں بیٹھا کرو جو شریعت و حقیقت کا جامع ہو کیونکہ ایسے شخص سے ٹکوا پنے  
 سلوک میں بڑی مدد ملے گی۔ اور کہا کرتے تھے کہ اگر تم واقعی میری اولاد اور  
 خلوص سے میرے پیرو ہو تو اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہو جاؤ اور اپنے ہی  
 دل کو اپنا واعظ بناؤ اور خوب عمل کو اور کسی کے دہم (روپیہ پیسے) کی جستجو  
 نہ کرو بس یہی بہ طریقہ ہے اور جو شخص مجھے محبت رکھتا ہے وہ میرے ساتھ اس  
 راہ میں چلے گا کیونکہ تمہاں تیرہی ہے جو اور دن کو کھاتا ہے انکا کمانا نہیں ہے

اور وہ کو دیتا ہے اُن سے لیتا نہیں۔ ہنہ دنیا کی جستجو کرتا ہے اور نہ اسکے کسی سامان کی اسلئے کہ اس راستہ میں رشوت لینے حرام ہے اور ہمارے پیر نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا ہے کہ کسی شخص سے پیسہ یا روپیہ نہ لے گا اور میں جو تم کو یہ حکم دیتا ہوں تو صرف اللہ کے لئے ذرہ اسکا باعث کوئی غرض یا کوئی دنیوی امر یا کوئی حصول منفعت نہیں ہے اور نہ اظہار دعویٰ ہے میرا مقصود تو صرف یہ ہے کہ ہمارے بھائیوں کی نصیحت میں یکن پورا برہمی اللہ مذہب ہو جاؤں اُمین کہہ کر نہ بات ہے اور میری ساری اولاد اس رکھے کہ جو شخص ہوا دھوس اور نفس کے غلبہ سے میرے طریقہ میں کسی چیز کے لینے کو مستحسن قرار دے گا وہ اپنے پیر کے طریقہ سے خارج ہو جائے گا۔ اے میرے بچو! دنیا کے میل دلوں کو سیاہ مطلوب کے بے راہ کرتے اور کتابت گناہ کا سبب ہوتے ہیں اور میں اس شخص سے راضی نہیں ہوں جو اجازت دینے میں ایک پیسہ بھی لے اور جو شخص کہ نفیرون کو خرقہ پہنانے میں دنیا کا طالب ہو اللہ تعالیٰ اُس کو دشمن سمجھتا ہے اور اگر دنیا کے کام دھندے کرے اور اپنی ذات اور اپنے بال بچوں کے لئے کوئی پیشہ کرے تو اُس کے لئے بہتر ہے اور میرا طریق تو تحقیق و تصدیق و تہذیب و تدبیر کا طریق ہے اور جو شخص کہ اس طریق میں دنیا کا کوئی سامان لے گا اور میرے بعد میرے طریق کو ضائع کرے گا اور دین کے ذریعہ سے دنیا حاصل کرے گا اور جس روش پر میں اور میرے اصحاب ہیں اسکی مخالفت کرے گا میں اُس سے اللہ تعالیٰ کی برأت چاہتا ہوں۔ خداوند! اگر میرے یہ اصحاب میرے بعد میرے طریقہ کی خلاف ورزی کریں تو انکو اہل گناہوں کے سبب ہلاک

نکر نیشک انداز فقیر کو دوست نہیں رکھتا جو اپنے راز کو بچھایا اسکے ذریعہ سے ایک لقمہ بھی کھاتا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ میرے بچو! میں چاہتا ہوں کہ تم سرنگون دنیا سے روگردان خدا سے ڈرنے والے فروتنی برتنے والے ساری دہشتوں کا بوجہ اٹانے والے اپنی مولیٰ کی محبت میں مست رہو مگر جو رو نہ بچے بھائی مصاحب کسی کیطاف التفات نہواور نہ کسی دنیوی وظیفہ دیومیہ کی پرواہ ہو اور نہ اپنے مولیٰ کے سوا کسی سے رسم و راہ ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ میرے بچو! اگر تمہارا عہد میرے ساتھ درست ہو تو میں تم سے قریب ہوں دور نہیں ہوں اور میں تمہارے ذہن میں تمہارے کانون میں اور تمہاری آنکھوں میں ہوں اور میں تمہارے سارے ظاہری و باطنی جو اس میں ہوں اور اگر تمہارا عہد میرے ساتھ درست نہیں ہے تو تم مجھے دور ہی ہوشاہدہ کرو گے۔ اور کہا کرتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کی کسی مخلوق کے لئے لہو و لعب کو پسند نہیں کرتا۔ بہرین اپنی کسی اولاد کیلئے کیونکر پسند کرونگا۔ پس اے میری اولاد جب تو میری نصیحت قبول کرے گی اور اپنے باطن میں ریاضت و مجاہدہ سے کام لے گی اور اسکو نصب العین رکھ لگی تو تجھے اپنے پیر کا کلام سنائی دے گا گو تو مغرب میں ہو اور وہ مغرب میں اور اُسکی مثالی صورت دیکھے گی۔ پس جب تجھے اپنے امور باطن میں کوئی مشکل یا کوئی ایسی بات پیش آجے جہاں تو اپنے پروردگار سے استخارہ کرے یا کوئی شتمنص تیرے ستانے کا ارادہ کرے یا اور کوئی امر ہو تو اپنے پیر کی طرف متوجہ ہو کر اپنا مافی الضمیر بیان کر اور اپنی حسی آنکھوں کو بند کر اور قلبی آنکھوں کو کھول پس تو اپنے پیر کو دیکھ لے گی اور اپنے تمام امور میں اس سے مشورہ کر سکتی اور اپنی

حاجت اس سے طلب کر سکتی ہے اور وہ جو کچھ تجھے کہے اسکو قبول کر اور  
 اسکی تعمیل کر۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو! اگر تم صائم الدہر و قائم اللیل ہو  
 اور تمہارا دل پاک اور معاملہ خلوص کے ساتھ ہو تب ہی دعوائے نہ کرو اور جس  
 میں کہو کہ میں کمنگار و نادار ہوں اور نفس کے غرور و زور سے بچنے رہو کیونکہ ہم سب  
 فقیر اسی سے برباد ہو گئے ہیں۔ اور کہا کرتے تھے کہ اگر تو میری اولاد میں سے  
 ہونا چاہتا ہے تو ہمیشہ پیام کیا کر اور مجاہدہ و ریاضت کی دائمی پابندی کر اور نہ گہرا  
 نہ جھٹہ پیر اور نہ اندیشہ ماندگی کی حجت پر نفس کو شغل عبادت کے ترک کرنے  
 کی اجازت دے کیونکہ ہر کہنے والا دانا دینا ہے اور فرب و دہوکا دینا نفس کا  
 شیوہ دیرینہ ہے۔ اور انکا قول ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ جو شخص اس فرقہ کا  
 لباس اختیار کرے اسکو وہ لباس یا نوشتہ باخرقہ کچھ فائدہ پہونچائے یہ تو ظاہری  
 چیزیں ہیں اور اس فرقہ کے زینے تو انکے اعمال ہیں کیونکہ یہ اعمال ہی کے  
 ذریعہ سے مردان خدا کے مرتبوں کو پہونچنے ہیں اور میں نے تو کسی شخص کو نہ دیکھا  
 کہ وہ چشمہ پہن لینے یا خلافت نامہ حاصل کر لینے کے سبب سے مردان خدا کے  
 رتبہ کو پہونچا ہو بلکہ خلافت نامہ لکھ دینا تو مرید کو طلب مرید سے روک دیتا ہے اور  
 اسمیں فراق کہاں ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میری اولاد! اگر تم کسی کی غیبت  
 کرنی چاہو تو اپنے والدین کی غیبت کر د کیونکہ وہ تمہاری نیکیوں کے اوروں سے  
 زیادہ مستحق ہیں۔ اور انکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں پر  
 رات اور دن میں بہتر مرتبہ نظر فرماتا ہے اسلئے اے میری اولاد! اپنے رب کے  
 محل نظر کو صاف ستھرا کر کو اور اسکو پاک و صاف عمدہ نکھرا چھپلا روشن ستیا

با خلوص بناؤ تاکہ قرب کے گلشن میں تم چروا اور اس میں نور کا ظہور ہو کیونکہ اگر فالتو س  
 فحقات نہو گا تو جہی کی بدوشنی اُس سے ظاہر نہو گی۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے  
 بچو! اپنے صفحہ رخسار پر اپنے سین کے تورات کو اور اپنی فہم کے انجیل کو اور اپنے  
 ذکر کے مزایر کو اور اپنی صفو کے زبور کو اور اپنی تفریق کے فرقان کو اور اپنی صحیح  
 کے مجموع کو نقش کر لو اور اپنے حضور کے سرود اور اپنے نگہبان کے مراقبہ  
 میں مشغول ہو اور قبل و قال کو چھوڑ کر اپنے نفس میں مصروف رہو اور ہرگز ایسے  
 شخص کی صحبت کا رُخ نہ کرو جو غفلتوں میں اپنی اوقات اور اپنے انفس کو  
 ضائع کر کے بزرگ بننا چاہتا ہو کیونکہ اس کی صحبت تمہارے لئے ہلاکت ہے۔ اور  
 کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو! اپنے عزم کے عوام کو درست کرو اور  
 اپنے دہم کے غیلام کو دور کرو اور حقائق کے دریا میں اُتر دو اور معاملہ کو اللہ کے  
 سپرد کرو اور اپنے شیخ کا اقتدا اور اسکے حکم کی پیروی کرو اور اپنی سپرد الیہ  
 اور اپنے نفس کی خبر اور دن سے نہ پوچھو بلکہ عمل کرتے جاؤ یہاں تک کہ صبح  
 عَرَفَتْ نَفْسُكَ عَرَفَتْ سِرَّكَ (جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا)  
 کے حقائق پر کُل جائیں۔ اور انکا قول ہے کہ جب فقیر اتباع شرعی کی بدوشی پر  
 عمل کریگا تو اسکا نفس روحانی ہو جائیگا اور روحانی ہی کیسا کہ لطیف و نوزانی جو  
 سہِ قلب و معنی کی دوڑ دوڑے گا اور روشِ اتباع شرعی کے معنی وہ ہیں  
 جو اس قسم کی آیات میں مذکور ہیں يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْكُنُوا أَسْوَاقَ اللَّهِ  
 وَاعْبُدُوا أَسْوَاقَكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۵ مسلمانو! کرو ع

کرو اور سجدے کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور نیکی کرتے رہو تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو۔  
 اور انکا قول ہے کہ میرے پروردگار جب کہ اپنے اعضا کو غضبتوں اور اس کے ذکر میں  
 سستیوں سے پاک کرے جیسا کہ انکا پاک کرنا گناہوں سے واجب ہے، اور یہ  
 حسنات الابرار سیات المقربین کے قسم میں سے ہے۔ اور انکا  
 قول ہے کہ قرآن عظیم کے حامل کو سزاوار ہے کہ نہ اپنے منہ کو حرام باتوں سے  
 اور نہ مومن و مومنہ کی آبروریزی کر کے حرام کھانے سے آلودہ کرے اللہ تعالیٰ نے  
 فرمایا ہے إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ الْأَرْضَ مَوْلَا لَهُمْ يُصْنَعُ الْكُفْرُ لِيُذْهِبَ اللَّهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ  
 فِي الْآخِرَةِ ۖ (جو لوگ پاک دامن عورتوں پر ہمت لگاتے ہیں اور  
 وہ بے خبر ہیں اور ایمان رکھتی ہیں) (ایسے لوگ) دنیا و آخرت میں مومن ہیں اور جو شخص قرآن  
 عظیم کو منہ سے تلاوت کرتا ہے اور اسکا منہ غیبت یا چغلی یا بہتان سے آلودہ  
 ہے اس کی مثال اس شخص کیسی ہے جو مصحف مجید کو نجاست میں رکھ دے  
 حال آنکہ علماء ایسے شخص کی تکفیر کے قائل ہیں۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میری  
 اولاد! تم میں سے کوئی شخص میری نیت دل میں نہ رکھے کیونکہ جس چیز پر تم پردہ ڈالتے  
 اور جو کچھ تم مخفی رکھتے اور جو کچھ تم دل میں دبا رکھتے ہو غریب اللہ تعالیٰ انکو  
 ظاہر کر دے گا اور صاف صاف لکھ کر اور ڈانٹ کر پہنچا دی کر اے گا کہ فلاں شخص  
 نے یہ کام کئے اور لوگوں سے پوشیدہ رکھتا تھا اور اس سے نہیں چھپاتا تھا فلاں  
 شخص حرام باتوں اور برائیوں کا ارتکاب کرتا تھا اور جوٹ موٹ لوگوں کے  
 سامنے نیکی کا یہی ظاہر کرتا تھا اور فلاں شخص عورتوں کو گورنا تھا اور دعویٰ کرتا تھا

کہ بلا اختیار نگاہ پر گئی تھی حال آنکہ وہ چور کی طرح دیکھتا اور نظر پیر لیا کرتا تھا  
 پس اسے سوائی اُس شخص کی جس نے فقیروں کا لباس پہنا اور ان کے طریقہ کے  
 خلاف چلا۔ اسے میری ساری اولاد سنو! میرے کلام تو بس نصیحتیں اور یاد دلا  
 اور ڈرانا ہیں اور جواب حاصل کرنا چاہیے اُس کے لئے رغبت دلانا ہے۔ اور  
 کہا کرتے تھے کہ اسے میری اولاد اپنے شیخ کے سوا کسی کی صحبت اختیار نہ کرو  
 اور اُسکی جفا پر صبر کرو کیونکہ واسد اکثر تمکو اسلئے آزمائے گا کہ تمکو نیکی پہنچائے اور  
 تم اُسکے اسرار کے محل اور اُسکے انوار کے مطلع ہونا کہ تمکو اُسکے ذریعہ سے  
 اسرار و جل کی معرفت تک پہنچائے پس جس نے اپنے طلب کو اپنے پیر کی محبت  
 میں مشغول رکھا اُسکو اسرار و جل ترقی دلیگا اور اگر پیر مرید کی ترقی کا زینہ نہ ہوتا  
 تو ضرور اللہ تعالیٰ ہر ایسے دل کو بڑا سمجھتا جس میں اُسکے اسوا کی محبت ہوتی کیونکہ  
 اللہ تعالیٰ بخور ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اسے میری قلبی اولاد اگر تم چاہتے ہو  
 کہ قیامت کے دن کیا ایشھما النفس المطمئنة لکم لکھا گیا ہے جاؤ تو  
 ضرور ہے کہ تمہاری غذا ذکر تمہاری بات فکر اور تمہاری خلوت اللہ کے ساتھ  
 سوانت و مشغولی ہو نہ عذاب کا خوف اور نہ ثواب کی امید اور ہر ایک کے  
 لئے ایک معلم ناگزیر ہے اور جو فیض اللہ تعالیٰ نے تمکو پہنچایا ہے اُس سے ہم  
 فیض کے منتظر رہتے ہیں اور ہم اپنے پروردگار کی راہ کے سوا کچھ نہیں چاہتے  
 اور علم و طرح کے ہیں ایک تو کتابوں سے حاصل کئے جاتے ہیں اور دوسرا ہمارے  
 رب کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ جو رقبہ میں رہتا ہے اُسکو  
 کسب کرنے کی فرصت نہیں ہوتی اور جو شخص محبت کا دعوے کرتا ہو اور محبت



اُسکو فنا کر دیا ہو وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اور انکا قول ہے کہ جب عروس کلام تیرا الہام  
 میں جبرہ کر ہوتی ہے تو آفتاب معارف جلگاتا اور اندھیری رات میں چودھویں کا  
 روشن چاند چمکتا ہے اس لئے اس کیفیت والے ظاہر میں مست و مدہوش  
 اور باطن میں باخبر و باہوش ہوتے ہیں جب رات ہوتی ہے تو یہ قیام میں بسر  
 کرتے ہیں اور جب نسیم سحر چلتی ہے تو استغفار کر کے رہتے ہیں اور جب فجر کے  
 وقت اجر لیکر اپنے آپ لے میں آتے ہیں تو سنا دی ہجر "سو بوا لے" بھی کیا نہ عیب  
 میں!، لکھر بکارتا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ جو شخص اپنے طور سے جدا ہوا اور  
 اپنے نفس سے باہر نہ نکلا اور "ھو" کے پاس "ہو" آیا وہ ایسی حالت  
 میں "ھو"، کو نہ پائے گا۔ مینے تمہاری نصیحت میں سخت کوشش کی ہے  
 پس اگر تم کار بند ہو گے تو مراد کو پہنچو گے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو!  
 نکمہری ہوتی اور عمدہ فقیری کا کرتہ زیب بدن کرو یہاں نہ تو کپڑے پہننے سے کام  
 نکلتا ہے اور نہ گنبدوں خاتقا ہوں اور گوشوں میں رہنے سے نہ عبادت قیاد نکلا جاوے  
 اختیار کرتے اور بچپن کتروانے سے اور نہ صوف و نعل مخصوص دکھلانے  
 سے فقیری تو بس یہ ہے کہ اپنے کل عمل کو اپنے دل میں خالص کر لے اور صدق  
 کا لباس پہنے اور اپنے ایمان کی مستعدی سے کمر باندھ لے۔ پس جب تیرا کل  
 عمل تیرے دل میں ہو گا تو سراسر فائدہ و نفع ہی ہو گا اور دل کی آگ کو مسلا گئے گا  
 اور دل میں جو کوڑا بھرا ہوا ہے اسکو جلانے کا اور دل کو اللہ تعالیٰ کے خوف و  
 محبت سے بہرہ دے گا اور اسوقت بابرک موٹے کپڑے والے سب بریلہ زمین

مگر جب دل میں انوار ترقی ہو جاتے ہیں تو وہ شخص نہ باریک کپڑے کا متحمل  
 ہوتا ہے اور نہ بند کا اور یہی سبب ہے کہ بعض مجذوب اور ہوش والے کپڑا پہننا  
 ترک کر دیتے ہیں والدہ اعلم شیخ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ایسے آدمی کی عرواں  
 قابل ملامت نہیں ہے گو وہ باتن کرنا ہو یا خاموش رہنا ہو کیونکہ اس سے  
 ملامت دوڑ ہو چکی ہے اور اگر حلقوں کی راتوں میں اُسکو چھٹے دئے جائیں تو  
 اُسکی آگ اور بھی بڑے اور کہا نے پانی میں سے جو چیز اُسکے اندر ہو چکے وہ  
 ناری ہو جائے اور نور ہی بڑھے۔ پس اے میری اولاد! فقیر تو سب ہی  
 مجھے پیارے معلوم ہوتے ہیں اسلئے تم ہی اُنکو دلیا ہی سمجھو اور اُنکو برا سمجھنے سے  
 حذر کرو۔ اور کہا کرتے تھے کہ خصوصیت والوں میں سے خاص الخاص نے اپنے  
 قلوب کو اپنی خلوت میں اور اپنے تقویٰ و خوف خدا کو اپنا لباس بنایا کرامات کو چوڑیٹھے  
 اور انسے راضی ہوئے اور باہر نکل آئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ اُن کے  
 اعمال کے ثمرے ہیں جنہیں وہ نہ ہو میں اُڑے نہ پانی پر چلے نہ حشرات الارض اُنکے  
 غلام بنے نہ شیرون نے اُنکے سامنے دُم ہلائی نہ اُنہوں نے زمین میں پائون مار کر  
 پانی نکالا نہ جذام و برص والے کو چھو کر اچھایا اور نہ اس قسم کا اور کوئی کام کیا بس ایسے  
 لوگ بہر پورا جیکر دنیا سے گئے رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے  
 میرے بچو! تمہاری عمریں گٹ رہی ہیں اور تمہاری موتیں پانس آ رہی ہیں دنیا ہمیشہ  
 جا رہی ہے اور اُسکا سراسر اسکے آخر سے ملایا جا رہا ہے اسلئے سعادت اور پوری سعادت  
 اُسکے لئے ہے جسکے ہر روز کا نام اعمال بہت ضخیم ہو کر پیٹھا جاے اور صاف ستھر  
 کاموں اور خوش آئندہ و پسندیدہ کارناموں سے معطر و معبود ہو اور تقادوت اور پرلے سرے

شقاوت اُسکے لئے ہے جسکے ہر روز کا نامہ اعمال بڑی بڑی برائیوں اور بیماری  
 ہماری لغزشوں سے سیاہ ہو کر بیجا جاوے۔ اسے میری اولاد باگو یا تم میدان قیامت  
 میں ہو جو پہلا پڑا ہے اور ہارڈون پر ہو جو کڑے کڑے ہو گیا ہے اور تہردن میں  
 ہو جو زناٹے سے اڑ رہا ہے ہین اور سنگیر زون کے پاس ہو جن سے خون کے  
 قطرے ٹپک رہے ہین اسلئے دورِ عمل کرو اور حد سے نہ ہلکو ورنہ ندامت  
 اُٹھاؤ گے بس بری ہی وصیت تم سے ہے اور میرا ہی ہدیہ تمہارے لئے ہے۔  
 اور انکا قول ہے کہ ”حسنات لا جبراً مریات المصربین“ (نیکو کاروں کی  
 نیکیاں مقربوں کی جبرائیاں ہین) اسی لئے کہا گیا ہے کہ مقرب خطرات و محظات کی  
 اور اسکے بیہوشی کی نگہداشت کرتا ہے اور نفوس میں جو خیالات گزرتے ہین  
 اُنکی ٹوہ لگاتا ہے اور اپنے سانوں کے نکلنے کو آنکھوں میں رکھتا ہے اور اپنی  
 نیکیوں سے ویسا ہی ڈرتا ہے جیسا گنگار اپنی برائیوں سے اور نیکو کا راس  
 حالت کی قدرت نہیں رکھتے اور اس قول کی یہ وجہ بھی ہے کہ مقرب اپنی شراب  
 بیکر نہ تو آہ آہ کرتا نہ دواہ واہ کہتا نہ ہاتھ سے تالیان لگاتا نہ بٹکا تانا نہ کپڑے پہلاتا  
 نہ سب کو تہر پر دے باز تانہ دیوانہ دار چکر لگاتا نہ پانی پر چلتا اور نہ ہوا میں اُڑتا ہے  
 پس جب اُس سے امن سے کوئی بات سرزد نہیں ہوتی تو اہل طریق اُسکو  
 ثابت قرار دیتے ہین اور جو شخص یہ باتیں کرتا ہے اُسکو منفی کہتے ہین اسلئے کہ وہ  
 داروات پر کم ثابت قدم رہتا ہے گوا اسکے حال کو تسلیم کرتے ہین مگر غلبہ کا اعتبار کرنے  
 اور اسکے حسانت کو سیات قرار دیتے ہین حال آنکہ مقربین میں سیات نہیں  
 ہوتیں وہ تو اعلیٰ وجہ کے نفیس محاسبے ہوتے ہین۔ اور کہا کرتے تھے کہ تم حین سے

کوئی شخص کیونکر نیکو کاروں میں سے ہونے کا دعویٰ کرتا ہے حال آنکہ وہ بُرے کاموں میں پڑتا چنگی وصول کرنے والوں رشوت لینے والوں سود کمانے والوں ظالموں اور انکے مددگاروں کے یہاں کا کھانا کھاتا ہے اور کیونکر دعویٰ کرتا ہے کہ نیک کر داروں میں سے ہے حال آنکہ جھوٹ غیبت لوگوں کی بدگوئی و آبروریزی میں پڑتا ہے اور کیونکر چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا دل کی حبیب پاک صاف پالپندہ لکھا جائے حال آنکہ وہ مناسہی میں پڑتا ہے اور طرفہ یہ ہے کہ اُس نے ابھی تو بتک نہیں کی ہے پر کیونکر طہارت کا دعویٰ کرتا یا اور دن کو توبہ کرتا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچے! اگر تو قرآن عظیم کے اسرار کو سمجھنا چاہے تو اپنے دعویٰ کے نفس کو قتل کر اپنے قول کی موت کو حلال کر اور اپنے نفس نفیس کو اپنے قدموں کے نیچے ڈال اور اپنے گناہوں کو خاک پر بچھا اور اسکا مشہدہ کر کہ تیرا نفس ایک مشت خاک ہے اور اپنے گناہوں کی کثرت کا اقرار کر اور اس سے ڈر کہ کہیں تیری عبادت تیرے مُنہ پر نہ ماری جائے اور یہ کہہ کہہ بلاجمہ جیسے کا ہی کوئی عمل مقبول ہو سکتا ہے پس حیا تو اس رنگ میں ہو گاتیرے لئے یہ امید کیجا سکتی ہے کہ تم تو اپنے رب کے کلام کے معانی کی خوشبو نہ گنہ کے در نہ سمجھنے کا دروازہ تمہیں بند ہے اور میں اپنے پروردگار کی عزت کی قسم کہا کرتا ہوں کہ قرآن عظیم کا ایک ایک حرف ایسا ہے کہ اسکی تفسیر سب جن دانش عاجز ہیں اور اگر ساری مخلوق اتفاق کر کے اپنی عقل سے دو بے، کے معنی جاننا چاہے تو بھی ممکن نہیں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو جتلا نہ چاہے تو کوئی شخص اپنی ذات سے توڑا یا بہت کچھ نہیں کر سکتا

اور اگر کرنا چاہے تو وہ گویا زکام میں مبتلا اور سمندر میں تیرتا ہے اور پردہ میں ہے نہ سونگھنے کی قوت رکھتا ہے نہ اندر آنے کی نہ اسکو علم ہے اور نہ حس۔ اور جس نے اس فرقہ کے مقام کا مزہ نہ چکھا اور اسکو رویت و مشاہدہ ہوتا ہے وہ نہ اس دریا کی کیفیت بیان کر سکتا ہے جسکو ٹھہراؤ نہیں ہے اور نہ اس سہل کی حالت کہہ سکتا ہے جو ختم ہی نہیں ہوتا اور نہ اسکی تہ تک تیر سکتا ہے اور نہ اسکی مچلیاں اسکے ہاتھ آ سکتی ہیں یعنی وہ راز محفوظ کے معانی کو جان نہیں سکتا۔ البتہ جب وہ اپنے بندہ کو اس کا علم عطا فرمائے تب کوئی مانع نہیں ہے۔ اور انکا قول ہے کہ اس فرقہ کی شارب وہ شخص نہیں بیتا جسکے قلب میں میل کی لمچٹ تار کی کلبقیہ نفسانی لذتیں شیطانی دعوے امارت کا غرور اور نفس پرشور موجود ہو۔ اور انکا قول ہے کہ بہت سے علم ایسے ہیں کہ لوگ اسکو سنتے ہیں اور سمجھتے نہیں اسلئے اسکو تلف کر دیتے ہیں اسی لئے علماء سے عہد لیا گیا ہے کہ اُنشی شخص کے پاس علم کو ودیعت رکھو جسکی عقل ٹپٹ اور فہم درست ہو۔ اور انکا قول ہے کہ علماء کے قولوں میں سے بھی صحیح ہے کہ عقل قلب میں ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ **عَنْكَ فِي الْجَسَدِ مَضْغَةُ الْخَلْقِ لَيْكِنْ اَرَقُّ عَقْلٍ كِيْفَه** پر غور کرو تو معلوم ہو گا کہ سر آمدینا کی تدبیر کیا ہے اور قلب اور آخرت کی اسلئے جس نے مجاہدہ کیا مشاہدہ کیا اور جو اب میں مجبور رہا وہ دور رہا۔ اور انکا قول ہے کہ اس راستہ میں کشتی نفس کو سن زیادہ ہونے یا زیادہ زمانہ گزرنے کی وجہ سے تقدیم نہیں ہوتا تقدیم تو بس کشتی ہی سے ہے اور با این ہمہ تم میں سے جسکو کشتی نہ ہوئی وہ اپنے آپ کو اُس سے بہتر نہ سمجھے جسکو کشتی نہ ہوئی ہو اور اے میرے بچو! ابلیس لعین کی حالت پر غور کرو کہ جب اُس نے اپنے آپ کو آدم علیہ السلام سے

بشر سمجھا اور کہا کہ میں اُس سے مقدم اور عبادت و توحید میں زیادہ ہوں تو کوئی کہہ نہ سکتا  
 نے اسکو دور باش کہا اور نکال دیا۔ اور انکا قول ہے کہ قرآن کے حامل پر واجب ہے  
 کہ نہ اپنے پیٹ کو حرام سے بہرے اور نہ اپنے جسم کو حرام سے ڈھانکے اور اگر وہ  
 ایسا کرے گا تو قرآن اسکے اندر سے اسپر لعنت کرے گا۔ اور انکا قول ہے  
 کہ اسکی لعنت ہے اسپر جسنے کلام اللہ کی تعظیم نہ کی۔ اور کہا کرتے تھے کہ جو شخص  
 میرا بیٹا بنا چاہتا ہو اسکو لازم ہے کہ اپنے نفس کو شریعت کے کوڑہ میں بند کرے  
 اور حقیقت کی انگوٹھی سے اسپر ہر لگائے اور مجاہدہ اور یقین سننے کی تلوار سے  
 اسکو قتل کرے اور جو یہ سمجھا کہ اسکا کوئی عمل ہے وہ اپنے رب کی آنکھ سے گرا  
 اور اسکے ملاحظہ سے محروم رہا۔ اور انکا قول ہے کہ عارف کو اپنی نیکیاں گناہ نظر  
 آتی ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ اس سے اسکی تقصیر کے باعث مواخذہ کرے تو وہ  
 عدل ہوگا۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے بچو! علم کی جستجو میں رہو اور نہ ٹھہرے  
 رہو نہ گہرا جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سید المرسلین سے ارشاد فرمایا تھا کہ **وَعَلِّمُوا**  
**بِأَرْوَاحِكُمْ** میرے پروردگار مجھے اور زیادہ علم نصیب کرے تو ہر ہمارا کیا پوچھنا ہے ہم بچارے  
 تو بہت بُرے حال اور آخر زمانہ میں ہیں اور زیادتی علم کی جستجو کا سبب اسبے یعنی  
 زیادتی علم کی سبب جستجو کہہ سکتا ہے اور جو میرے ساتھ ہے امین اور زیادتی ہو **وَمَا فَدَّرُوا**  
**اللَّهُ سَخِّقْ فَدَّ كِبَرُهَا** اور لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی دیسی تہذیب کی جیسی ہونی چاہئے  
 اور جب یہ کسی مرید کو خرقہ پہنانے تو اُس سے کہتے تھے کہ اے میرے بچے! **تَنْسَنَ!**

عہ دیکھو سو لہوین بارہ کا پسند ہوا ان رکوع (سورہ طہ کی ایک سو اسی سوین آیت)  
**قُلْ سَبِّحْ نِزْ دُنِیْ عِلْمًا** - ۱۲

اس راستہ کی صحت و بنیاد و استحکام ہو کہ سے ہے اس لئے اگر سعادت کے طالب ہو تو ہو کہ کو لازمی سمجھو اور نہ کہاؤ کہ رفاقت پر کیونکہ ہو کہ جسم میں سے شیطان کی جگہ کو دہو دیتی ہے پس اگر تم بغیر پرہیز کئے دو اپنا چاہتے ہو تو یقیناً ہو سکتا۔ اور انکا قول ہے کہ عین کی فراست سے بچتے رہو وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے تمہارے باطن کو دیکھتا ہے اور اُس میں وہ چیز پاتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے پس اگر تم تشنا و دیکھنا اور سمجھنا چاہتے ہو تو اپنے باطن میں فوائد کو محفوظ رکھو اور ہاتھ کے پوس اور سرداری پر قناعت نہ کرو اور فقیر کامل نہیں ہوتا جب تک کہ حقیقت کے معانی نقل سے نہیں بلکہ ذوق سے اور قول سے نہیں بلکہ فعل سے بیان نہ کرے اور اپنے باطن میں سب سے بڑی معنی کے ساتھ برگزیدہ ہونے کے زیور سے آراستہ نہ ہو تاکہ وہ حکمت کی باتوں کا خزانہ بردار اور بیان کرنے والا ہو اور سب حقیقی کا جاننے والا و محقق ہو پس جو بات منہ سے نکالے وہ سچی ہی ہو اور جو کلام کرے وہ حق ہی ہو اور جب اس حالت کو پہنچ جائے تب اس کے لئے درستی کہ خلق کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے میرے دلی بچو! داخل و معقولات کر نیو! لون اور بڑے ملنے والوں سے بچو اور اگر اپنے بہائی کی طرف سے خشنوت یا حسد معائنہ کرو تو اس سے بھلائی کے ساتھ پیش آؤ اور اپنے آپ کو اس سے بچا لے رکھو اور جو تمہارا دوست ہے وہ اگر تم سے خلوص برتے تو اس کی حفاظت کرو۔ اور اے میرے بچو! آدمی کو اس سے بچا رہ نہیں ہے کہ سب لوگوں سے ہوشیار رہے کیونکہ ہم آخری زمانہ میں ہیں جس میں خیر خواہی اس قدر کم ہو گئی ہے کہ شاید تم کو ایک خیر خواہ ہی نظر آئے گا اور ایسے لوگوں کو کہ تم انکی خوشی کے در پے رہو

اور وہ تمہارے بچ کے درپے ہوں اور تم انکو بلند کرو اور وہ ملک و پست کرنے کی  
 کوشش کریں اور تم انکے ساتھ نیکی نہ کرو تو وہ تمہارے ساتھ بدی کریں بلکہ تم  
 انکے ساتھ نیکی ہی کرو تو وہ تمہارے ساتھ بدی ہی کریں اور تم ان پر مہربانی کرو اور  
 وہ تمکو بر چسپوں پر ڈال دینا اور کانٹوں میں گسیٹنا چاہیں اور تم انکو فائدہ پہنچاؤ اور وہ تمکو  
 ضرر پہنچائیں اور تم انکی بھلائی کے درپے رہو اور وہ تم پر جفا کرنے کو کہتے رہیں اور  
 تم ان سے جو بڑا اور وہ سے توڑیں اور تم انکو کھانا کھلاؤ اور وہ تمکو غم کھین اور تم  
 انکو آگے بڑھاؤ اور وہ اگر قدرت پائیں تو تمکو پیچھے ہٹائیں اور تم انکی تعلیم کرو اور وہ  
 کھین کہ میں ہی انکی تعلیم کی ہے اور تم ان سے صاف رہو اور وہ تم سے خیانت  
 کریں اور تم ان سے نرمی برتو اور وہ تم سے فریاد کریں دشمن جانو۔ واہ رسے دینا  
 اور اہل دنیا !!! -

اور جب ایسا علیہم السلام کے زمانہ میں نفاق موجود تھا تو ساتویں صدی اس سے  
 کیونکر خالی ہو سکتی ہے۔ اسلئے اسے میرے سچے اجروں سے تنہائی اختیار کرو اور  
 اچوں سے نیکی حاصل کرو۔ اور اگر تم میں اسکی قدرت ہو کہ ایسے شخص کی صحبت  
 نہ اختیار کرو جسکی صحبت میں پریشانی حاصل ہوتی ہو تو ایسا ہی کرو کیونکہ اگر تم اسکی صحبت  
 میں رہو گے تو تم پہنچاؤ گے اور میں تمکو سمجھا دیا ہے۔ اور اس زمانہ میں جو اہل ملکین  
 ہیں انہوں نے رذیل لوگوں کے اخلاق چوڑے ہیں انکے فعلوں کو بخش دیا  
 ہے انکے نقائص سے آنکھیں بند کر لی ہیں انکے قولوں کے سننے سے اپنے  
 کانوں کو برباد کیا ہے اور سب کو اس کے لئے ترک کر دیا اور اس زمانہ کے لوگوں  
 کے لئے عفو شامل چاہا اور انکی برائیوں کا مقابلہ بھلائیوں سے اور انکی مفرتوں کا



نیکون اور سرتون سے کیا ہے مین کہتا ہوں کہ اہل نکین کی سند  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے "اور جو تمہارا ہاتھ نہ بنائے اسکو بیچ ڈالو"  
 اور خدا کی مخلوق پر عذاب نہ کرو، اور اہل نکین نے جو کچھ کیا ہے وہ اس بات کی دلیل  
 ہے کہ اس زمانہ میں ادنیٰ پر چلنے کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے اسلئے کہ اگر فقیر اہل زمانہ  
 کی اصلاح میں مشغول ہو تو اپنے نفس کے مہات سے باز رہے اور اسکا کچھ نتیجہ  
 بھی نہیں ہے جیسا کہ دیکھا جاتا ہے واللہ اعلم۔ اور کہا کرتے تھے کہ مرید اپنے شیخ کے  
 ساتھ مردہ کی طرح رہتا ہے نہ حرکت کرتا ہے نہ بولتا ہے اور نہ اسکی قدرت  
 رکھتا ہے کہ اُسکے سامنے باتیں کرے مگر اسکی اجازت سے اور شادی بیاہ آنا جانا  
 ملنا یا الگ رہنا کسی علم یا قرآن یا ذکر میں مشغول ہونا خافقہ میں خدمت کرنا وغیرہ  
 کوئی کام اسکی اجازت کے بغیر نہیں کرتا سلف و خلف سب کا یہی طریقہ اپنے  
 پیروں کے ساتھ رہا ہے کیونکہ میر تو باطنی کا باپ ہے اور بیٹے پر واجب ہے  
 کہ اپنے باپ کی خلاف ورزی نہ کرے اور خلاف ورزی کا کوئی ضابطہ نہیں ہے  
 جسکو میں محدود کر سکوں سارے احوال کے لئے حکم عام ہے اور میر کو دوسرا ہی قرار  
 دیا گیا ہے جیسا مردہ شو کے سامنے مردہ اسلئے اپنے باپ کی اطاعت کو لازمی  
 سمجھو اور اسکو جہانی باپ سے بڑھ کر جانو کیونکہ باعتبار جہانی باپ کے روحانی باپ زیادہ  
 نفع پہنچاتا ہے اسکو روحانی فرزند ٹھٹھ ہے لوہے کے ٹکڑے کی صورت میں  
 ملتا ہے جسکو یہ نا کر گھلاتا اور سہرے کیسیا پکاتا یعنی اندر ہی اندر اپنا کام کرتا اور بہر  
 اُسکو کندن بنا دیتا ہے۔ اے میرے بچو اسکو سن رکھو فائدہ اوٹھاؤ گے۔ اور بتیرے  
 فقرار مرتے دم تک اپنے پیروں کی صحبت میں رہتے اور ادب نہونے کے

باعث کچھ نفع نہیں اُٹھاتے ہیں اور ان میں سے بعض دشمن بنجاتے ہیں۔  
مردانِ خدا کی روگردانی افساد کی صحبت اور محال پر پرید کے کان دہرنے سے خدا  
بچائے۔ اوکھا کرتے تھے کہ نبی علیہ السلام کی مناجات کے وقت میں ہوسلی  
تھا علی رضی اللہ عنہ کے حلون کے وقت میں علی تھا میرے ہی ہاتھ میں روئے  
زمین کے ہر دلی کا خلعت ہے ان میں سے جسکو میں چاہتا ہوں پناہ ہوں میں نے  
آسمان میں اپنے رب کو مشاہدہ کیا اور پرسی پر اُس سے مخاطب ہوا میں نے ہی اپنے  
ہاتھ سے دوزخ کے دروازے بند کئے اور میں نے ہی اپنے ہاتھ سے جنت الفردوس  
کے دروازے کھولے جس نے میری زیارت کی میں نے اسکو بلاغِ فردوس میں جسکے دی  
اور میں اسے میرے بچے! کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء ایسے ہیں کہ نہ ٹکاؤ خوف ہے  
اور نہ وہ ٹھکین ہوتے ہیں اللہ سے ملے ہوئے ہیں اور جودلی اللہ تعالیٰ سے  
ملا ہوا ہے وہ اُسی طرح اپنے رب سے مرگوشی کرتا ہے جس طرح موسیٰ علیہ السلام  
اپنے رب سے مرگوشی کرتے تھے اور جودلی ہے وہ کافروں پر اُسی طرح حکم کرتا ہے  
جس طرح علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کرتے تھے اور میں اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء  
ازل میں قدیم ازل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیر تھے اور اللہ  
عزوجل نے مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے پیدا کیا اور مجھے حکم دیا کہ سب  
دلیوں کو میں اپنے ہاتھ سے خلعت پہنائوں چنانچہ میں نے اپنے ہاتھ سے ان کو  
خلعت پہنائے اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابراہیم تو  
ان پر نگہبان ہو چنانچہ میں تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور میرے بھائی  
عبدالقادر میرے پیچھے تھے اور ابن الرفاعی عبدالقادر کے پیچھے۔ بعد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عزت بخش کیا اور فرمایا کہ اے ابراہیم مالک (دوزخ) کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ دوزخ کے دروازے بند کر دے اور رضوان (جنت کے نگہبان) کے پاس جا اور اُس سے کہہ کہ جنت کے دروازے کھول دے چنانچہ مالک نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی اور رضوان نے بھی اور اسی مضمون کے کلام کو انہوں نے بہت طول دیا اور اس کے بعد کہا ہے کہ جو کچھ میں نے کہا ہے اسکو حرت وہی جانے گا جو اپنے پردن کی کٹافٹ سے باز نکل آیا اور فرشتوں کی طرح روحانی ہو گیا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ کلام استطالت کے مقام کا ہے اس مقام والے کو یہ رتبہ عطا ہوتا ہے کہ جو چاہے بولے اور ان سے پہلے شیخ عبد تقا ورجیلانی رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اس قسم کی باتیں کی ہیں اس لئے مراد انہیں ہے کہ اسکی مخالفت کیجئے مگر نص میرے سے واسطہ - انکا نسب نامہ یہ ہے - ابراہیم بن ابی المجد بن قریش بن محمد بن ابی النجاش بن العابد بن بن عبد الخالق بن محمد بن ابی الطیب بن عبد اللہ کاظم بن عبد الخالق بن ابی القاسم بن جعفر زکی بن علی محمد بن علی بن علی بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زاید بن علی بن زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب قرشی ہاشمی رضی اللہ عنہم جمعین انہوں نے امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب کی فقہ حاصل کی بعد ازاں اوقات صوفیہ کی روش اختیار کی اور سند شیخوخت کو رونق بخشی اور انکی شہرت کا علم بلند ہوا - میتا لیس سال کی عمر پائی اور کبھی نفس نہ ہوا شیطان کے مجاہدہ میں غفلت نہ کی - اور ۳۷۷ھ چہ سو چتر ہجری میں عالم جادوان کی راہ لی -

## انکی ایک نظم کا ترجمہ یہ ہے

معتوق حقیقی نے دیا جام محبت  
اُس نور جلالت کی تجلی ہوئی مجھ پر  
اُس بزم میں تھے جتنے ہمیں آنکھ تھے سانی  
دی اُس نے مجھے چپکے سے حکمت و اسرار  
استدار لے مجھ سے رہا جنکا میں بایں بند  
سب دیو و پری جن دل بشر ہو گئے محکوم  
چو ٹانہ میں مجھ سے کوئی خطہ کوئی گوشہ  
وہ چیز ہوں میں جسکو ہر اک آنکھ نہ دیکھے  
آکے علماء بر سر انکار ہو چکے

عشاق سے پنہان ہیں ہوں اور کون نہ لیت  
ہے کوہ میں بھی جسکے تھل کی زطاعت  
ہر دو دین پر تے تھے ہمیں چرخ کی صورت  
تھے اس میں رسولِ عمر بنی بر طلیقت  
چو ٹانہ کہی ماتہ سے سر شستہ لہفت  
دی سارے جہان کی مجھے سلج حکومت  
ہر ملک میں ہے مانی ہوئی میری ولایت  
گو حکم خدا سے ہیں سبھی میری رعیت  
پر فضل خدا سے گئے باختر و سمیت

اس قول سے منظور نہیں مجھ کو نفاخر  
ہے حکم کہ لوگوں پر کھلے میری طلیقت

## انکی ایک دوسری نظم کا مضمون یہ ہے

ہوا جلوہ فلک میرے لئے معتوق ہر جانب  
کیا نظارہ اُس کا میں نے ہر معنی و صورت میں  
اٹھا کر میرے اُلوں کے پر سے۔ پوچھا ”نیکو بھی جانا؟“  
کہا۔ جانا ان! تجھے کیونکر نہ جانوں ایسی حالت میں

تو ہی ہو میرے دل کی آرزو - بلکہ میں ہوں تو ہی +  
 کھلا یہ راز تو عین حقیقت ہے حقیقت میں  
 کہا ”ہے بات تو یوں نہیں، مگر تعین حاصل ہے  
 منتہی میرے ہی نسخہ کا ہے تو ہی کتابت میں  
 ہوئی وصل سے میری ذات اُس سے متحد لیکن  
 حلول ایسے نہیں ممکن - یہ ہے تحقیق نسبت میں  
 بقائے دائمی میں ہو گیا میں بھی فنا ایسا  
 نشان باقی نہیں میرا دوام سرمدیت میں  
 مجھے غائب کیا نظرون سے میری طرح اُس نے  
 کہ اپنی ذات کو خود پوچھتا پھر تا ہوں غیبت میں  
 بنا ہوں اپنے ہی آئینہ میں نظر کی اپنا  
 یہی تھی منتہائے آرزو میری حقیقت میں  
 مثالے میں علوم اور وہم قائم رکھتا ہو مجھ کو  
 مری روداد آبِ دائر ہے منفی اور مثبت میں  
 گدز جس جانیں ممکن ہے کلرویان عالم کا  
 نشیمن ہے وہی اسکا ہمارے دل کی جنت میں  
 میں ہی وہ قطب ہوں چلتا ہے جبکہ حکم عالم میں  
 مرے ہی گرد گردش کرتے ہیں سب اپنی نوبت میں  
 میں ہی وہ ہر ہوں جو نور افشان ہے بلعینہ تیرے

مین غائب ہوں اُن آنکھوں سے جو ناقص مین بصارت مین  
 ہے زندگ آلود آئینہ مین میری شکل کا جو یا  
 نظر آئے بہلا گئے تجھ کو نورِ ظلمت مین  
 بنو ت میری ہی قائم ہوئی ہر اک زمانہ مین  
 مین راہ مین مختلف لیکن سبھی مین میری امت مین  
 کوئی مسجد نہیں ایسی نہ منسوب مرا جس مین  
 کیا مختار اس درجہ تک اسنے اپنی حضرت مین  
 مری آنکھوں نے عین ذات ہی کو ہے فقط دیکھا  
 سوا اسکے سنا تکبیر اس چشم بصیرت مین  
 میری ہی ذات سے قائم مین ذات مین ذرہ ذرہ کی  
 مین تو ایک ہی ہے ہر نئے قہر و عمارت مین  
 نہ لیلیٰ تھی نہ سلمیٰ تھی نہ سلویٰ تھی نہ سعدیٰ تھی  
 یہ تصویر مین تھیں مری شکل و صورت کی حقیقت مین  
 مرا نشو و نما تماش مین آدم سے بھی پہلے  
 مین پیدائش سے اپنی ہی مقدم ہوں محبت مین  
 مین نور احمدی کے ساتھ نہا عرشِ معلیٰ پر  
 لیکن درۃ البیضاء تھا اپنی خاص خلوت مین  
 جو ابراہیم نے دیکھا تھا قصہ خواب مین اپنے  
 مین ہی مقصود تھا بالذات اُس لطف و عنایت مین

گئے جو حضرت ادریس باغِ حنبلہ کو یہاں سے  
 ملین جب نعمتین انکو ملین تھیں اُن کی معیت میں  
 میں تھیں ہمراہ عیسیٰ کے جو گوارہ میں باتیں کیں  
 حلاوت میں ہی داؤد کو بخشی تھی نعمت میں  
 خلافت نے بھی دیکھا تھا کہ تھا میں نوح کا ساتھی  
 وہ سیلاب اور کشتی سب سے پہلے وہاں میری ہی قدرت میں  
 میں ہر حالت میں شیخِ وقت اور قطبِ زمانہ ہوں  
 میں ابراہیم بندہ پیغمبر ہوں راہِ طہارت میں  
 میں کتا ہوں کہ ان اشعار میں جو کچھ حد سے متجاوز باتیں ہیں وہ  
 ارواح کی زبان سے ہیں اور اسکو نہیں جانتا مگر وہی شخص جسے ارواح کے  
 صادر ہونے کا مشاہدہ کیا ہے کہ کہاں سے آئیں اور کہاں تک جائیں گی  
 اور ان روخون کے مومنوں میں عضو واحد کھینچ ہوئے گو کہا ہے کہ  
 جب ایک میں درد ہو تو سارے اعضاء بے قرار ہو جائیں اور یہ کامل محمدی کے  
 ساتھ مخصوص ہے اسکے سوا اور کوئی اس سے واقف نہیں ہے۔ اوہل  
 بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں اپنے مریدوں کو الکسٹ  
 بڑے بڑے کے روز سے پہچانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ کون کون اُس دن میرے  
 دائیں جانب تھے اور کون کون بائیں جانب اور اُسی دن سے میں اپنے  
 مریدوں کی بزرگسازیت کرتا رہا ہوں اور وہ صلیبوں میں تھے مگر عجب سے چپے ہوئے  
 نہ تھے اور اسوقت تک یہی حال ہے۔ اسکو ابن العربی رضی اللہ عنہ نے

فتوحات میں نقل کیا ہے۔ اور حضرت ابراہیم دسوقی کا قول ہے کہ جب میں چٹہ برس کا تھا تو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ کہ عالم بالا میں ہے مجھ مشاہدہ کر لویا تھا۔ اور جب میں آٹھ برس کا تھا تو لوح محفوظ میں نگاہ کی تھی۔ اور جب نو برس کا تھا تو آسمان کا طلسم توڑا تھا۔ اور سبع مثکانی میں بیٹے ایک ایسا حرم بن کر دیکھا جس میں جن وانس حیران تھے مگر میں اسکو سمجھ گیا اور اس کے سمجھنے پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ کیا اور جو ساکن تھا اسکو میں نے حرکت دی اور جو خوک تھا اسکو ساکن کیا اور اسوقت میں چوڑا برس تھا الحمد للہ رب العالمین۔ یہ مضامین میں نے انکی کتاب الجواہر سے جو ایک ضخیم جلد ہے خلاصہ کئے ہیں۔

(۲۸۸) سید حبیب نسب ابو العباس سیدی احمد بدوی

شریف رحیمی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۰۰۰۰۰۰)

تمام روئے زمین میں انکی اس قدر شہرت ہے کہ میری تعریف کی ضرورت نہیں ہے لیکن انہی بکرت حاصل کرنے کے لئے میں ان کا توڑا سا حال حوالہ قلم کرتا ہوں اور اسدی ہی کی توفیق سے کہتا ہوں کہ۔ انکا مولد شہر فاس ہے جو ملک مغرب کا مشہور شہر ہے۔ کیونکہ انکے اجداد حجاج کے زمانہ میں جب اسنے بہت سے سیدوں کو قتل کر ڈالا یہاں چلے آئے تھے۔ یہ جب سات برس کے ہوئے تو انکے والد ماجد نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ اے علی! اس ملک سے مکہ شرف کو نقل وطن کر کہو تکہ اس میں ہمارا ایک بڑا مقصد ہے یہ واقعہ ۶۰۳ھ



چہرہ تین ہجری کا ہے۔ سید احمد رضی اللہ عنہ کے بہائی سید حسن کہتے ہیں کہ  
 چنانچہ ہم روانہ ہوئے اور برابر عربوں ہی کے پاس اترتے چلے اور سب تعظیم و  
 کشادہ دلی کے ساتھ پیش آنے لگے۔ بالآخر چار سال میں ہم مکہ شرف پہنچے اور  
 سارے شرفاء مکہ مجھے اکراٹے اور سب نے ہماری تعظیم و تکریم کی اور ہم نہایت فراخ حالی  
 و فراغ ابالی کے ساتھ انہیں رہے یہاں تک کہ ۲۳۰ھ چہرہ ہوتا جس ہجری میں ہمارے  
 والد نے وفات پائی اور باب المَعْلَیٰ ة میں دفن ہوئے اور انکی قبر وہاں ایک  
 زاویہ میں ظاہر اور لوگوں کی زیارت گاہ ہے۔ سید حسن کہتے ہیں کہ میں اور میرے بہائی وہیں  
 اقامت پذیر رہے اور احمد عمر میں ہم سب چوٹے اور دل کی شجاعت  
 میں سب بڑے ہوئے تھے۔ اور چونکہ یہ اکثر ڈھٹا باندھتے تھے ہم نے ان کو  
 بکڑی کالقب دے رکھا تھا۔ میں نے انکو اپنے بیٹے حسین کے ساتھ مکتب  
 میں قرآن پڑھایا۔ مکہ کے سولہویں میں ان سے بڑھ کر دلیر کوئی نہ تھا اور مکہ والوں نے  
 ان کا نام عَطَّاب رکھ دیا تھا۔ مگر جب ان پر عشق و سراسیمگی کی حالت طاری  
 ہوئی تو انکی حالت بالکل بدل گئی لوگوں سے کنارہ اور با برچپ رہنے لگے  
 کسی سے بات نہیں کرتے تھے مگر اشارہ سے اور بعض عافین کما کرتے تھے کہ  
 انکو حق تعالیٰ پر ایسی جمعیت حاصل ہوئی ہے کہ اب تک ان کو مستغرق رکھے گی  
 اور ہمارے اس زمانہ تک براہِ زانکا حال بڑھتا ہی رہا بعد ۳۳۰ھ چہرہ تینتیس  
 ہجری کے سوال میں انہوں نے تین بار خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ اٹھ  
 اور مطلع آفتاب کی طرف جا اور جب مطلع آفتاب تک پہنچ جائے تو آفتاب کے  
 جاے غروب کی راہ لے اور طند تا تک جا کیونکہ اسے جوان ہیں تیرا مقام

ہے یہ خواب دیکھ کر انہوں نے اپنے اقرباء سے مشورہ لیا اور عراق تک سفر کیا۔  
 اور بزرگان عراق نے انکو خیر مقدم کہا جنسین عسیدی عبدالقادر عسیدی اٹھدین رفائی  
 تھے۔ ان دونوں بزرگوں نے کہا کہ اے احمد! عراق۔ ہند چین۔ روم۔ مشرق و  
 مغرب کی کنجیاں ہمارے ہاتھوں میں ہیں ان میں سے جو کچھ تم چاہو اسکو پسند  
 کرو۔ مگر عسیدی احمد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ مجھے تمہاری کنجیوں کی  
 کوئی حاجت نہیں ہے میں تو صاحبِ کلید ہی سے کچھ لوں گا۔ سید حسن کہتے ہیں  
 کہ سید احمد اولیاء عراق جیسے شیخ عسیدی بن مسافر و حلاج وغیرہ کے مزاروں کی  
 زیارت سے جب فارغ ہوئے تو پہنچے خطہ طندتا کے ارادہ سے کوچ کیا  
 اور تمام اطراف و جوانب کے لوگوں نے ہر کو گھیر لیا اور مہرے عداوت و معادضہ اور  
 ہمت شکنی کرنے لگے اسوقت سید احمد نے ہاتھ سے اُنکی طرف اشارہ کیا تو سب  
 سب گر پڑے اور کہنے لگے کہ اے احمد! تم جو انوں کے باپ ہو اور سب سرنگون  
 ہو کر اُنکے پاؤں لوٹ گئے اور ہم سب ام عبیدہ کی طعن چلے یہاں سے  
 سید حسن کہ معظّم کو لوٹ گئے اور سید احمد رضی اللہ عنہ فاطمہ بنت بوری  
 کے یہاں گئے۔ یہ بہت بڑی صاحبِ حال اور بدیع الجہال بی بی تھیں اور  
 مردوں کے احوال سب کر لیا کرتی تھیں۔ مگر سید احمد رضی اللہ عنہ نے انکے احوال کو  
 غصہ ظاہر ہے کہ ان بزرگوں کے خیر مقدم کہنے اور کنجیاں پیش کرنے سے روحانی تعزات مراد  
 ہیں نہ جسمانی۔ کیونکہ یہ واقعہ عیسائی عبادت کے کتنا سب سے ظاہر ہے ۳۳۰ ہجری یا اُس کے بعد کا  
 ہے۔ اور ۳۳۰ ہجری کے بہت قبل دونوں بزرگ اس زندگی کو الوداع کہہ چکے تھے ۱۲

سلب کر لیا اور بی صاحبہ نے انکے ہاتھ پر تو یہ کی کہ اب سے کسی سے تعرض  
 نہ کرونگی اور جتنے قبائل کہ بہت بڑی کے پاس کر جمع ہو گئے تھے سب اپنے  
 اپنے گھروں کو چلے گئے اور اولیاء الدین یہ بہت بڑی خوشی کا دن تھا۔ بعد  
 سید احمد رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ ہفت کھٹا ہکا اے احمد طند تا  
 کی طرف جا کیونکہ تو وہیں آقا ست گزین ہو گا اور وہاں بہت سے مردان و بہادران  
 راہ خدا عبدالعال و عبدالوہاب و عبدالمجید و عبدالحسن و عبدالحسن کی تربیت کر لیا  
 یہ واقعہ شہر رمضان ۱۳۵۷ھ میں ہو چوئیس ہجری کا ہے۔ چنانچہ وہ مصر پہنچے  
 اور بعد طند تا کو روانہ ہو گئے اور وہاں جا کر فوراً بڑی تیزی کے ساتھ ایک  
 شخص سہمی ابن شعیط کے گھر میں جو اس شہر کے مشائخ میں سے تھے چلے  
 گئے اور انکی کڑکی کی جیت پر چڑھ گئے اور شب دروز متوجہ آسمان کی طرف نظر کئے  
 ہوئے کھڑے رہنے لگے۔ اس زمانہ میں انکی آنکھوں کی سیارہی استمداد میں  
 ہو گئی تھی کہ شعلہ آتش نظر آتی تھی اور چالیس چالیس دن بلکہ اس سے بھی زیادہ ہجوم  
 و خور کھڑے رہا کرتے تھے۔ اسکے بعد چھپتے اُتر آئے اور فلیشا الملتکراہ کے  
 اطراف کی طرف روانہ ہوئے اور لڑکے انکے پیچھے چلے جن میں عبدالعال و عبدالمجید  
 بھی تھے۔ اور سید احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ سوچ گئی تھی اس لئے انہوں نے عبدالعال  
 سے کہا کہ ایک انڈالے آؤ تو میں اُسے اپنی آنکھ پر رکھوں۔ عبدالعال نے کہا کہ  
 سبز لکڑی جو آپ کے پاس ہے وہ مجھے دیدیجئے۔ چنانچہ انہوں نے دی دی اور وہ اپنی مان  
 کے یہاں آئے اور کہنے لگے کہ یہاں ایک بڑو ہے جسکی آنکھ دیکھنے کو آئی ہے  
 اسے مجھ سے ایک انڈال لگا ہے اور یہ لکڑی مجھے دی ہے۔ مگر اُنکی مان نے

کہا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ انہوں نے واپس آکر سید احمد رضی اللہ عنہ سے اجازت بیان کیا۔ تب انہوں نے کہا کہ خانقاہ چلا جا اور وہاں سے ایک انتڑا میرے لئے لے آ۔ چنانچہ عبدالعال نے خانقاہ آکر جو دیکھا تو وہ انتڑوں سے بہا پڑا تھا۔ اُس میں سے ایک لے لیا اور انکے پاس پہنچے۔ اسی وقت سے عبدالعال نے سید احمد رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ پرتا اختیار کیا اور انکی مان انکو سید احمد کے پنجہ سے نہ چڑا سکیں اور کہا کرتی تھیں کہ اے بد تو ہمارے لئے منحوس ہے۔ مگر سید احمد رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہنچی تو وہ کہا کرتے تھے کہ اگر وہ اُس سے بد تو ہمارے لئے تو نیکی ہے، کہ کتھن تو زیادہ سچ ہوتا۔ بعدہ انہوں نے عبدالعال کی مان کو کھلا بیجا کہ بیل کے سینک کے دن سے میرا بیٹا ہے۔ اور اسکا واقعہ یہ تھا کہ عبدالعال شیر خوار ہی تھے کہ انکی مان نے ایک دن انکو ایسے مقام پر رکھ دیا تھا جہاں بیل کا چارہ تھا۔ بیل وہاں پہنچا کہ انکے گھونے کو جو آیا تو اُس نے نہانچہ میں اپنے سینک ڈال دیے اور عبدالعال کو اپنے دونوں سینگوں پر اٹھالیا اور وہ ایسا برہم تھا کہ کوئی شخص عبدالعال کو اُس سے نہ چڑا سکا۔ سوقت سید احمد رضی اللہ عنہ عراق میں تھے انہوں نے وہیں سے ہاتھ بڑھایا اور عبدالعال کو اسکے سینگوں سے چٹایا۔ پس عبدالعال کی مان کو وہ واقعہ یاد آگیا اور اُس دن سے وہ حضرت کی معتقد ہو گئیں۔ آدم پر سب مطلب سید احمد بارہ برس تک برابر جیتوں ہی پر رہے اور یہ عبدالعال جب کسی دویار کو لکھ لیا کرتے تو وہ چست اُتر کر ایک نگاہ اُس پر ڈال کر اُسے نعمتوں سے الامال کر دیتے اور عبدالعال سے کہتے کہ اسکو فلان شہر یا فلان جگہ لیجاؤ۔ اسلئے ان فقروں کا نام اصحاب الطع یعنی چپت واسے پڑ گیا۔ اور یہ سید احمد

رضی اللہ عنہ ہمیشہ دو ڈھائے باندھے رہتے تھے اور سید عبدالحمید کو ایک دن یہ خواہش ہوئی کہ سید احمد رضی اللہ عنہ کا چہرہ دیکھتے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ یکا تکسید میمن چاہتا ہوں کہ آپکا روئے انور دیکھوں تاکہ چہان سکون انہوں نے کہا کہ اے عبدالحمید ہر دیکھنا دیکھنے والے کی استعداد کے لحاظ سے ہوا کرتا ہے۔ عبدالحمید نے کہا کہ یا کمسید میمن مجھے دکھا دیجئے گو میں مر ہی کیوں نہ جاؤں۔ چنانچہ انہوں نے اوپر کا ڈھانٹا کھولا تو عبدالحمید یہ ہوش ہو کر گرے اور فوراً راہی ملک عدم ہوئے۔ اور طند ناہین ایک فقیر حسن زرگر اخٹائی اور دو سالہ مغربی تھے۔ اور جب سید احمد رضی اللہ عنہ عراق سے پہلی مرتبہ آئے ہوئے مصر کے قریب پہنچے تو حسن زرگر نے کہا کہ اب یہاں ہم نہیں ٹھہر سکتے ملک کا مالک آگیا چنانچہ وہ اخٹا کے اطراف میں جا رہے اور اسوقت تک انکا مزار وہاں مشہور ہے۔ اور سالم رضی اللہ عنہ ٹھہرے ہے اور انہوں نے سید احمد رضی اللہ عنہ کو صاحب ولایت تسلیم کیا اور اُن سے کچھ تعرض نہ کیا اس لئے سید احمد رضی اللہ عنہ نے انکو بحال رکھا اور انکی قبر طند ناہین مشہور ہے۔ مگر اور دن نے انکا انکار کیا اسلئے اُن سے نعمتیں چسبن لیکن اور انکا نام و نشان مٹا دیا گیا۔ انہیں سے ایک طند ناہین عظیم الشان محل والے تھے جسکا نام وجہ القہر تھا اور یہ بڑے دلی تھے انکو حسد کا جوشش ہوا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے رستہ خیم نہ کیا اسلئے کورے بنا دئے گئے۔ اور اسوقت طند ناہین انکی قبر پر کھڑے رہتے ہیں اور امین مطلق نیکی و مدد کی ہوتی ہیں ہے۔ طند نا کے خطیبوں نے انکی طرف اسی کی اور انکے عرس

کا ایک زمانہ مقرر کیا اور بہت سارا مال اس میں خرچ کیا اور انکے تکیہ کی بہت بڑی عمارت بنوائی۔ مگر عبدالعال رضی اللہ عنہ نے اسکو بانوں سے ٹھوکر ماری جبکہ نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے زمانہ تک وہ دیوان پڑی ہے پیچ ہے ۵

کسے را کہ قہر تو از سر فلکند بہ پام روی کس نہ گرد و بلند  
اور ملک الظاہر پیر بس ابوالفتوحات سید احمد رضی اللہ عنہ کا بہت بڑا معتقد تھا اور انکی زیارت کو آیا کرتا تھا۔ اور جب وہ عراق سے آئے تو وہ مداح اپنے لشکر کے اُن سے ملنے کو مصر سے باہر نکلا اور حد درجہ انکی عزت و توقیر کی۔

سید احمد رضی اللہ عنہ کی بیڈلیاں گر گوشت تین ہاتھ لمبے تھے۔ منہ بڑا سا تھا آنکھیں سرگین تھیں۔ قد لمبا اور رنگ گندمی تھا۔ انکے چہرہ پر سیٹلا کے تین داغ تھے۔ ایک دائیں رخسار پر اور دو بائیں پر۔ ناک بلند اور پتلی تھی اور دو وزن کنڈھا پر سور کے دانہ سے چوٹے چوٹے دو سیاہ قمسے تھے۔ اور انکی آنکھوں کے بیچ میں اُستری کے زخم کا نشان تھا۔ جب یہ مکہ معظمہ میں تھے تو انکے بھائی حسین کے بیٹے نے انکو یہ چرکا لگایا تھا۔ پچھلپن سے برابر دو ڈھائے باندھے رہتے تھے۔ قرآن مجید حفظ کر لینے کے بعد مدت تک امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب کی تعلیم پاتے رہے۔ یہاں تک کہ جب کیفیت عشق پیدا ہو گئی تو اسکو تہ کر کے رکھ دیا۔ یہ جو کچھ ابا عامر استعمال کرتے تھے اسکو نہ ہونے کے لئے اُنار تے تھے اور نہ بدلنے کے لئے۔ جب وہ گل جاتا تھا تو لوگ دوسرا پہنا دیتے تھے۔

اور جو عمامہ کہ ہر سال انکے میلاد کے دن انکا خلیفہ (یعنی سجادہ نشین) زیب سر کرتا ہوا وہ حضرت ہی کا عامر ہے جو خلیفہ کعبہ میں ہے لیکن خراسانی سنخ اولی چادر

عبدالعال رضی اللہ کا لباس ہے۔ سید احمد رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں اپنے رب کی عزت کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ میری نہرین بحر محیطہ پر گومتی ہیں اگر دنیا کی ساری نہروں کا پانی بٹھ جائے تو بھی میری نہروں کا پانی نہ بٹھے گا۔ سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ نے سترہ جہہ سو پچتر ہجری میں ملار اعلیٰ کا سفر کیا۔ اور انکے بعد فقرا پر سیدی عبدالعال رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ انہوں نے نیک روش اختیار کی اور خانقاہ و مناروں کی تعمیر کرائی اور فقرا و اصحاب طریقت کا کھانا مقرر کیا اور چوٹی روٹیاں پکانے کا حکم دیا جیسی کہ آج تک چلی آتی ہیں۔ اور جو فقرا کہ صحیح الاحوال تھے انکو جس جس مقام میں سکونت اختیار کرنے کا حکم دیتے تھے اس سے مخالفت کرنے کی کسی کو مجال نہ تھی۔ چنانچہ انہوں نے اسماعیل انبالی کے باپ یوسف کو انبا بدہ میں اور احمد ابو طرک کو انبا بدہ کے سامنے میدان میں اور عبداللہ جیزی کو جینہ کے سامنے کے میدان میں اور دہیب کو برشوم کہری میں اقامت گرہین ہونے کا حکم دیا۔ لیکن یوسف رضی اللہ عنہ کی طرف مہر کے اُتراوا کا برجٹکے اور انکے دستخوان پر وہ کھانے ہونے تھے جو اکثر امیروں کے مقدر سے باہر تھے۔ اس پر شیخ احمد ابو طر نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ ہکو بھائی یوسف کے یہاں لے چلو دیکھیں اُنکا کیا حال ہے۔ چنانچہ وہاں پہنچے تو یوسف نے کہا کہ یخوش بودا رکھانے کہاؤ اور یہ اٹھ کی مسودہ پیاز کا جو میل تمہارے پیٹوں میں ہے اسکو دھو ڈالو۔ اس کلام سے شیخ ابو طر کو غصہ آیا اور انہوں نے کہا کہ اے یوسف کیا ایسا ہی ہے؟ یوسف نے کہا کہ یہ تو مذاق تھا۔ مگر ابو طر نے کہا کہ نہیں یہ تو تیرے کی جنگ ہے۔ اور

انہوں نے اگر عبدالعال رضی اللہ عنہ سے یہ ماجرا بیان کیا۔ عبدالعال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسے ابو لوط غمر پر گندہ خاطر نہ ہو جبکہ اسکے پاس تھامنے چھین لیا اور اسکا نام و نشان گم کر دیا اور اسکے بیٹے اسمعیل کو وہ نام و نشان دیدیا۔ چنانچہ اُسی دن سے ہمارے زمانہ تک یوسف کا نام کوئی ہی نہیں لیتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسکے بیٹے اسمعیل کے ہاتھ پر کرامتیں ظاہر کیں جو بالیے ان سے بائیں کرتے تھے۔ اور یہ خبر دیتے تھے کہ میں نے لوح محفوظ کو دیکھا ہے اور فلان فلان شخص پر یہ واقعہ گذرنے والا ہے اور ایسا ہی واقعہ ہوتا تھا۔ اسپر بالکی مذہب کا ایک عالم انکا منکر ہوا اور اُسے فتویٰ دیا کہ انکو سزا دی جاوے۔ یہ خبر جب اسمعیل رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے کہا کہ میں نے تو لوح محفوظ میں یہ دیکھا ہے کہ یہ قاضی دریاے فرات میں ڈرب جائے گا۔ اور ہوا ہی ایسا ہی کہ بادشاہ مصر نے اسکو قہقہوں کے بادشاہ کے پاس اُسکے ہاں کے پادریوں سے بات کرنے کو بھیجا۔ کیونکہ اسنے وعدہ کیا تھا کہ اگر یہ مباحثہ میں مسلمان عالم سے مغلوب ہو جائینگے تو دین اسلام قبول کرینگے۔ اور مصر میں اس قاضی سے بڑھ کر کوئی مقرر و جج نہ ملا اسلئے اسکو مسجد یا چنانچہ یہ دہان جا کر دریاے فرات میں ڈوب گیا۔ اور سید احمد رضی اللہ عنہ کے خاندان میں جو اجلاں کی مشہور ترتیب اسوقت تک چلی آتی ہے یعنی نابنیون۔ چرداہون گھاس لانے والوں اور جہاڑوینے والوں وغیرہم کی اولاد کی یہ ترتیب سید عبدالعال رضی اللہ عنہ کی قائم کی ہوئی ہے اور کہیں اجلاں کی اولاد غلیضہ (سجاولہ نشین) کے احاطہ میں بلا اجازت سواری پر نہیں آتی ہے مگر گھاس لانے والوں کی کیونکہ لوگوں کو



معلوم تھا کہ سید احمد رضی اللہ عنہ کو دست رکھتے تھے۔

اور عبد الوہاب جو ہری رضی اللہ عنہ کا جو خطہ مرحوم کے قریب مدفون ہیں یہ حال تھا کہ جب کوئی شخص انکی صحبت میں داخل ہونے کو آتا تو اس سے کہتے کہ اس بیخ کو اس دیوار میں گاڑ دے۔ اگر وہ بیخ دیوار میں ٹھیر جاتی تو اسکو مرید کر لیتے اور اگر گر پڑتی اور زمین ٹھیرتی تو اس سے کہتے کہ چلے جاؤ تمہارا حصہ ہمارے ہاں نہیں ہے۔ میں انکی خلوت کے اندر گیا اور اس دیوار کو سینے دیکھا اس میں اکثر ڈراڑھے تھے۔ اور اسی میں تمویزی ہی ضخیم ٹھیری تھیں۔ اور یہ بزرگ کشف کے ذریعہ سے جانتے تھے کہ کون انکی اولاد میں ہے اور کون نہیں ہے اور سکو وہ اسلئے ظاہر کر دیتے تھے کہ مرید قائل ہو کر اپنے ہی دل میں فیصلہ کر لے اور پیر سے رد نہ کرے۔ اور شیخ محمد المعروف بقمر الدولہ کا واقعہ یہ ہے کہ یہ سید احمد رضی اللہ عنہ کی صحبت میں زمانہ تک نہ رہے بلکہ ایک مرتبہ سخت گرمی کے زمانہ میں پیغمبر میں تھے اور آرام لینے کو ٹنڈا نکالیں ٹھیر گئے۔ یہاں انہوں نے سنا کہ سید احمد رضی اللہ عنہ ضعیف ہو گئے ہیں۔ یہ انکی زیارت کو حاضر ہوئے اور عبد العال وغیرہ موجود نہ تھے۔ یہ جو پونچے تو انہوں نے دیکھا کہ سید احمد رضی اللہ عنہ نے تربوز کا پانی پیا اور پھر اسی تربوز میں اسکو تھے کوپا شیخ محمد نے اُس پانی کو پیا اور پی گئے۔ اب پھر سید احمد رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تو میرے اصحاب کا قمر دولہ ہے۔ عبد العال اور جماعت نے جو اس کو سنا تو شیخ محمد سے لڑنے اور انکو مار ڈالنے کو باہر نکلے۔ شیخ محمد نے ایڑا مار کر اپنے گھوڑے کو اُس کو زمین میں ڈال دیا جو تربیت نفاضہ کے اٹیلے کے قریب تھا اور

۵ طلسم تازہ یہ دیکھو کہاں ڈوبے کہاں نکلے  
 اُس کنوئین میں سے نکلے جو نفیا کے کنارہ پر واقع تھا۔ اور لوگ بت دیر تک اُسی  
 کنوئین کے پاس انکے منتظر کھڑے رہے حسین انہوں نے گوڑا ڈالا تھا۔  
 اور جب یہ خبر آئی کہ وہ نفیا کے قریب والے کنوئین سے نکلے تو لوگ انکا  
 پیچھا چوڑ کر لوٹ گئے۔ قصہ کو تاہ شیخ محمد تادم مرگ نفیا میں رہے اور عبدالعالؒ  
 کے ڈر سے پرتلہ تانے لگے۔ شیخ محمد رضی اللہ عنہ سلطان محمد بن قلاؤن کی  
 فوج میں تھے۔ اور انکا عامہ اور کپڑا اور انکی کمان و ترکش دلوارا انکے مزار واقع  
 نفیا میں لکھی ہوئی ہے۔

مین کہتا ہوں کہ سید احمد رضی اللہ عنہ کے مولدین میرے ہر سال  
 حاضر ہونے کا سبب یہ ہے کہ میرے شیخ عارف باللہ تعالیٰ حضرت محمد شاد  
 رضی اللہ عنہ نے جو اس خانمان کے سر پر آدرہ بزرگوں میں سے ہیں میری ہمت  
 گنبد کے اندر سید محمد رضی اللہ عنہ کے مُنہ کے مقابل میں لی اور مجھے اپنے ہاتھ  
 سے انکے پر رکھا۔ چنانچہ فریح سے دست مبارک نکلا اور اسنے میرا ہاتھ پکڑا  
 اور میرے پیر نے کہا کہ یا حضرت آجکی نگاہ ابھر رہے اور اسکو آپ اپنی آنکھوں  
 میں رکھیں۔ اب پرینے لُٹا کہ سید محمد رضی اللہ عنہ نے قبر سے کہا کہ ”اچھا“ اسکے  
 بعد دوسری مرتبہ میں نے انکو مصر میں دیکھا کہ خود بہن اور سیدی عبدالعالؒ مجھے کہتے ہیں  
 کہ طلہ تاقین ہماری زیارت کرو اور ہم تیری ضیافت کے لئے ملوخیۃ

۵ یہ ایک ساگ ہے جسکو دہی اور گوشت کی لاگ سے عرب لوگ پکاتے ہیں سید احمد صاحب  
 فرہنگ آصفیہ اس لفظ کے تحت مین لکھتے ہیں کہ یہ ساگ اس طرز سے پکا ہوا نہایت خوش ذائقہ

بکواٹینگے۔ چنانچہ سین سفر کر کے وہاں پہونچا تو وہاں کے اکثر لوگوں نے میری  
 دعوت کی اور اُسین بلوغیہ ضرور کھلایا۔ اسکے بعد میں نے انکو قحافلہ کے پل پر  
 طنل تاک کے سامنے دیکھا کہ شہر بپاکہ طیسح محیط ہیں اور مجھ سے فراتے ہیں  
 کہ ہمیں بظہیرے رہو جسکو چاہو میرے پاس آنے دو اور جسکو چاہو روک دو۔ اور جب  
 میں نے فاطمہ ام عبدالرحمن سے جو بارہ تہین شادی کی تو پانچ عینے گزر گئے اور میں  
 انکے پاس نہ گیا۔ اُسوقت میں نے حضرت کو دیکھا کہ میرے پاس آئے اور مجھے  
 معہ میری بیوی کے اپنے ساتھ لے گئے اور گنبد کے اُس ستون پر جو اندر کے  
 بائیں جانب ہے میرے لئے فرش بچھایا اور میرے لئے حلوائیا کیا اور زندون و  
 مردون کی دعوت کی۔ اور مجھ سے کہا کہ ہمیں اُسکی بہار لوٹ چنانچہ اُسی رات کو  
 میں کامیاب ہوا۔ اور ۹۴ھ ہجری میں اُنکے مولد میں اپنے پونچنے کے معمولی  
 دن نہ پہونچا مجھے دیر ہو گئی اور وہاں بعض اولیاء موجود تھے انہوں نے مجھے ضر  
 دی کہ اُس دن سید احمد رضی اللہ عنہ اپنے مرتد کا پردہ ہٹا کر کہتے تھے کہ عبدلواہ  
 نے دیر لگائی نہ آیا۔ اور ایک سال میں ارادہ کیا تھا کہ ابکے نہ جاؤں گا اس پر  
 میں نے سید احمد رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ سب لکڑی ہاتھ میں لئے ہیں اور سارے اطراف  
 سے لوگوں کو بلارہے ہیں اور بے شمار خلقت انکے پیچھے اور دائیں بائیں ہے  
 پہرہ میرے پاس پہونچے ہیں اور میں مصرعین ہوں اور مجھ سے کہا کہ کیا تو نہیں  
 جائیگا میں نے کہا کہ مجبور رہے انہوں نے کہا کہ در دعا شق کو نہیں روک سکتا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۲) ہوتا ہے اور اسکا بکنا عیون کے ساتھ مخصوص ہے اور اترنے

کہا یا ہے۔ ۱۲ مترجم

بعد کہ مجھے اولیاء وغیر اولیاء رندوں اور مردوں کا ایک ابنوہ کشیدہ کھلا یا زمین بستے  
 بوڑھے اور بچے تھے اور اپنے کفن لئے ہوئے پانون گھیٹے جاتے تھے اور  
 سب کے سب مولدین شریک ہونے کو جا رہے تھے۔ انکے بعد مجھے قیدیوں کی ایک  
 جماعت دکھائی جسکے زنجیریں اور پٹیاں بڑی ہولی تھیں اور زنجیروں کے ملکوں  
 سے کسکتے ہوئے آ رہے تھے۔ انکو دکھایا کہ مجھ سے کہہ کہ ان لوگوں کو دیکھو  
 کہ اس حال میں ہی غیر حاضر رہنا نہیں چاہتے۔ یہ اجراء میکرمیرا حاضری کا ارادہ قوی  
 ہوا اور میں نے اس عرض کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم حاضر ہونگے۔ مگر انہوں نے کہا کہ تم پر یہ تعینات کرنا ضروری ہے  
 چنانچہ انہوں نے اتنی طرح کے دو عظیم الشان سیاہ درندے مجھے سلا کر دئے اور ان سے کہلو  
 کہ جب تک کہ تم انکو لا کر حاضر نہ کرو ان سے الگ نہو۔ یعنی یہ واقعہ حضرت شیخ محمد  
 شتادری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ سارے اولیاء کو لو  
 کو قاصدوں کے ذریعہ سے بلاتے ہیں اور سیدی احمد رضی اللہ عنہ خود ہی لوگوں  
 کو حاضر ہونے کے لئے کہتے پھرتے ہیں۔ بعد ازاں فرمایا کہ میرے پیر شیخ  
 محمد رضی اللہ عنہ ایک سال حاضری میں بھیجے رہ گئے تو سید احمد رضی اللہ  
 عنہ نے اپنے عتاب کیا اور کہا کہ جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے  
 ہیں اور انکے ہمراہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اصحاب و اولیاء آتے ہیں وہ  
 حاضر نہیں ہوتا۔ چنانچہ شیخ محمد رضی اللہ عنہ مولد کے ارادہ سے روانہ ہوئے تو  
 انہوں نے لوگوں کو واپس آتے ہوئے دیکھا اور انکو وہ مجمع نہ نصیب ہوا اس  
 سبب سے وہ آنوالو کے کپڑوں کو چھوتے اور اپنے چہرہ پر ملتے تھے، انتہی  
 اور ایک مرتبہ میری اور میرے بہائی ابو العباس حرثی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شہر

مصر میں ہندوستان کے قریب ایک ولی سے ملاقات ہوئی۔ اس ولی نے کہا کہ تم میری ضیافت کرو کیونکہ میں غریب الوطن ہوں اور انکے ساتھ دس آدمی تھے چنانچہ بیٹے انکے لئے چپانیاں اور شمد منگوایا اور انہوں نے نوش جان کیا۔ بعدہ بیٹے ان سے پوچھا کہ آپ کس ملک کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہند کے۔ بیٹے نے کہا کہ مصر میں آکر کیا کام ہے۔ انہوں نے کہا کہ سید احمد رضی اللہ عنہ کے مولد میں میں حاضر ہوا تھا۔ اس پر بیٹے پوچھا کہ آپ ہندوستان سے کب روانہ ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں مکمل کے دن نکلا جا رہا تھ کہ رات کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سویانچہ شنبہ کی راست کو شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا اور جمعہ کی رات کو سید احمد رضی اللہ عنہ کے پاس طند قاتین تھا۔ پہنچے اہر تعجب ظاہر کیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ عزوجل کے اولیاء کے نزدیک ساری دنیا ایک قدم ہے۔ اور ہم سے اور ان سے ہفتہ کے دن آفتاب نکلتے جڑو ت کہ مولد کے سبلے کے چھٹنے کا تھا ملاقات ہوئی تھی۔ پھر بیٹے ان سے پوچھا کہ ملک ہندوستان میں آپ کو سید احمد رضی اللہ عنہ کی کس نے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے ہم انکو نہ جانیں ہمارے تو چھوٹے چھوٹے بچے سید احمد رضی اللہ عنہ ہی کی برکت کی قسمیں کھاتے ہیں اور یہ انکی بہت بڑی قسم ہے اور کوئی بھی ایسا ہے جو احمد رضی اللہ عنہ کو نہ جانتا ہو بحر محیط کے پرے اور تمام ملکوں اور پہاڑوں کے اولیاء تو انکے مولد میں حاضر ہوا کرتے ہیں۔ اور ہمارے یہ شیخ محمد شنادی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے انکے مولد میں جانے کو بڑا ٹھہرایا تو اسکا ایمان سلب ہو گیا بال برابر ہی اس میں ایمان نہ رہا جس سے وہ دین اسلام کی طرف جھکے آخر اسنے

سید احمد رضی اللہ عنہ سے فریاد کی آپ نے کہا کہ دیکھو پیر ایسا نہ کرنا۔ اس نے کہا کہ میں  
 بہتر نہ کروں گا۔ تب آپ نے اسکو خلعتِ ایمان دیا اور اُس سے پوچھا کہ ہمارے  
 کی کوئی بات تو بڑی مجتہا ہے۔ اس نے کہا کہ مردوں اور عورتوں کا کجا ہونا۔

سید احمد رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا کہ یہ تو طوافِ مین بھی ہوتا ہے مگر اس کو  
 کسی نے بھی منع نہیں کیا ہے۔ بعد ازاں آپ نے کہا کہ میں اپنے پروردگار کی عزت  
 کی قسم کہ اگر کتا ہوں کہ میرے مولدین جیسے گناہ کیا اس نے فرزندِ توبہ کی اور اسکی توبہ  
 اچھی بھی گئی اور جب مین وحشی جانوروں کی جنگلوں میں اور چیلپوں کی سمندروں میں  
 رکوالی کرتا اور ایک کو دوسرے سے بچانا ہوں تو کیا اللہ عزوجل مجھے اُن لوگوں  
 کی نگہداشت سے مجبور رکھے گا اور جو میرے مولدین حاضر ہوا کرتے ہیں۔

اور یہی میرے پیر ہی نے مجھے بیان کیا کہ شیخ ابوالغنیث بن کتیلہ غلہ کبریٰ کے  
 ایک عالم اور وہان کے صاحبِ مین سے ایک شخص مصر میں تھے وہ بولا ق جو آئے  
 تو لوگوں کو اس مولد کے لئے اہتمام کرتے اور کشتیوں میں سوار ہوتے ہوئے دیکھ کر  
 آزدہ خاطر ہوئے اور کہنے لگے کہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ جستدر

اہتمام احمد بدوی کے مولد کے لئے کرتے ہیں اسقدر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے مولد کیلئے نہیں کرتے اسکے جواب میں ایک شخص نے ان سے کہا کہ سید احمد  
 بہت بڑے ولی ہیں۔ عالم صاحب نے کہا کہ اس مجلس میں وہ شخص موجود ہے جس کا  
 مقام اُن سے بھی اعلیٰ ہے۔ اسکے بعد ایک شخص نے اس پر حاو کیا اور اسکو پھیل کھلا  
 جکا کاٹھا اسکے حلق میں پھنس گیا اور کسی جلد و تدبیر سے نہ فوہوانہ باہر نکلا۔ جس سے  
 اُسکا گلا سوج کر کبھوں کے چپتے کی صورت کا ہو گیا۔ اور اسکو نو مینے گذر گئے۔ اس کو

نہ کہا نے پینے میں مزہ ملتا تھا اور نہ سونے میں۔ اور اس عرصہ میں سبب کی طرف  
 اسکا خیال نہ گیا۔ تو عینے بعد خدا کی کرمی سے اسکو سبب یاد آیا۔ تب اسنے  
 لوگوں سے کہا کہ مجھے سید احمد رضی اللہ عنہ کی گنبد کو لے چلو۔ لوگوں نے اسکو  
 وہاں پہنچایا تو اسنے سورہ یسین پڑھنی شروع کی۔ تھوڑی دیر میں اسکو زور سے  
 چہینک آئی اور وہ کانٹا خون میں لٹھڑا ہوا خود بخود نکل پڑا تب اسنے کہا کہ یا  
 سید احمد میں نے توبہ کی اور فوراً اسکا درد دورم جاتا رہا اور شیخ خلیفہ کے بیٹے نے  
 جو جو امیاس کے علاقہ کا رہنے والا تھا اپنے شہر کے لوگوں کے سامنے  
 اس مولد میں جانے کو بڑا کہا اور ہمارے شیخ محمد شادری نے اسکو سمجھایا مگر اسنے اپنی  
 رائے نہ بدلی تب اسکی شکایت سید احمد رضی اللہ عنہ سے کی وہاں سے ارشاد  
 ہوا کہ عنقریب اُسکے ایک دانہ نکلے گا جو اُسکے منہ اور زبان کو کھا جائیگا۔ چنانچہ  
 اُس دن نہ نکلا اور اسکا منہ گل گیا اور اُسی سے وہ مر گیا۔ اور ابن البیان نے سید احمد  
 رضی اللہ عنہ کے حق میں زبان درازی کی تو انکے دل سے قرآن و علم و ایمان  
 سب محو ہو گئے اور یہ برابر اولیاء اللہ سے فریاد کرتے رہے مگر کسی کی مجال نہ ہوئی  
 کہ انکے معاملہ میں دخل دے۔ تب لہگوں نے ان سے یاقوت عرشی کے  
 پاس جانے کو کہا۔ اور یہ سید احمد رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر اور ان سے ہمکلام  
 ہوئے اور انہوں نے قبر پر ہی سے جواب دیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ جو انان  
 راہ خدا کے باپ ہیں اس مسکین کی کمائی واپس کر دیجئے انہوں نے کہا کہ اگر توبہ  
 کرے چنانچہ انہوں نے توبہ کی اور جو بات ان سے جاتی رہی تھی وہ بہر حال  
 ہو گئی۔ یہی سبب تھا جو ابن البیان کو یاقوت رضی اللہ عنہ پر اعتقاد تھا۔ اور یاقوت رضی

عنہ نے اپنی بیٹی کی شادی ہی ان سے کر دی تھی اور یہ اپنی بیوی کی پابندی میں  
 بمقام قراقہ دفن ہوئے۔ اور ابن دقیق العید کا واقعہ اور انکا سلیہ محمد رضی اللہ  
 عنہ کا امتحان لینا مشہور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ شیخ تقی الدین نے (جنگلی کنیت ابن  
 دقیق العید تھی اور جو اپنے زمانہ کے مشہور محدث تھے) عبد العزیز دیرینی کو کھلا بھیجا  
 کہ میری طرف سے ان مسائل میں اُس شخص کا امتحان لو جسے لوگوں کو بنی طر  
 مشغول کر رکھا ہے۔ پس اگر وہ ملکوان سکون کا جواب دے تو وہ دلی اللہ ہے  
 چنانچہ عبد العزیز انکے پاس گئے اور اُن مسائل کے جواب کے مطالبہ ہوئے۔  
 انہوں نے نہایت عمدہ جواب دیے اور کہا کہ یہ جواب کتاب الشجرہ میں لکھے ہوئے  
 ہیں۔ چنانچہ جیسا انہوں نے کہا تھا ویسا ہی اُس کتاب میں لکھا ہوا تھا۔ اور عبد العزیز  
 دیرینی سے جب سید احمد رضی اللہ عنہ کو کوئی پوچھتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ ایسے  
 سمندر میں جسکا ٹکڑا نہ نہیں معلوم ہوتا اور سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ کے عیسائیوں کے  
 ملکوں سے مسلمان قیدیوں کو لے آئے۔ رہزنیوں کے مقابلہ میں لوگوں کی  
 فریاد کو بونچنے اور جسے ان سے مدد چاہی اسکو مدد دینے کے واقعات اسقدر ہیں  
 کہ دفتر دین میں نہیں آسکتے۔ میں کہتا ہوں کہ بیٹے ۱۵۰۰ ہجری میں خود اپنی  
 آنکھوں سے عبدالعال رضی اللہ عنہ کے منارہ پر ایک قیدی کو دیکھا کہ اسکے بیڑیاں  
 اور زنجیریں پڑی ہوئی تھیں اور وہ مضبوط العطل تھا۔ بیٹے اُس سے حال پوچھا تو اسنے  
 کہا کہ میں فرنگی کے ملک میں تھا اور آخر شب میں بیٹے سید احمد رضی اللہ عنہ کی طرف  
 رجوع کیا۔ بس فوراً وہ میرے پاس تھے اور وہ مجھے لیکر ہوا میں اُڑے اور یہاں لا کر  
 انہوں نے مجھے رکھ دیا۔ چنانچہ شیخ شخص دودن تک وہاں ٹھہرا رہا کیونکہ شدت پروان



سے اسکے سر میں جکڑتا۔

(۲۸۹) شیخ عارف کامل محقق مدق یکے از اکابر عارفین بالحد

ستیدی محیی الدین بن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ



انکی کنیت ابن العربی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے جیسا کہ میں نے انکے ہاتھ کا لکھا ہوا کتاب نسب الخرقہ میں دیکھا ہے۔ محققین اہل اللہ کا سارے علوم میں انکی بزرگی پر اجماع ہے جیسا کہ انکی تصنیفات شاہد ہیں۔ اور جنہوں نے انکا انکار کیا ہے ان لوگوں نے صرف انکے کلام کی وقت کی وجہ سے نہ کسی اور سبب سے ایسا کیا ہے۔ کیونکہ جو شخص بالیقین یا منت پر چلے بغیر انکے کلام کا مطالعہ کرنا ہے اسکو لوگ اسوجہ سے برا سمجھتے ہیں کہ مبادا اسکے اعتقاد میں شبہہ واقع ہو جائے اور شیخ کے مقصود کے مطابق اسکی تاویل اسکو نہ سوجھے اور اسی حال میں وہ مر جائے۔ اور شیخ صفی الدین بن ابی المنصور وغیرہ نے انکو ولایت کبریٰ صلاح عرفان و علم کے ساتھ تصدق فرما دیا ہے۔ چنانچہ کہا ہے کہ وہ شیخ امام محقق اجلہ عارفین و فقیہین کے سرور صاحب اشارات ملکوتیہ و نغمات قدسیہ و انفاس روحانیہ و فتح موتی و کشف مشرق و بصائر خارقہ و سر الرصاد و قہ و معارف باہرہ و حقائق زاہرہ تھے۔ منازل انس میں مراتب قرب میں سے انکا مقام بہت بلند تھا اور منازل وصل میں انکا مورد شہرین و خوشگوار معارج و نواتین سے

انکو اعلیٰ بلندی حاصل تھی۔ اور احوال نہایت کی تمکین میں انکا قدم راسخ تھا۔ اور احکام ولایت کے تصرف میں انکو بڑی قدرت تھی۔ اور یہ اس طریق کے ایک رکن تھے۔ اور ایسا ہی انکے حال میں شیخ عارف باللہ محمد بن اسماعیل رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے اور انکا ذکر عرفان ولایت کے ساتھ لکھا ہے۔ اور ابو مدین رضی اللہ عنہ نے ان کو سلطان العارفین کا لقب دیا ہے۔ اور آدمی کے باطنی مقام پر سب سے زیادہ اسکا کلام دلالت کرتا ہے۔ اور انکی کتابیں لوگوں میں خصوصاً ملک روم میں مشہور ہیں۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی ایک کتاب میں سلطان سلیمان بن عثمان اول اور اسکے فتح قسطنطنیہ کی حالت لکھی تھی کہ فلان وقت میں وہ اسے فتح کریگا اور جیسا انہوں نے لکھا تھا ویسا ہی واقعہ ہوا حال آنکہ انکے اور سلطان ہونص کے درمیان تسلسل کا افضل تھا۔ اس سلطان نے شام میں انکی قبر پر بیت بڑا گنبد تعمیر کرایا اور عمدہ مکیہ بنوایا ہے جہاں لوگوں کو لکھنا اور خیرات دی جاتی ہے۔ اور جو کوتاہ نظر انکے منکر تھے اور انکی قبر پر پیشاب کرتے تھے وہ انکے مزار کی زیارت پر مجبور ہوئے۔ اور میرے بہائی شیخ ملک کار حاجی احمد جلی نے مجھے خبر دی کہ شیخ محبی الدین رضی اللہ عنہ کی قبر کے قریب انکا مکان واقع تھا ایک دن نماز عشاء کے بعد منکر دن میں سے ایک شخص آگ لے ہوئے شیخ کی تابوت کو جلائے آیا اور وہ قبر سے نو ہاتھ کے فاصلہ پر زمین میں دھسا اور ہمارے دیکھتے دیکھتے زمین میں غائب ہو گیا اور اسی رات سے اسکے اعزہ و اقربا اسکو ڈھونڈتے پرتے تھے۔

میں نے اُن سے یہ باہر بیان کیا۔ سپر ان لوگوں نے اس جگہ کو کمودنا شروع کیا اور اُس شخص کا سر و کمال دیا۔ مگر جیسے جیسے وہ کمودتے تھے وہ زمین میں دھستا ہی چلا جاتا

تھا۔ آخر لوگوں نے مجبور ہو کر اسکو مٹی سے بہر دیا۔

شیخ رحمہ اللہ پہلے عجب کے ایک بادشاہ کے منشی تھے۔ اسکے بعد زہد و عبادت و سیاحت اختیار کی۔ اور صوفی شام و حجاز و روم ہوئے اور جس جس شہر میں پہونچے وہاں کتابیں تالیف کیں۔ شیخ عز الدین بن عبدالسلام جو مصر کے شیخ الاسلام تھے انکی بہت بڑائی ان کیا کرتے تھے مگر شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں پہونچے اور اس گروہ کے احوال سے واقف ہوئے تب انکو دلالت و عرفان و قطبیت کے ساتھ یاد کرنے لگے۔ شیخ نے مسئلہ جبر و اذیتس جبری میں عالم بقا کا سفر کیا۔ میں نے اپنی کتاب تنبیہ الاغنیاء علی قطرة من بحر علوم الاولیاء میں انکے علوم و احوال پر بحث کی ہے اسکو دیکھو واللہ اعلم

(۲۹۰) شیخ داؤد کبیر بن ماحلا رضی اللہ عنہ

سیدی محمد دینی شاذلی رضی اللہ عنہ کے پیر۔ یہ حاکم اسکندریہ کے گھر میں سپاہی تھے اور حاکم کے سامنے پیشا کرتے تھے۔ اور دونوں میں اشارہ مقرر تھا جس سے قابل سزا و قابل برأت معلوم ہو جاتا تھا۔ چنانچہ اگر یہ اشارہ کرتے کہ یہ بری ہے تو وہ اسکو مار کر دیتا تھا اور اگر اشارہ کرتے کہ جو الزام اس پر ہے اسکا یہ مرتکب ہے تو اسکو سزا دیتا تھا۔ اور وہ اشارہ یہ تھا کہ اگر یہ اپنی ڈاڑھی کو پکڑ کر سینہ کو محیط کیونچتے تھے تو سمجھا جاتا تھا کہ وہ مجرم ہے اور اگر اوپر محیط تو یہ کبریا ہے۔ اور یہ صوفیوں میں بلند

مضامین انہوں نے بیان کئے ہیں۔ حال آئندہ اُمی تھے نہ لکھنا جانتے تھے نہ پڑھنا  
 اپنی کتاب مسمیٰ بہ عیوان الحقائق میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے ارشاد **اعمالاً لا عیالاً بالنیات** اور **انما للکل امرئ ما**  
**نوی** کی نسبت کہا ہے کہ تمہاری نیت میں جو جہت در بندہ رہتی ہوگی اُسی قدر تمہارے  
 دانے راز کے نزدیک تمہارا درجہ بلند ہوگا۔ اور انکا قول ہے کہ دوری و حجاب  
 کے سبب سے عل و اسباب ہیں اور جسے اپنے قلب کو منور کیا اسنے جانا کہ  
 رب الارباب کے سامنے فروتنی بغیر کسی سبب کے ضروری و لازمی ہے۔ اور ان کا  
 قول ہے کہ ولی کے دو نور ہوا کرتے ہیں ایک تو عنایت و رحمت کا جس سے وہ  
 قصد کرنا والوں کو کہیں پختا ہے اور دوسرا فیض و عزت و قدر کا جس سے وہ دور ہونا  
 اور کچی اختیار کرنے والوں کو دفع کرتا ہے کیونکہ وہ فضل و عدل کے دونوں  
 دائروں میں گھومتا رہتا ہے پس جب فضل کے ساتھ تعینات کیا جاتا ہے تو ظاہر  
 ہوتا اور اپنی طرف کھینچتا اور دفع ہو چکاتا ہے اور جب عدل و غلبہ کے ساتھ متعین  
 ہوتا ہے تو حجاب میں اور پوشیدہ رہتا ہے اور نہ نکالتا ہے اسی لئے بعض رخ  
 کرتے ہیں اور بعض بیٹھ پھیرتے ہیں۔ اور جیسے جیسے بندہ کا علم بڑھتا ہے اُسکی  
 محتاجی و طلب بڑھتی ہے اور ہمت بلند ہوتی ہے کیونکہ جہل کی حالت میں وہ  
 علم کا طالب ہوتا ہے اور علم کی حالت میں علوم کے جلا ر کا اور معلوما کے اسقدر  
 اعمال نیت ہی پر موقوف ہیں ۱۲ **ع** ہر شخص کو درہی ملے گا جو اُسنے نیت کی ۱۲  
 یہ دونوں صحیح متفق علیہ حدیث ہیں ۱۲

درجے ہیں کہ نہ ان کے منتہی کا پتہ ہے اور نہ ان کے مقصود کی بندی کا۔ اسے  
 عجیب و غریب تشکی ہے کہ جقدر زیادہ سیرابی ہوتی ہے اسی قدر زیادہ شعلے بڑھتے  
 ہیں۔ اور ایک وہ اسرار میں جنہر علم اترتا ہے اور دوسرہ وہ ہیں جو ترقی کر کے علم  
 تک پہنچتے ہیں اور ان دونوں میں اعلیٰ اول الذکر ہیں کیونکہ جب علم ان پر وارد ہوا  
 تو یہی اُسمین اصل تئیر ہے اسلئے اسرار کی نشانیاں چھپی ہیں گی اور ان کے علوم ظاہر  
 رہینگے اور ان کے شواہد دقیق ہونگے اور جب اسرار ترقی کر کے علوم تک پہنچیں گے  
 تو علوم کے جام میں اسرار کے مزہ کی آمیزش رہیگی اور انکی بخششوں کے خلعت ہوں  
 گے جس لباس سے ملتے جلتے ہونگے اسلئے ان میں ایک قسم کا افتخار نکال  
 ہوگا۔ اور ظاہر کے عالم کا علم جقدر وسیع ہوتا جائیگا اسی قدر صفات و واضح ہوگا اور  
 باطن کے عالم کا علم جقدر وسیع ہوتا جائیگا اسی قدر بلند اور اراک کے نزدیک  
 دقیق اور مائل بخفا ہوگا کیونکہ پوشیدہ چیز کا عالم ہی پوشیدہ ہوگا بخلاف ظاہر کے  
 اور یہ بھی ہے کہ ظاہر کے عالم کا علم اس درنا پائدار کے ساتھ چلا جائیگا کیونکہ اس کا  
 مدار تکلیف پر ہے البتہ اُسی صورت میں بانی رہے گا جب اُسمین صدق اور  
 خالص الہم ہی کیلئے جزا و ثواب ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اسکی  
 کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لانا ان کے بعد سے بڑی نعمت اُس نوزد لایت پر ایمان لانا ہی جو اس کے  
 خلق میں ہے عام اس سے کہ وہ اُسی بندہ کی ذات میں ظاہر ہو یا بندہ میں سے کسی دین  
 کیونکہ حبیب یا مطلوب ہو کہ جو نور غیر میں ہے اس پر ایمان لایا جاوے یا یہی مطلوب ہو کہ جو نوزد لایت خود  
 میں ہے اس پر ہی لائے۔ اور لوگوں کی دو قسم ہیں ایک قسم تو دنیا میں اور دوسری سلطنت  
 اور اسے شمار و دین کے قائم رکھنے میں مشغول ہے اور یہ عمارتیں کی کفالت

میں ہے اور دوسری قسم وہ ہے جسکی بہتین اُن باتوں کے حاصل کر لینے کے بعد  
 جو اگلوں نے حاصل کی تھیں اسرار کے سمجھنے اور ایسے شخص کی جستجو کرنے کی  
 طرف بلند پروازی ان کرتی ہیں جنکے سہارے۔ سے تحقیق کی منزل یقین طے کرے  
 وہ عارفوں کی کفالت میں ہے۔ عبادت کے مدارج سے بڑا مقصود صرف معبود کا  
 قرب ہونا چاہیے نہ اجر و ثواب کیونکہ جب تمکو بارگاہ میں آنے سے سرفراز کیا جائے گا  
 تو وہیں سارے اجراء ان سے بھی اعلیٰ چیزیں ہیں بعدہ تمکو ایسی نعمت عطا ہوگی  
 کہ خود تمہیں نعمت دہندہ ہو جاؤ گے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ کل کی برداشت جزا سے  
 نہیں ہو سکتی۔ اور انکا قول ہے کہ جسکی دلالت کسی بڑے شخص کے باعث درست  
 ہوئی اُسکے باطن میں اُسیکا نور ظاہر ہو پویشیدہ محیط رہے گا اور حضرات قرب میں  
 کسی حضرت میں داخل نہوگا مگر وہ اسکے ساتھ رہے گا۔ اور جب محبوب شخص عجیب  
 و غریب علوم و فہوم کی باتیں کرے تو اسکو تعجب کی نگاہ سے نہ دیکھو کیونکہ غیب کے  
 قلم کی سیاہی فیاض ہے۔ اور عارفوں کے قلوب سے یہ نہیں ہو سکتا کہ بغیر یقین کے  
 خبر دیں۔ اور عارف کی زبان وہ قلم ہے جس سے قلوب مریدین کے تختوں پر لکھا  
 جاتا ہے پس اکثر تمہارے قلب کے لوح پر وہ بات لکھ دی جاتی ہے جسکے معنی  
 تم نہیں جانتے اور جب اُسکی نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں تب اسکے معنی ظاہر ہوتے  
 ہیں۔ اور انکا قول ہے کہ قلب روح کے نور کا سایہ ہے اور روح سر کے نور کا  
 سایہ ہے اور سر اس حقیقت اولیٰ کے شعاعوں کی تجلی کا مظہر ہے جو اوائل کوین  
 میں تھی۔ اور نفس قلب کے عالم شادی کی سیاست کی طرف متوجہ ہونے اور عالم شہادت  
 کی تدبیر پر التفات کرنے کا نام ہے۔ اور قلب کا لا الہ الا اللہ کے ساتھ متوجہ رہنا

دینا بہر کے عمل سے جو اللہ عزوجل سے اغراض کے ساتھ ہو بہتر ہے۔ اور عارف کا اثر اُس سے تعلیم پانے والوں میں اسکی امداد و انوار کے سبب سے خود انکے اعمال و ادکار کے اثر سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ اور عارف کا دل آگ کی طرح آدمی کا جلنے والا ہے۔ نہ باقی رکھتا ہے اور نہ چھوڑتا ہے۔ اور سب بڑا گناہ ماسوی اللہ کا شہود ہے یعنی اسکا ایسا شہود جو اپنی ذات سے قائم ہو۔ اور قلب کا اللہ کی طرف رخ کرنا ایسی نیکی ہے کہ امید ہے کہ اُس کے ساتھ کوئی گناہ ضرور نہ کرے اور قلب کا اللہ سے منہ پیر لینا وہ بُرائی ہے کہ اُس کے ساتھ کوئی نیکی فائدہ نہیں کر سکتی۔ اور غافل کا شہود سب قاتل ہے۔ اور جب اللہ عزوجل کسی بندہ پر کرم فرماتا ہے تو اُس سے اسکی خصوصیت کے شہود کو الگ کر دیتا ہے اور اسکی عبودیت کی تحقیق میں اسکو جاتا ہے اسلئے جب بندہ اپنی عبودیت کے حقوق کی نگہداشت سے غائب ہوتا ہے تو اسکی نسبت شطح و انبساط و حدود و ادب سے تجاوز کرنے اور سیدھی راہ سے ٹل جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے اور دل کو الہام ہوتا ہے۔ اور مومنوں کے قلوب اولیاء کے قلوب کے سایہ میں ہوتے ہیں اور اولیاء کے قلوب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قلوب کے سایہ میں اور انبیاء کے قلوب اُن انوار عنایت و امداد کے سایہ میں ہوتے ہیں جو انکے بائیں نازل ہوتے اور جتنکے بعد شاہد کا ظہور ہوتا ہے۔ اور یشان نہیں ہے کہ خضار میں خضار ہوشان تو بس یہ ہے کہ ظہور میں خضار ہو۔ اور کشائش کا سبب بڑا دروازہ بندہ کا اپنی غفلت سے پیدا ہونا ہے۔ اور اُن نفسوں سے بچتے رہو کہ انکی طاعتوں میں

عہ شطح ایسے کلمہ کو کہتے ہیں جس میں رعوت و دعو کے کی بو پھل جائے اور تحقیق

کی لغزشوں میں داخل ہے۔ ۱۲ مترجم

کوٹ اور آفتیں ہوا کرتی ہیں۔ اور جس نے موجودات کی طرف قلب کی نگاہ سے دیکھا  
 وہ سچا سچا حساب یا عذاب میں مبتلا ہوا۔ اور نبوت کے نور سے ایمان چمکا اور اعمال  
 وزنی ہوتے ہیں اور ولایت کے نور سے عبادتیں پاک و صاف ہوتی اور احوال  
 نتیجہ پیدا کرتے ہیں۔ اور جب فرزند آدم دنیا و آخرت کے مصالح انجام نہ دیتا ہو تو وہ  
 جہاد کی طرح ہے اور اگر معصیت و بدی میں مشغول ہو تو شیطان جیسا ہی اور اگر دنیا و آخرت کے  
 معاملہ میں مشغول ہو تو وہ چھوٹا بچہ کے مانند ہے اور اپنی فکر میں اس چیز کے متعلق جو اللہ تعالیٰ  
 کا کئی مشغول ہو تو وہ فرشتہ کا سا ہے۔ پس خدا تیرے کرے دیکھو کہ کس درجہ میں تم شامل ہو ناجائز  
 ہو۔ اور اوپر بائیں سے بعض اپنے قلب کے خزانہ سے باتیں کرتے ہیں اور  
 بعض غیب کے خزانہ سے۔ پس اپنے قلب کے خزانہ سے باتیں کرنا بالخصوص ہے  
 اور خزانہ غیب سے باتیں کرنا بالآخر محصور ہے۔ اور خلافت کے دلوں میں جو جن  
 تاریکی بیٹھتی جاے گی وہ دونوں عارفوں کی زبانیں زیادہ مراحت کے ساتھ حقائق کو  
 بیان کریں گی کیونکہ دیکھنے والوں کی نگاہوں سے محفوظ ہیں۔ اور چونکہ تمہنے پایا اگر  
 اس پر رافع ہو گئے تو تمہنے کچھ نہیں پایا کیونکہ نعمت و ہندہ سے ملنے کا شوق  
 دلاتا ہے۔ اور اگر تمہنے پایا اور نعمت نے تم کو بڑھ کر نعمت و ہندہ کی طرف کھینچا تو یہ اور نبوت  
 کے ملنے کا خردہ ہے اور اسی لئے بعضوں نے کہا ہے کہ اللہ کا ذکر کو نعمت نہیں دیتا  
 وہ تو نعمت (منزل کے کردار) ہی ہوتی ہے۔ اور حقیقت کی شان اس سے کہیں  
 بڑی ہے کہ بشریت اسکے ملنے کا عمل ہو لیکن جب وہ چاہتا ہے کہ اس کو تم تک پہنچا  
 تو تمہارے قلب میں اک شعاع ڈالے گا اس کو حقیقت سے ملاتی ہوئے کا عمل بناتا ہے اس لئے  
 تم حقیقت کو اس شعاع سلطانی کے سبب سے پاتے ہو نہ اپنے سبب سے ۵



اپنی ہی اُکلمہ اُس نے عاشق کو پہنچی | کب نگاہِ غیر اُس پر ہے پڑی

اور حقیقت کی شان اس سے کہیں اعلیٰ ہے کہ اُسکی ہزار مخلوق سے ہو سکے اسکی ہزار  
تورب العالمین سے طلب کی جاتی ہے۔ اور کسی مرید سے ہونہیں سکتا ہے کہ اپنے پیرو  
جس سے اس نے تعلیم پائی ہے کبھی بدلہ دے سکے کیونکہ جو چیزیں اس نے حاصل کی  
ہیں اُنکا بدلہ اَعراض سے کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور علما و ظاہر کے قلوب عالمِ صفا اور  
کدورتوں کے مظاہر کبھی بیچ مین واسطے ہیں اور یہ اُن عامیوں پر رحمت کیلئے ہے  
جو معافی غیبیہ و اوراکات حقیقیہ تک نہیں پہنچے ہیں۔ اور اہلِ تصوف وہ لوگ ہیں  
جنہوں نے اجسام سے انکے اور اکیطراف سفر کیا اور بارگاہِ وفا میں اترے اور محلِ صفا  
میں داخل ہوئے۔ اور سب سے زیادہ تعجب انگیز یہ ہے کہ عاشقِ معشوق کے سرا اور کے  
دروازہ پر ٹھہرے۔ اور کریموں سے سوال میں ہٹ کر اور اگر تم عطا کے سزاوار نہ ہو گے  
تو اُنکے اخلاق بہت پسندیدہ ہوتے ہیں۔ اور کوئی قلب کبھی اپنے پیداکرینوالے  
کیلئے ذلیل نہ ہو اگر اس نے اُسکو نور دیکھی بخشی۔ اور کسی مرید کی ہمت اپنی رفتار میں کبھی  
کسی ہمتی کے پاس کسی ہمتی کے لئے نہ ٹھہری مگر سنا دی تحقیق نے اُسکو لٹکا رکھا جسکے  
ساتھ تو ٹھہرا ہوا ہے اسکے وجود کو ثابت کر۔ اور اپنے ایمان کا کلیہ گاہ انسانی غور و فکر  
کے نتیجوں کو نہ بناؤ بلکہ اس سے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف  
بھاگو اور اس سے اللہ کی پناہ ڈھونڈو بلکہ ایمان کو اللہ عزوجل کی مدد سے چاہو۔ اور انہیں  
سے دوسری روایت میں یہ ہے کہ اگر تم راہِ دانش و روشن پر چلنا اور انقیاد کے تہ پر  
پہنچنا اور اعلیٰ مرتبہ والوں کا اقتدار کرنا چاہتے ہو تو دیکھو ہرگز اپنے دین و ایمان کو عقل و  
فکر کا نتیجہ اور معقولیوں کے دلائل پر موقوف نہ سمجھنا بلکہ اعلیٰ مقام اور نادر الوجود منزل

کی طرف چڑھ جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے برکات و انوار کی مدد چاہو اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرو کہ وہ تم پر احسان کر کے اپنے پاس سے ایسی مدد پہنچائے کہ تم کو کسی غیر کی حاجت نہ رہے اور وہ اپنے نور سے تمہیں اپنی طرف کی راہ دکھائے تاکہ اُس میں تم صرف اُسی کو دیکھو اور یہ کہو کہ اے میرے پروردگار میں تیری پناہ ڈھونڈتا ہوں کہ میرا ایمان تیری نسبت اور تیری اتاری ہوئی کتابوں کی نسبت اور تیرے رسولوں کی نسبت ایسی ہو کہ نہ مفاد ہوسمیں نفسانی اوصاف کی آمیزش ہو یا جو ایسی عقل کی طرف مستند ہو چلیت بشریہ کے ساتھ ملی ہوئی ہو بلکہ تیرے نور میں اور تیری اعلیٰ مدد اور تیرے نبی مصطفیٰ کے نور سے مستفاد ہو۔ اور اگر تم ولی کے نور کی معرفت تک پہنچنا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے طالب ہو پس دہین تم اسے پاؤ گے کیونکہ اولیاء کے غیب کی امانتیں اور اسکے بارگاہ کی پوشیدہ چیزیں ہیں۔ اور اعمال و علوم و احوال کی نسبت یہ نہ چاہو کہ وہ تمام بشری آمیزشوں سے خالص و پاک ہوں ورنہ تکلیف و الاطلاق میں پڑ جاؤ گے اور جب کا جو ممکن نہیں ہے اُسکو نہ ہو و غلط گمان کرنے لگو گے بلکہ آب و خاک کی نجاست اور مد کوں کے ادراک سے پوشیدہ چیز کے خون کی پیچ میں سے خالص دودہ نکلتا ہے جو پینے والوں کے لئے خوشگوار ہوتا ہے۔ اور بدکاروں کی کثرت اور نیکو کاروں کی قلت سے ہرگز نہ ڈرو کیونکہ گو اُنکی تعداد کثیر ہے مگر اُنکا معاملہ چھوٹا و حقیر ہے اور اگرچہ اُنکا شمار کم ہے لیکن اُنکا معاملہ اہم ہے۔ اُنکی ظاہری باتوں کے سارے اور اُنکے زوال پذیر معانی جو حقیقی نہیں ہیں بہت ہیں اُسکے وہ

عہ دیکھو جو دہین بارہ کا پندرہوں ان رکوع آیت ۶۶۔ تَسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ

فَوْشٍ وَدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّرَابِ ۝

گھاس پات کی طرح عالم نانی میں داخل ہیں کیونکہ انکے کالبینا کے مین جو معانی نورانیہ سے خالی اور نفوس خسیہ ارضیہ سے معمور ہیں انکی آبادی کی علامتیں معانی رذیلیہ حیوانیہ اور فحش اشکال شیطانیہ ہیں انکا بہت ہی تموڑا اور انکا ذمی عورت بھی صاحب ذلت ہے وہ چوپایوں کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ ہیں اور یہی لوگ تو غافل ہیں۔ اور ان نیکو کاروں کی ظاہری تعداد قلیل اور باطنی امداد کثیر ہے انہیں کا ایک آدمی اپنے جنس کے نیکو کاروں میں سے بہتر وں کے برابر سمجھا جائے گا بہر ان لوگوں کے مقابلہ میں جب تک کچھ بھی وزن نہیں ہے اپنے انوار کی دھندلکے اعتبار سے اسکا کیا کچھ وزن نہوگا۔ اور جن لوگوں کی کچھ بھی قدر نہیں ہے ان کی مقدار زیادہ ہونے سے انکی وقعت زیادہ نہیں ہو سکتی۔ اور جن جن بندہ مومن خلوص سے حقیقت ایمان کی تجرید کرتا ہے دون دون اسکی یہ تجدید عالم کو ان کے فناء کی مقتضی ہوتی ہے۔ اور غنی الاعظم کے سایہ میں فنا را کبر کے اندر آجانا نعمت عظمیٰ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **كُنْتُمْ ذُرِّيَّتِي فِي خَوْضِهِمْ لِيُجِيبُونَ** اور **عِشَّتِي** میں ہے **كَانَ اللَّهُ وَلَا شَيْءٌ مَعَهُ**۔ اور لوگوں نے کہا ہے ۵

لگا دیکھو دوسروں کو میں دان سے  
کہ ہے نام کیا اور کہاں ہے سکنا

چچا کے دامن میں اہل زمان ہے  
مجھے پر کسی نے نہ دیکھا نہ جانا

اور انکا قول ہے کہ وہ مرد نہیں ہے جو استعمال کر نیچے لئے مگھوہ ابتدا سے بلکہ مرد تو وہی ہے جو اسکی حضرت میں تمہاری دوا کرے۔ اور اعلیٰ درجہ کا لازوہ ہے جو قلوب

عہ دیکھو نون بارہ کا بارہ ان رکوع آیت ۱۰۹۔ **أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلَّغْتُمْ**  
**أَفْضَلُ مَا أُوتِيتُمْ هُمْ أَنْعَمُوا** ۵

عہ پر انکو پڑے جبکہ مارنے دو کر گیل بنایا کریں (بارہ ماہ ستر ہجرت رکوع۔ آیت ۹۱)۔

داسرار میں تیر جاے اور اس دانا پائدار کے ختم ہونے تک ظاہر نہواور یہ اسوجہ سے  
 کہ وہ جلد ظاہر ہوئیوے سے زیادہ پائدار زوردار بلند اعلیٰ ہوتا ہے۔ اور تم غور سے دیکھو  
 تو معلوم ہوگا کہ جو دانیے دیر سے اُگتے ہیں وہ دوسروں سے جو اسطرح کے نہیں ہوتے  
 زیادہ تر پائدار زوردار اور اوپر کو جانو اُگے ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی یا اللہ تعالیٰ  
 کی راہ کی ذرہ برابر محبت کو بھی ڈھیر دن اعمال کے بدلے نیچو رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی جب کہ دوست رکھتا ہے اُسی کے ساتھ رہتا ہے۔ اور  
 ایک آدمی دوسرے سے معاف کرتا ہے مگر دونوں میں مشرق و مغرب کی دوری ہوتی ہے  
 اور زبان ایک باطن کی ہے ایک روح کی ایک قلب کی اور ایک عقل کی اور یہ  
 اپنے اصل ماخذ اور اصلی خستہ یون سے پہچانی جاتی ہیں اور عارت کامل ان میں  
 سے ہر ایک کو اُسی کی زبان اور اُسی کی لغت میں خطاب کرتا اور اُسی کے جام میں  
 اپنی شراب ڈالتا ہے۔ اور درود ہستی نہیں ظاہر ہوتا ہے مگر شخصہ معرفت کے غالب  
 ہونے کی صورت میں اور اگر معرفت نوقی تو درود ہستی کبھی بکڑا نہ جاتا اور اگر دوسری  
 تشبیہ دیکر کہنا چاہتا ہو تو یون کو کہہ سکتا ہے کہ ستارہ روشن نہیں ہوتا ہے مگر آفتاب  
 معرفت کے لفظ نہ آنے کی حالت میں اور جب توحید کے مشرق سے معرفت کا  
 آفتاب طلوع ہوتا ہے تب آثار کے تارے اور اغیار کے تارے ڈوب جاتے  
 ہیں اور اگر لوگ دلی کی قدر جانتے تو ضرور ہر آدمی سے باب و پیش آنے کیونکہ سب  
 کا یکساں لباس اور ایک سی صورت ہے اور جب علم والے کو کسی بات کا حکم دین  
 یا کسی بات پر ڈانٹ بنائیں تو حکم کو مان لو اور ڈانٹ کی جگہ ملین مرک جاوگو تمہارا مقام  
 اعلیٰ اور منازل قرب میں تمہارا مرتبہ بہت نزدیک ہو کیونکہ امین اللہ تعالیٰ کا ادب

اور اسکے حق حکمت کا پورا کرنا اور اولیاء اللہ کے حدود کے پاس ہرگز جانا ملحوظ ہے  
اسلئے کہ بادشاہ کے ہنشین کا کمال ادب یہ ہے کہ جب دربان ڈانٹے تو شاہی  
آداب کی تکمیل کے خیال سے سر تسلیم خم کر دے۔ اور کبھی کوئی علوی یا سفلی کرشمہ  
ظاہر نہیں ہوتا مگر وہ حضرت ربانیہ اور معرفت خفیہ کے نور کی دلیل ہوتا ہے اور ہر  
معارف ایسے ہیں جنکی نہ کوئی مثال ہوتی ہے اور نہ کسی ذی بصیرت دل میں اُن کا  
تصور آتا ہے۔ اور جب تیر معرفت کی قلبی یگان کو نشانہ بنائیگا تو ضرور اس پر جا کر بیٹھے گا  
خطانہ کرے گا۔ اور یہ عالم بہ تدریج پیدا ہوا ہے پس جب پیدائش آخری دائرہ اور  
نشانہ ثانیہ کی طرف متوجہ ہوئی تو آسمان بمنزلہ باپ کے ہو گیا اور زمین بمنزلہ ماں کے اور  
پیدا ہونے والا ایک دفعہ میں ایک ہی تھا اسلئے آدمیوں کی روئیدگی کے دانے  
زمین کے بطن سے ایک ہی روئیدگی کے حکم میں ثابت ہوئے۔ اور جب عارف  
کی زبان معرفت میں گویا ہوتی ہے تو اسکا سارا وجود خاموش ہو جاتا ہے۔ اگر نفوس  
اُس چیز کی قدر جانتے جسکی طرف بلا لے جاتے ہیں تو اسکی طرف جانے میں اپنے  
بلائیوں والوں سے پیش قدمی کرتے۔ اور دنیا کی شراب نہ پیو مگر اسکو شراب آخرت کے ستار  
ملائے کے بعد اور یہ اسلئے کہ تم محفوظ رہو۔ اور کوئی جدید وقت ایسا نہیں ہے جس میں  
جدید مدد نہ آتی ہو جو کبر اور وسائل وقت کو پہنچتی ہے کیونکہ یہی وقتی مدد کے اہل  
اور اسکے سفیر ہیں اور ان میں آیا ہے کہ تمہارے اس دہرین تمہارے رب کے  
نفحات ہیں اسلئے سن رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نفحات کے سامنے آؤ، امن و ترقی  
مدد کی طرف اشارہ ہے۔ اور کبھی کوئی حقیقت کسی عارف پر وارد نہ ہوگی مگر اس کا  
شہود سلطان النوار حقیقت کے نیچے دب گیا لیکن جو شخص اس سے سننے والا ہے

اُس کے شہود کا باقی رہنا ممکن ہے باوجود اُس کے کہ وہ حقیقت اُس سے اسکو پہنچی  
 بھی ہو کیونکہ اُس کے پاس وہ بشر کے ذریعہ سے آئی ہے۔ اور ارواح اشباح (جسام)  
 میں چپ گئی ہیں کیونکہ اس جہان میں اشباح ظاہر میں اسے لوگوں کو اُسی کے ساتھ  
 اعتبار ہوتا ہے اور بندہ اپنے ظاہر کے شہود میں مشغول ہو کر قلب و باطن کی نگہداشت  
 سے غافل ہو جاتا ہے اور صاحبِ توفیق سعادتمند وہ ہے جو اپنی روح کے لئے  
 زحمت اُٹھا کر اسکو ظاہر کرنا اور اسکی اصلاح حقیقت میں مجاہدہ کر کے اُسکو ربائی  
 دلانا اور آزاد کرنا ہے۔ آوردہ بڑا شخص نہیں ہے جو اپنے امور بشریہ کو بے چارہ  
 اپنے آپ کو بے غمی رکھے بڑا آدمی وہی ہے جو امور و اوصاف بشریہ کو ظاہر کر دے  
 بعد کا بشریت پر تحقیق کے آثار تھارے سامنے نمایاں کرے اور اس کے پیچھے ہو کر  
 خزانہ سے غیب کے ذخیرے نکال کر تارے اور زمین اللہ تعالیٰ کے اس نول کے  
 سمجھنے کا اشارہ ہے **قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰی اِلٰیَّ (اے محمد! تم کو کہہ**  
**میں تو تمہارا ہی جیسا بشر ہوں مجھ پر وحی آیا کرتی ہے)** اور عارف کسی حال میں غیر اللہ  
 تعالیٰ کے ساتھ نہیں رہتا اور نہ اُس چیز کے ساتھ ٹھیرتا ہے جو حق سے اُس کے  
 لئے ظاہر ہوتی ہے اور جب اُس کے ساتھ ٹھیرا تو اس کے باعث اپنے پروردگار سے  
 محبوب ہو گیا۔ اور سب سے مفید دوا کے پینے والے صورت کے سبب اُسکو پانی  
 سمجھتے ہیں مگر اُس میں سب بیماریوں سے شفا ہوتی ہے یہی حال دیون کا بھی ہے  
 کہ جو آدمی انکو عوام کی صورت میں دیکھتا مگر اُن کے پاس پہنچ جاتا ہے اُسکو وہ اپنے  
 پروردگار کی بارگاہ میں پہنچا دیتے ہیں مگر وہ غافل رہتا اور اپنے تمام کونین جانتا ہو

عہ جو میٹوان پارہ پندہوان رکوع سورہ حم سجدہ کی چھٹی آیت ۱۲

بعد جب اس کا قلب نور ہر جاتا ہے تب اس کو پہچانتا ہے۔ اور سلطان نور تجلی  
 کے سامنے آدمی ثابت قدم رہا اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اسکی وجہ یہ ہے کہ  
 طینت بشر کا خمیر اصل اھیل سے ہے بخلاف پہاڑ کے۔ اور زبانیں تین ہیں  
 ایک تو زبان سے نقل کرنیوالی دوسری قلب سے نقل کرنیوالی اور تیسری غیب سے نقل  
 کرنیوالی۔ پس پہلی محض ناقل ہے دوسری عالم ہے اور تیسری عارف ہے۔ اور زبان  
 کی زبان ہوا کی ہوا ہے۔ اور قلب کی زبان سید ہی راہ کی طرف رہتا ہے۔ اور غیب  
 کی زبان عالم محمودنا کے جانب اشارہ کرتی ہے اور ادنیٰ فیج اعلیٰ اصل میں پیچیدہ  
 ہے۔ اور علوم کا مہر فہم کا حسن ہے اور حقائق کا مہر حقائق کے غلبہ میں فنا ہو جانا  
 ہے۔ اور عارف کا نفس جو معیشت حیات دنیا کی سیاست پر مقرر کیا گیا ہے  
 اسکے نور معرفت کے تحت میں ایک شاگرد اور ہلکی روح کے ہاتھ کے نیچے  
 ایک مرید ہے حوسارے شاگردوں کے ساتھ تعلیم پاتا اور کل مریدوں کی طرح  
 تربیت کیا جاتا ہے اور اسکی خصوصیت پر وہ بسا ہی ایمان رکھتا ہے جیسا اور  
 مومن جنکو خدا اچاہتا ہے اور اسکے علوم ربانہ کے حقائق اور اسکے مقامات علویہ  
 کی واقفیت سے معزول رہتا ہے کیونکہ یہ سب ایسے اسرار غیبی ہیں کہ علماء  
 ظواہر پر مطلع نہیں ہوتے صرف انکے ظاہری آثار کو جان سکتے ہیں۔ اور اگر غیبت  
 و انوار سے غیب میں تیری آواز نہ پہنچے تو طاعت واذکار سے پہنچا۔ اور اگر  
 کسی پر ایک ہی وقت میں نت نئی بیداریاں ظاہری ہوں تو یہ دلیل اس بات کی  
 ہے کہ اُس میں چند غفلتیں ہیں اور خصوصیت و الون کے لئے بیداری نہیں  
 ہوتی کیونکہ ان میں غفلت ہی نہیں ہے۔ اور جب تم اپنے لطف کی پیدائش میں

اُسکی تخلیق و تصویر کے محتاج ہو تو اپنی حقیقت اصلہ کی ہدایت میں کیونکر اُسکی  
 عنایت و تنویر کے محتاج نہو گے۔ اور اللہ عز و جل نے کہا ہے کہ اے میرے  
 بندے جب تو مجھ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ تو میرا پہچاننے والا ہو گا تو مجھ قدر  
 موجودات میں اتنی ہی تیری نیکیاں لکھوں گا۔ اور بہت سے بندے جو اپنے  
 نفس کو اس قدر ذلیل سمجھتے ہیں کہ اُنکو تعجب ہوتا ہے کہ وہ موجود گیوں ہوا اُنکو  
 جب فضل کا خلعت عطا ہوتا ہے تو وہ اللہ سے شرا تے ہیں کہ اُسکا وجود کوئی  
 اللہ کے ساتھ مشہود کیوں ہوا۔ اور اُن ترقا نو خردن کے سننے کو واجب جا تو  
 جو غور و فکر سے پیدا نہیں ہوئی ہیں کیونکہ یہ دلوں کی دو این ہیں۔ اور تمہاری ذات  
 آئینہ ہے اور تمہاری ذات کی شکل تمہاری ذات کی آئینہ ہے۔ اور جب تم نے  
 دیکھنے والے کو دیکھا تو دیکھ لیا۔ اور جو حقیقت ایسی ظہور ہو کہ اُسکے غلبہ میں اُسکے  
 شہود کا شاہد غائب ہو جائے وہ شہد حق ہے اور اگر غائب نہ ہو تو اُسکے شہود میں  
 آمیزش و تلبیس ہے۔ اور خود روح کی کوئی صورت نہیں ہے اور جو ہے وہ اجسام  
 کے اعتبار سے ہے اسی لئے جب بنی آدم نے نافرمانی کی تو ارواح کے شہد مال  
 کی وجہ سے جبرائی ظاہر ہوئی کیونکہ عالم ارواح کا جب ظہور ہو گا تو اُسکے رب کا شہود  
 ہو گا اور اس شہود کی صورت میں عصیان کمان۔ اور جسے نادر الوجود چیز طلب  
 میں خلوص کا پایا جاتا ہے اور اسی کے لگ بھگ قبول ہے اور ان دونوں سے  
 زیادہ کیا ب وصول پر دسترس ہے۔ اور دو چیزیں ایسی ہیں جن پر بہت کم دل جاتا  
 ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا سے باہر آجانا۔ اور عمدہ بات یہ  
 نہیں ہے کہ تمہارے معشوق کی تہل ہو اور تمہارا قریب موجود نہ ہو بلکہ عمدہ بات یہ ہے



کہ رقیب کے رہتے ہوئے تمہارے حبیب کی تجلی ہو۔ اور عارف کو اگر خلق اسلئے  
 تلاش نہ کرے کہ اُسکے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ تک پہنچے تو اللہ تعالیٰ کے حق کے  
 اقتضائے وہی اُسکو تلاش کرے گا۔ اور جنبت مطلوب ہے اور دوزخ طالب  
 ہے اسی لئے اُس سے طلب کا معاملہ کیا جاتا ہے اور اس سے ہانگنے کا۔  
 اور عمر بن باب اپنے چھوٹے بچہ کو اس طور پر تعلیم کے پاس بھیجتا ہے کہ اُسے  
 خبر نہیں ہوتی اور طبیب کو کہلا بھیجتا ہے کہ اُسکے ساتھ نرمی و مہربانی سے پیش آنا  
 اسکا احسان مجھ پر ہوگا اور اُسکو نہ بیماری کی خبر کرنا نہ علاج کی اسی طرح عارف سے کہا جاتا  
 ہے کہ میرے بیمار بندے جب تمہارے پاس آئیں تو اُن کا اُن آسانوں  
 کے ساتھ جو پہننے تادی ہیں اس طور پر علاج کرنا کہ وہ خبر نہوں اور اُنکو اُنکی بیماری و  
 دوا سے واقف ہونے کی تکلیف نہ دینا کیونکہ بسا اوقات اُن پریشان گذرے گا  
 اور تم ہی اُن سے اُس طرح پیش آنا جس طرح ہم پیش آتے ہیں کیونکہ تم تو ہماری طرف  
 بلانیو اے اور ہمارے حق کا مطالبہ کرنا۔ اے ہو دیکھو پہننے اُنکو اپنی بارگاہ اور  
 اپنی جنبت کی طرف بلایا ہے اور وہ نہ اُسکو جانتے ہیں اور نہ عارفوں کے سو حقیقت  
 میں حقائق کے کب نہ کو پہچانتے ہیں۔ اور اسرار و انوار میں باہم کشاوت ہوتی ہے  
 اور اُن میں سے ہر ایک اپنے جام کا دورہ سکر کو دیتا ہے پس دونوں پر نشہ  
 چڑھتا ہے اور دونوں اپنے دجہ سے غائب ہو جاتے ہیں یہ تو نہ اسرار  
 ہوتے ہیں اور نہ انوار۔ اور لغت اور بہت بڑی نعمت تھے خطاب ہے گو ایک  
 ہی لفظ سے کیوں نہ۔ اور عارف اُس چیز کی رویت کیلئے جو اشرف و اعلیٰ و بزرگتر  
 ہے دونوں جہان سے دست بردار ہو گئے ہیں۔ اور عابد اپنے نفس کے فعل

سے دشمنی رکھتے ہیں اور عارف خود اپنے نفس ہی سے - اور لا الہ الا اللہ کہنے کی  
اس قدر پابندی کر دے کہ لا الہ الا اللہ کے ذریعہ سے لا الہ الا اللہ سے غائب ہو جاؤ۔ اور لوگوں کو  
عارف محقق سے اُنکا شرک ہی روکتا ہے کیونکہ عارف اُنکو حضرات جمع و تفرید میں  
پہناتا ہے اسلئے اُنکے نفوس الٰہی کی آگ کی گرمی سے اعذار کے سایوں کی طرف  
بھاگتا ہے۔ اور جبکہ اللہ تعالیٰ سے محبت ہو گی وہ ہر چیز کو جبکہ اسباب وہ ہے دوست  
رکھے گا جیسا کہ نبی عام کے جنون کا قول ہے ۵

ترے سب سے یہ کالے بھگے لگے مجھ کو | سب سیاہ نظر آتے ہیں سگے مجھ کو

اور عارف جب اپنے اتنا شہریہ کی شکایت کرتا ہے تو اُس سے کہا جاتا ہے کہ  
ہم تو تیرے ذریعہ سے جس کے دائروں کو اُسی طرح آباد کرنا چاہتے ہیں جس طرح  
قدس کے دائروں کو تجھے پہنچے آباد کیا ہے۔ اور زنا دم گوشت و پوست  
کے بازو لیکر دینا میں آیا اور اُسکے اوپر آسمان ہے اور نیچے آگ ہے پس اگر اُس نے  
اپنے بازوؤں اور پر پر زون کی پوریش کی تو اڑا اور اگر اُنکو اپنی حالت پر چوڑ دیا تو  
آگ میں گرے اور حدیث میں آیا ہے کہ مومن کا لوتھڑا ک پر نہ پڑے جو بہشت کے خیرات  
میں شکارتا ہے اور یہی قمار کا لیک قمار ہے کہ بہت سی چیزیں دن کا مکو مشاہدہ کرے  
اور نہ تم میں اُن پر چلنے کی گت ہو اور نہ تم اُنکے اقتضا پر عمل کرتے ہو مگر جب وہ چاہے  
اور ارادہ کرے۔ اور جس چیز کا تم ارادہ کرو اور تم اُس سے محبوب ہو تو وہ عین امر  
مطلوب نہیں ہے۔ اور بندہ جب قدر حضوری میں زیادتی کرے گا اسی قدر اُسکے  
وقت میں نوری زیادتی ہوگی۔ اور آگ نہیں کہتی ہے مگر شرک ہی کی جگہ کو اگر  
سارا ہے تو سارے کو اور تھوڑا ہے تو تھوڑے کو اور بعض مومنوں تک جو آگ

پہونچے گی تو اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے گناہوں کے باعث شرک خفی میں مبتلا ہیں  
 اور حقیقت سترہ دونوں جہان میں کسی پر ظاہر نہیں ہوتی۔ اور اضطراب کے وقت  
 بھی اسرار کا اظہار مباح نہیں ہے مگر انکے علماء کے فتوے سے۔ اور حقیقت  
 انسان کا مغز ظاہر نہیں ہوتا مگر اسکی ظاہری طہینت کو نکال پسینے سے جیسا کہ بعض  
 میوؤں کا باطنی مغز اُسکے ظاہری چمکے ہی کو اتار دینے کے بعد ظاہر ہوتا ہے۔  
 اور ادب معاملات کے اوصاف کو بیان کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اُنکے ساتھ  
 انصاف بھی پایا جائے لیکن شخص اُن سے متصف ہو اُسکا بیان ستے والے  
 کیلئے زیادہ تر مفید ہے اور غیر متصف کا بیان شافی اور اُسکے علم کا پسلا نا مطلب ہے  
 خالی نمونہ۔ اور اللہ تعالیٰ بنی آدم سے فرماتا ہے کہ تفسیر زمین کو طول و عرض میں گہر دیا مگر  
 تم میں سے ہمارے پاس توڑے ہی سے پہونچے۔ اور کہی کوئی نازنا خاموش نہوا  
 گوا یک ہی سانس کیلئے مگر اپنے زمانہ والوں کے عذاب کیلئے اور کہی کوئی کلمہ  
 اُسنے غصہ سے نہ نکالا مگر جتنے لوگوں نے اُسکو سنا اُنکو ناکندہ پہونچا۔ اور بندہ کی  
 غفلت اور اُسکے دل کا اندھا بن ہے جو وہ چیزوں کی نسبت اپنے رب کے سوا  
 اور ان کی طرف کرتا ہے۔ اور تم بے ہوش نہیں سکتا بے کہ تم شیطان سے بچ سکو  
 جو تمہارے نفس و جود سے ملتا ہوا تمہارے قلب کے کالون سے چپکا ہوا  
 اور تمہارے خون کی طیسج تمہاری رگوں میں دوڑتا رہتا ہے مگر اُسی کی طرف رجوع  
 کرنے سے جو باعتبار شیطان کے تفسیر سے زیادہ تر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔  
 اور معاملات کے سترہ میں ظاہر کی بد بیان معاف ہونے کے قابل ہیں کیونکہ  
 یہ اُن سنے ہوئے حکموں کی مخالفت ہیں جو پردہ کے باہر سے مخلوق پر اوڑھے

ہیں بخلات دلون کے انوار و سرار کے کہ جب انہیں خلل واقع ہوا تو انکی گراہیوں کی معافی ہے اور نہ انکے نقصانوں کی غلافی چنانچہ بعض شخص جو اس بخل میں مبتلا تھے ان سے کہا گیا تھا کہ ۵

تیری ہر خطا سے بے یار و گزیر دے لے بخش اگلے تمارے قصور	فقط بے رخی ہی گوارا نہیں یہ دل پسند تھا اگر اجبار نہیں
---	---

اور جب کبھی کسی خالی یا تاریک وقت کے بعد ندامت لاحق ہوئی تو ضرور وہ معذور یا منور ہو گیا۔ اور پہلی مرتبہ تم سنئے ہو دوسری مرتبہ سمجھتے ہو تیسری مرتبہ جانتے ہو چوتھی مرتبہ دیکھتے ہو اور پانچویں مرتبہ پہچانتے ہو۔ اور بنی آدم کے لئے تین عالم ہیں عالم انسانی عالم شیطانی اور عالم روحانی پس خالی ہونے کے باعث اس میں جمل و نسیان ہے اور باؤٹھیلانی کے سبب سے جھٹلانا ناشکری انکار اور کشتی اور وصف روحانی کی وجہ سے تصدیق و اعتقاد و بعدہ یقین و عرفان اور بعدہ شہود و عیان۔ اور قلوب تین ہیں: ایک تو قلب ارضی جس میں شیطان پناہ لیتا ہے اور اکثر اغوار کے ذریعہ سے اس پر چڑھ جاتا ہے دوسرا قلب سلوی جسکی طرف شیطان ڈال دیا جاتا ہے اور یہ جھکنا دگر و سے بائیں چراتا ہے پس شیطان اسکی خبر میں لیتا ہے اور اکثر اُسکے انوار کے شہاب کی مار اس پر پڑتی ہے اور تیسرا قلب عرش شیطان جسکے قریب کبھی نہیں آتا اور نہ کبھی اُس تک پہنچ سکتا ہے۔ اور قرآن کے سننے کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ سننے والا موجودات کے شہود سے غائب ہو جائے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو ایسی پہنچانا چاہتا ہے تو ایسے طریقہ سے جس میں نہ ظاہری شریعت کی تکلیفیں ہیں اور نہ قوا عد

عقلیات کی زبردستی ان اُسکے قلب تک علوم حقیقیہ کو جو بارگاہ ربوبیت سے  
 ملتے ہیں پہنچا دیتا ہے۔ اور عالم شہادت سارے کا سارا آدم کی ظاہریت میں  
 بیچیدہ ہے اور اُسکی ظاہریت اُسکے معنی روح میں بیچیدہ ہے جو اپنے ہونکے  
 جاننے کے پہنچ میں غائب ہے اور ہونکا جانا افاضت میں بیچیدہ ہے اور یہ منقطع الاضافہ  
 ہے۔ اور جب ہستی فانی چشم غفلت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی موجود کو دیکھتی ہے  
 تو اللہ تعالیٰ اپنی یکتائی کی غیرت کے سبب اُسکی فناء کا حکم جاری فرماتا ہے۔ اور  
 اگر عارف اپنی حقیقت کی زبان سے کلام کرے تو ہستی شہادی میں اُس کا  
 ایک کلمہ بھی نہ سانسکے۔ اور گویا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے وہ شخص جس نے مجھے  
 طلب کیا ہے لے اور اے وہ شخص جو مجھے طلب کرتا ہے ٹھیر جا۔ اور جس نے  
 یاد دی کے جام میں اپنی لبت شہادت کا ذرہ برابر بھی ملا کر تمکو دیا اُس نے تمکو اذیت دی  
 اور اگر عارف کو اختیار دیا جاوے کہ چاہے ایک لاکھ خصوصیتیں قبول کرے اور  
 چاہے حجاب کا دور ہو تا تو وہ ضرور اسی کو پسند کر لگا کہ ذرہ برابر بھی اُس کا حجاب دور  
 ہو جاوے۔ اور حال وہ ہے جو تمکو اُسکی بارگاہ کی طرف کینچے اور علم دہ ہے جو تمکو  
 اُسکی خدیت کی طرف پیر لائے۔ اور اگر راہین تنگ نہوتیں تو تم نوکر کو بتاؤ دیکھتے  
 اور نسیم قریب کی خوشبو نہوتیں سے تمکو کسی چیز نے نہیں روکا ہے مگر تمہارے  
 زکام نے اور نور کے مشاہدہ سے تمکو کسی چیز نے باز نہیں رکھا ہے مگر تمہاری تاریکی  
 نے۔ اور اپنے محبوب سے جس شخص کی محبت کسی نے سبب سے زیادہ ہو جاوے  
 وہ انتہائی محبت کے دعوے سے کہوں دور ہے۔ اور جس حالت پر کوئی اعتراض  
 نہ ظاہر ہے ہو اور نہ باطن سے وہ ایسا ”جمع“ ہے جس میں ”مقطع“ نہیں ہے اور

ایسا "فوق" ہے جس میں شرک نہیں ہے۔ اور جسے اللہ تعالیٰ کے ایسے اسرار کو ہلے جیگا کہ لوگ مناسب نہیں اور ایسے پوشیدہ علم کی کوئی بات افشا کر دی جبکہ افشا سزاوار نہیں اسکو یہ سزا دی جاتی ہے کہ لوگ اُس سے بدگمان ہو جاتے ہیں یا اس سے بھی بڑھ کر عقوبات میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور اگر تجھے "مین"، نکل جا کہ تو تجھ پر روشن ہو جائے کہ میں کون ہے۔ اور شیطان کا مطلب آدمی سے حاصل نہیں ہوتا مگر جس وقت وہ اپنی خواہشوں کی زمین میں اُترتا ہے۔ اور عابد خلق اللہ سے اسلئے بہا گئے ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے جو اسرار ہیں اُن سے وہ واقف ہیں اور اگر وہ اُن اسرار سے واقف ہوتے تو ظہران سے ویسے ہی مانوس ہوتے جیسے عارف مانوس ہیں۔ اور کشف غیبی حجتِ دروغ و حقیق ہو گا اُسے قدرِ اعلیٰ ہو گا۔ اور جن ولیوں سے تم اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنی چاہو گے اُن سب سے زیادہ واضح خود تم ہو۔ اور اس دانا پائیدار میں عارف نہ کسی حال پر عمل کرتے ہیں اور نہ کسی مقام پر وہ تو صرف اللہ کی طرف جمع ہونے کی تحقیق پر عمل کرتے ہیں اور سب باتیں اسی کے ضمن میں ہیں۔ اور موجودات میں جنہی چیز میں ایسی ہیں کہ اپنے افعال میں اپنے اختیار کے شہود سے دور ہیں اُنکی بقائیں پابندی ہے جیسے آسمان زمین پہاڑ اور دریا اور جو اپنے اختیار کے شہود سے قریب ہیں اُنکی عمر کوتاہ ہے جیسے آدمی اور جانور تاکہ قتل والے سمجھیں اور عنایت سابقہ ہدایتِ ناطقہ کے پیشتر ہو ا کرتی ہے۔ اور دنیا میں تم ٹھہرنے والے نہیں ہو اور آخرت تک تم ابھی پونچے نہیں ہو اسلئے قریب مجیب کی طرف رجوع کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ اور اللہ عزوجل کی بندہ پر اس سے

بڑا ہر کوئی بخشش نہیں ہے کہ اُس کے قلب کو منور کر دے۔ اور جس وقت عارف ایک کلمہ بھی بولتا ہے تو اُس میں سننے والے کا وجود غائب ہو جاتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ کلام بمنزلِ مرد کے ہے اور کان بمنزلِ عورت کے ہے اور مرد عورتوں کے سر پر ہین ہے اور اگر عارف کسی شہر میں سانس لے تو جو بندہ اُس میں ہوگا اُسکا ایمان مضبوط ہو جائے گا۔ اور بہرِ وصولِ غیبی کے سامنے عارضِ شہوانی ہے۔ اور جس عارف کا وجود اُس کے مرید کے سامنے مرتبہ جابے اُسکا مریذ اللہ تعالیٰ تک نہ پہنچے گا۔ اور حضراتِ انوار تک نہیں پہنچتے مگر وہی اسرارِ جو خالص ہوتے ہیں۔ اور جس مرید نے عارف کو توقیر و داد کی نگاہ سے دیکھا وہ راہِ حق در شاو کا سالک ہوا اور ہم کے ساتھ توحیدِ مباح نہیں ہے مگر خاص کر تکلیف کے محل میں اور جسے سمجھا ایسے مقام میں یہ مکلف و جد کیا جسمیں وہ پہنچا نہیں ہے اُس کا قدم اُس مقام سے جہیں وہ ہے نیچے کی طرف پھسل جائے گا یہ حرف اُسی کو مباح ہے جسکو اجازت ہے یا جسکی عارف کے اشارہ کے تحت میں ہے۔ اور ارواحِ ربانیہ سمجھ سے باہر نہیں اور جو سمجھ میں آتے ہیں وہ تو اُس کے پانی کے چھینٹے اور اُسکی رش کی شعا میں ہیں اور جب تک کہ تم عام موجود اس کے باہر نہ چلے او تمہارے لئے حقائقِ ایمان کا نور نہیں چلنے کا۔ اور علمِ حقیقی کی ایک علامت یہ ہے کہ جب دل میں اُتر جائے تو امثال و صورتیں مٹ جائیں گو امثالِ ظنیہ حقائقِ اصلیہ کے اخذ کا سبب ہوں اور جو کچھ تم میں پیدا کیا گیا ہے وہ حرفِ اس لئے کہ اُس کے ذریعہ سے تم موجودات کو پہچانو نہ کہ موجود کنندہ کو کیونکہ وجود اللہ تعالیٰ ہی کے ذریعہ سے پہچانا جاتا ہے۔ اور

حکمت کے مواد انسانی قوت کے اندر پیچیدہ ہیں مگر حکیم کو ادرون پر صرف اسلئے فصلت ہے کہ وہ انکو قوت سے فعل کی طرف لاتا ہے۔ اور آدمی پر اشارہ واقع نہیں ہوتا کیونکہ وہ ایک نسبت سے جو قوت کے انوار میں سرگردان ہے۔ اور اگر وصول میں تمہاری کوئی نیت ہوگی تو تمہارا کچھ انرا زمین باقی نہ رہے گا۔ اور فرزند آدم کی خوبیاں چھپی ہوئی رہتی ہیں اسلئے اُسکو اُنکے اعتبار سے دیکھو تو امید ہے کہ انکو اُس کا کچھ جال نظر آئے۔ اور ایمان کے جو اتر نکلتے ہی سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور حیات دنیا میں شہوات کا حاصل ہونا فوری غذا ہے مگر چپا ہوا۔ اور جب حقائق اپنے صف کے ساتھ ظاہر ہو گئے تو اُنکے ظہور میں خفا اور خفایں ظہور ہوگا اور انکو ہوا کا اول والا خرز و الظاہر کی داو سے مدد پہنچتی ہے۔ اور کوئی اعلیٰ واردات نہیں آتی مگر اُسکے ساتھ قطع کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ اور محققوں کی دو زمین ہیں ایک کو تو رہنمائی و صاف گوئی کی اجازت ہوتی ہے اور دوسرے کو اسکی اجازت نہیں ہوتی اور دنیا کے مال و متاع میں خوبی و برکت اسلئے ہے کہ وہ نہ منقطع ہوئی عطا اور نہ ختم ہوئی والے احسان ہیں اور عالم بقا اور فضا اعلیٰ کی طرف جا نیوالے ہیں۔ اور جب تمہارے پاس سے غیب کے حقیقی بادل کا کوئی ٹکڑا گزرے تو اُسکے نیچے ٹھیر جاو کیونکہ وہ یا تم پر سایہ ڈالے گا یا تمکو تر کر دے گا۔ اور آدمی کے آزادانہ ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ جب ہر اُسکو ہوا ہو س چلاے اور ہر اُسکا قدم اٹھ جائے۔ اور اپنے حسن نیت پر جسے رہونا کا اصول مقصود کی صورت پیدا ہو۔ اور مومن کا شوق ایسی چیز کی نسبت جیسے ہواے نفس نہیں ہے۔ اور جو چیز اُسکے نفس کے لئے مناسب نہو اُس سے امید ہر اُسکی استقامت کی دلیلیں ہیں۔ اور اگر کوئی شخص



اپنی ظاہری بشریت کے پانی کا پھوڑا تیرے سامنے پیش کرے تو خیر دار اس میں  
نہ ہینا کیونکہ وہ سچے پیر و حق دگر اپنی کیفیت کی پچکر لیا گئے گا اور اگر اپنی باطنی خصوصیات  
کے پانی کا پھوڑا تجھ کو دے تو اس کو بے تکلف خوشی خوشی پی جاؤ یہ شربت ملکوتی نفع کر لگا  
اور جس کلام کے رد و قبول میں ملکوت اختیار ہو اس سے ملکوتی ثواب نفع پہونچے گا اور جو کلام  
ملکوتی قبول کرنے پر مجبور کرے وہی ملکوتی بردستی اچھے اور عمدہ کام کی طرف لیا جائے گا۔  
اور مرید کی سیر باطن سے ہوا کرتی ہے اور اس کا ظاہر تابع ہوا کرتا ہے اور عابد کی  
سیر ظاہر سے ہوتی ہے اور اس کا باطن تابع ہوتا ہے اس لئے عابد اپنے اور اوک  
نگہبانی کرتا ہے اور مرید اپنے واردات کی۔ اور علماء اس لئے لوگوں پر رحم کریں اور  
علم نہیں حاصل کرتے کہ معصوم بنیں بلکہ اس لئے کہ لوگوں پر رحم کریں اور اس لئے  
نہیں کہ اپنے علم کے ذریعہ سے تقدیری امور سے محفوظ رہیں بلکہ بجا جنت و محتاجی کے  
ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔ اور اہل معرفت کے احوال نہایت ہی عجیب  
ہیں کیونکہ اگر وہ اپنی بشریت کے ساتھ ہیں تو پانی کی پھلیاں ہیں اور اگر اپنی خصوصیات  
کے ساتھ ہیں تو ہوا کی چٹایاں ہیں اس لئے وہ جب اپنے نفسوں کے اوصاف میں  
ہونگے تو دنیا کے دریاؤں میں ڈوبے ہوئے ہونگے اور جب اپنی روحوں کے اوصاف  
میں تو عالم اعلیٰ کے افق میں چکر لگائیں والے اور ہر عالم سے جس کو عالم اعلیٰ سے زیادہ  
مشابہت ہو دنیا میں بہت ہی کم غیر نے والے اور اصالت میں بہت زور آور ہونگے  
اور حقیقی چیزیں کہ عقل کے اور اک نے بالاتر میں ان میں وہی ذریعوں سے چل سکتے  
ہیں اور وہ یا نور ہے یا اعتقاد۔ اور مخلوقات کی طرف سے جب قدر کم تر ہیں ہوں گی  
اصیقت در زیادہ خالق کی طرف سے توفیق و اعانتیں پہونچیں گی۔ اور بنی آدم کا اصل

حجاب سایہ کے حقائق کو نصب العین نہ رکھنا یہ کہ ساتھ ٹھیرا رہا ہے جیسا کہ  
 وہ علم کی وجہ سے اس لئے مجبور ہیں کہ اُس کے حقائق سے باہر ہو کر اُس کے پردہ کے پیچھے  
 ٹھیرے ہوئے ہیں۔ اور حالتِ شکر میں شکر کرنے والے کی ایک زبان ہوتی ہے  
 جو اپنے رب کی طرف سے یہ کلام کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی زبان سے فرماتا  
 ہے کہ سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَ (جو شخص اُس کا شکر کرتا ہے اللہ اس کی سنتا ہے)  
 اور مرید کو جیسی حاجت اپنے پیر سے ہوتی ہے اُس سے بڑھ کر پیر کو اپنے مانف  
 کی ہوتی ہے۔ اور مریدوں کے دل تک انوار پونچنے کی راہ پتی مجستہ۔ اور عارف  
 دنیا میں غیر کے لئے ہے نہ اپنے لئے اور غیر عارف خود اپنے لئے ہے نہ غیر کیلئے  
 اور بندہ جقدر اپنے طلب کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرے گا اُس وقت در اُس کو  
 اطمینان ہوگا اور جقدر خلق کی طرف مائل کرے گا اُس وقت پریشان ہوگا۔ اور جو سب  
 تجھے تعزیر میں ڈالے وہ تجھے فنا کر دے گا اور بار ڈالے گا اور جو سب تیری جمعیت  
 کا باعث ہو وہ تجھے جلائے گا اور پائدا رہنا دے گا۔ اور محبتِ ارح حقائق  
 کا جسد اور اُن کے حضرات کا دروازہ ہے۔ اور عابدوں کے لوگوں سے ہماگنے کی  
 وجہ یہ ہے کہ انکو اپنی ظاہری بشریت کے باعث مراد دنیا کی بدبو معلوم ہوئی اور عارفوں  
 نے جو انکی طرف رخ کیا اُس کا سبب یہ ہے کہ انکو اپنی باتنی خصوصیت کے سبب سے  
 ارواح کی خوشبو محسوس ہوئی۔ اور اللہ عزوجل کو اپنے ولی کے بارہ میں رشک  
 آتا ہے کہ اُسکو اور کوئی پہچانے۔ اور حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نہ پہچنوائے ولی پہچاننا نہیں  
 جاتا کیونکہ یہ اُس کے پاس ہوتا ہے اور اگر اُس کے پہچنوانے سے بدیشہ پہچانا جاوے  
 تو اُس کے لئے اللہ تعالیٰ سے حجاب ہو جائے گا۔ اور اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے

جاننے کے دو ہی طریقے ہیں۔ اولیاء کے لئے الہام اور انبیاء کے لئے وحی۔  
 اور نگاہوں کے اعتبار سے چار قسم کی آنکھیں ہیں۔ پہلی جنگل اور تیز نگاہ اور نیوٹون  
 کی آنکھیں ہیں۔ پہلی جنگل اور سست نگاہ اور یہ ویلن کی آنکھیں ہیں۔ ثبات کے  
 اعتبار سے موجود گر نگاہ میں محبوب اور یہ غافل مومنوں کی آنکھیں ہیں۔ اور اندہی  
 اور کاذب نادانوں کی آنکھیں ہیں۔ اور جب سے آدمی قالب بشری میں گیر کر گئے  
 اور مظاہر حیات کے قید خانوں میں قید کئے گئے اُس وقت سے اُن کے  
 پاس عالم غیبی کی کوئی سانس اور محل کوئی کے انوار کی کوئی شعاع اور کوئی نیا مسلم  
 حقیقی نہ آیا مگر نیوٹن اور رسولون کے ذریعہ سے اور پھر اُنکے پیروں یعنی ویلن  
 صدیقون اور معرفت والے عالمون کے ذریعہ سے اور ان میں سے کسی کو  
 اُس سے زیادہ علم نہیں ہوتا جتنا کہ اوائل فطرت میں انکو ملا ہے اسلئے ان کے  
 پاس نئے اور تازہ علوم نہیں ہوتے مگر انہیں اعلیٰ درجہ کے قدسی منبعون سے  
 نکلے ہوئے۔ اور جس نے عارف کو پہچانا عارف کو اُس سے مشقت ہی حاصل ہوئی  
 کیونکہ اُسکی ساری تبدیلیوں میں عارف ہی کو اُسکا بوجہ اُٹھانا پڑا اور جس نے عارف کو  
 نہ پہچانا عارف کو اُس سے راحت نصیب ہوئی اور جب قدر عارف کی معرفت بڑھتی  
 جائیگی اُسے قدر اُسکی محتاجی و مفلسی زیادہ ہوتی جائیگی کیونکہ جب قدر معرفت  
 بڑھے گی اُسے قدر قرب بڑھے گا اور قرب سے نسب زائل ہو جاتا ہے کیونکہ دور ہی  
 و حجاب ہی کے ساتھ نسب و اسباب پاے جاتے ہیں۔ اور دنیا میں عارف  
 کی مثال اُس شمع کی ہے جو خود چھپی ہوئی دیگر روشنی دیتی ہو۔ اور جب دن اہل ہل  
 خسارہ میں ہو گئے اُس دن نبی یا نبی کے بیڑیا عاشق کے سوا کسی کو نجات نہ ملیگی

اور مثالین مریدان کے لئے ہین اور حقائق عارفون کے لئے اور عارف کی مثال  
 اُس شخص کی ہے جو دریا کے پاس ہو کہ جہان سے چاہے پانی نکال لے اور مرید کی  
 مثال اُس شخص کی ہے جس کے پاس تھوڑا سا بیخود پانی ہو اور وہ اس انتظار میں ہو  
 کہ وہ گچھلے تو اُسے نوش جان کرے۔ اور جب تمہارا نفس قرآن کے سمجھنے کا  
 قصد کرے تو یہ تمہارا عجیب حال ہے کیونکہ جو چیز تم میں موڑ ہے تم اُسکے موڑ بننا  
 چاہتے ہو۔ اور جب مومن ایک دن ایمان کے ساتھ رہا تو اُس نے لاکھ سے زیادہ  
 رستیاں پکڑیں جنہیں سے کوئی بھی ٹوٹنے والی نہیں ہے۔ اور اگر شیطان انسان  
 کو گناہ و عصیان کی طرف ہٹا کر لے گیا اور اُس نے اصرار نہ کیا بلکہ رجوع و توبہ کی تو  
 گویا اُس نے کبھی شیطان کی زبانزداری ہی نہ کی تھی۔ اور جب تم نے کسی بندہ کو ایسی  
 چیز کی طرف بلایا جس میں اُسکی ہواے نفس نہیں ہے تو جہان تک تمہارے امکان  
 میں ہو اُس سے بچو کیونکہ وہ اپنے نفس سے تمکو دشمن سمجھے گا اور اپنے ایمان سے  
 تمکو دوست رکھے گا۔ اور جب تم نے اپنا عمل درست کیا تو جنت نے تمہاری طرف  
 رخ کیا اور جب تم نے اپنا دل درست کیا تو حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے احسان سے  
 تمہارے جانب متوجہ ہوا۔ اور طبع بندہ کو ہزار ناپاکیوں کے بدلے بھی ایک  
 ہی غسل کافی ہے جس سے اُسکا نامزدین داخل ہونا جائز ہے اسی طرح جب بندہ  
 غفلت سے ہزار گناہ کرے بعد اُ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کو یاد اور اُس سے امرزش کی فریاد  
 کرے تو یہ اُن گناہوں سے اُسکو پاک کر دے گا اور حضرات میں اُسکو داخل ہونے  
 کے قابل بنا دے گا۔ اور جب تمکو دو بہترین باتیں حاصل ہو جائیں تو پہر کچھ پروا نہ کرو  
 ایک اللہ پر ایمان اور دوسری بار بار اللہ کی طرف رجوع و میلان۔ اور واللہ اگر

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو اس دارِ ناپائیدار میں جیسا مانہ چاہتا تو وہ کسی کو اُس کے ستارے کے لئے اُمیرِ سلطانہ فرماتا۔ اور فرائضِ عالی میں حقائق کے ظاہر ہونے سے پیشتر کبھی سے باز رکھنے کے لئے جو ڈانٹ بتائی جائے اور جو فائدہ مند نصیحتیں کیجاتیں اُن کو سن لو کیونکہ حقائق میں پہلی چیز کتاب ہے دوسری خطاب تیسری عتاب چوتھی حجاب اور پانچویں عذاب ”جس دن تمہارے رب کی بعض نشانیاں آئینگی اُس دن کشمکش کو اسکا ایمان فائدہ نہ دے گا“ اور تمہاری نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف تقصیر کے ساتھ ہی اُس کے غیر کی طرف وفادار و خلوص کی نسبت کمین ہوتا ہے۔ اور گویا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے مجھے ایسی شے طلب کی جس سے اُسکی شہرت ہو تو اُس نے مجھے اپنا وصفت مانگا اس لئے وہ محرومی سے قریب تر ہے اور جس نے مجھے میرا وصفت چاہا وہ کامیابی سے قریب تر ہے۔ اور جب تم نے نفس کو خواہش سے روکا تو بس جنت ہی اُسکا نام ہے اور جب تم تقویٰ کے قدم سے اُس چیز کی طرف دوڑے جس میں نفس کی خواہش نہیں ہے تو بس وہ بارگاہ ہی تمہارا اُسکا نام ہے۔ اور اگر تم سے حجاب اُٹھ جائے تو کتاب نظر آئے۔ اور انبیاء علیہم السلام کے حقائق غیب کے دائروں میں ٹھہرے ہوئے ہیں اس لئے وہ اپنی ذاتوں سے دُعا بن ہیں اور ظاہر کے دائروں کا حق پورا کرنے کیلئے عالم شہادت میں اُنکے رقائق ہیں اور اولیاء کے حقائق عالم شہادت میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور عالم غیب میں اُنکے جگر گمانے والے رقائق ہیں بس انبیاء اپنے حقائق سے حجاب کو طے کرتے ہیں اور اولیاء اپنے رقائق سے۔ اور پنجویں اپنے اختیار سے آزاد بندہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اُسی کی عیسیٰ جاتی ہے

اور تمہارے صلاح حال میں تمہارا اس المال وجود اقبال ہے۔ اور قطعی مقبول نامزد ہی ہے جو حقیقی پیروی سے ملی ہوئی ہے۔ اور اگر کوئی عارف باللہ مشرق میں حقیقت پر گفتگو کرے اور اللہ کا کوئی عاشق مغرب میں ہو تو اسکو بقدر اپنی قسمت و محبت کے اس سے ضرور حصہ ملے گا۔ اور ہر عمل کی جزا کا آئندہ وعدہ کیا گیا ہے مگر سمجھنا کہ اس کی جزا آئندہ کے علاوہ فوری ہی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَذُرْكَانَ الَّذِي تَتَفَعَّلُ الْمُؤْمِنِينَ ۵ (اور سمجھاتے رہو کہ سمجھانا ایمان والوں کو فائدہ بخشتا ہے) اور عارفوں کی معرفت اس سے کہیں اعلیٰ ہے کہ دار دنیا اس کے ظہور کی حکیم ہو اور تیرا اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملنا کہ تیرا قلب مستنیر ہو اس سے بہتر ہے کہ تو اس سے ملے اور تیرا عمل کثیر ہو۔ اور جس کی زبان عجیبی (قاصر) ہے اور دل کی زبان عربی (کامل) ہے اسلئے جب تمکو جس کے قصور بیان سے کوئی مشکل پیش آئے تو اسکو اپنے قلب کی عربیت سے حل کر دو مگر راہ راست لمبائی لگی۔ اور قلوب ہمیشہ اپنی اہلی سادگی پر رہتے ہیں لیکن جب تذکرہ (سمجھانے) کے ذریعہ سے انکو حرکت دیا جاتی ہے تو اگر سید ہے رہے تو اللہ تعالیٰ اُس پر توجہ فرماتا ہے اور اگر ٹھٹھے رہے تو اللہ تعالیٰ اُنکی کمی کو اور زیادہ کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے  
وَإِذَا مَا أَنْزَلْنَا سُورَةً فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ أَلَيْكُمْ سِرَازَةٌ أَلَيْسَ آتِئَانًا

۵ بارہ ۲۷ - رکوع ۲ - یعنی سورہ ذاریات کی آیت ۵۵-۱۲

عہ گیارہویں بارہ کا پانچواں رکوع - یعنی سورہ توبہ کی ایک سو چوبیسویں اور ایک سو پچیسویں آیتیں - اور وہ دونوں یہ ہیں: - وَإِذَا مَا أَنْزَلْنَا سُورَةً فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ أَلَيْكُمْ سِرَازَةٌ أَلَيْسَ آتِئَانًا  
ایمانا ح فاما الذین امنوا فاولئک تمایمانا و هم یبشرون ○ واما الذین فی

(دو دن آیتوں کے اخیر تک) اور حق کا کنا اور سنا عبادت کے چاہے کوئی اسپر  
 عمل کرے یا کرے۔ اور خلق اللہ دینا سے سروکار رکھنے پر عارف اس لئے مجبور  
 ہوے ہیں کہ جو بیان دے جتے ہیں انکو نکالیں جو قید ہیں انکو چھڑائیں اور بہتر سے  
 کمزوروں کے بار اٹھائیں۔ اور دنیا میں توحید کی زبان گویا گویا ہے جو دنیا کے نیست  
 و نابود ہو جانے کی کائنات میں لگتا ہے۔ اور چونکہ یہ امت اور امتوں سے خالق  
 توحید میں زیادہ قوی ہے اسلئے اُن سے جسم میں کمزور اور عین کم ہے۔ اور  
 جو اسرار کہ خواص نبی آدم میں پہلے ہوئے ہیں اُن میں علما اعلیٰ کا کچھ بھی واسطہ  
 نہیں ہے انکو تو حق تعالیٰ ہی اپنی قدرت سے اُنکے باطن میں پہنچا دیتا ہے اور اسرار  
 کے سوا اور چیزیں عالم بالا ہی کے واسطہ سے اسفل کی طرف آتی ہیں اور جب کسی  
 موجود کو تم خطاب کرتے ہو یا وہ تمکو خطاب کرتا ہے تو حقیقت اصل یہ دہان نہیں  
 ہوتی مگر حقائق کہ تم اُن سے عین ذات اصلی ہی کے ساتھ ملتے ہو۔ اور اگر سچے  
 مرید کے قلب کو صریح حقائق سے واسطہ پڑے تو سارے عالم میں اُسکی گنجائش  
 نہو۔ اور حقیقت جب اعلیٰ درجہ کی ہوگی تو ظاہر ہوگی مگر ساری مخلوقات میں سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲۸) قلوبہم مرض فزادتهم رجسا الى رجسهم وما توالوہم  
 کفر و نفاق۔ ان دونوں کا ترجمہ یہ ہے۔ اور جو سوت کوئی مسورت نازل کیا جاتی ہے تو انہیں  
 سے بعض لوگ پوچھنے لگتے ہیں کہ بہلا اس مسورت نے تم میں سے کس کا ایمان بڑھا دیا  
 سو بڑھایا نہ رکھتے ہیں اسنے اُن کا ایمان تو بڑھایا اور وہ خوشیاں مناتے ہیں۔ اور جن لوگوں کے  
 دلوں میں روگ ہو تو اسنے اُنکی خباثت پر ایک خباثت اور بڑھائی اور یہ لوگ کفر ہی کی حالت  
 میں مر گئے۔ ۱۲

اعلیٰ و اشرف ہی پر جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور چونکہ انوار میں سب سے اعلیٰ تھا اسلئے نہ ظاہر ہوا اگر بہترین و بزرگترین بشر پر صلی اللہ علیہ وسلم اور باعتبار بولنے والے کے سننے والے کے ذہن میں حقیقت زیادہ پھرتی ہے کیونکہ اُس میں کلام کر نیوالا اُسکو صاف مشاہدہ کرتا ہے اسلئے اُسکے پاس حقیقت کے پھرنے کا زمانہ کم ہوتا ہے اور سننے والا اُسکو شہادت سے انکار کرتا ہے اسلئے اُسکے پاس پھرنے کا زمانہ طویل ہوتا ہے اور جب کوئی نور تمہارے لئے چمکے تو شعور و محبت کے ذریعہ سے اُسکا اپنے ہمراہ رہنا چاہو کیونکہ تمہارا حصہ اُس سے تمکو حاصل ہو چکا ہے۔ اور انوار عرفانیہ غیر محل بشریت سے صاف نظر آتے ہیں اسلئے اگر تم ان تک پہنچنا چاہو تو بشریت کو اُسکی شرط نہ قرار دو اور جب تم کسی مرد خدا کا کلام کسی کتاب میں دیکھو یا نقل کے ذریعہ سے سنو تو اگر ناقل کو اُسکے شعور و حقیقت کے ساتھ نسبت نہیں ہے تو تمکو اُس کلام سے نفع نہیں ہوئے گا۔ اور جب دینیوی ہستی عارض ہوئی تو حجاب آیا اور جب اخروی ہستی عارض ہوئی تو پھیرا دھوا۔ اور ہوا سے نفوس و دنیا کی ہوا حقیقت کے نور و آفتاب کو بھانپ نہیں سکتی کیونکہ یہ ہوا ہر دیا سے قلوب کے قعر میں جا کر زمین میں نفیس رہو کا غواص و بان تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور اگر حقیقت عارف کو اُسکی ذرا سی قدر نہ کرتی تو ہی اُسکی تعبیر بہت کم ممکن تھی۔ اور جب عارف اپنی چشم بصیرت سے دیکھتا ہے تو اُسکے آئینہ میں دنیا غائب ہو جاتی ہے کیونکہ اُسکی بصیرت کا حلقہ دنیا سے زیادہ وسیع ہے۔ اور عالم دینیوی معنی انسانی کے ظہور کا محل ہے اور موت کے بعد سے آخر عمر تک نور ایمانی کے ظہور کا اور دخول جنت کی ابتدا سے سب پرانی کے ظہور کا۔ اور یہ حقیقت کے متعلق اللہ تعالیٰ



کا ایک علم ہے جسکو اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو علم اس سے نیچے ہے اُس میں  
 لوگوں کے درجے متفاوت ہیں۔ اور جو دل غافل ہیں وہ جب حقائق کو سنتے ہیں  
 تو بھاگتے ہیں اور سماع حقائق میں نہیں ٹھہرتا ہے مگر وہی دل جسکی حق تعالیٰ ترقی چاہتا  
 ہے۔ اور دنیا میں کوئی دلی کہی اپنی حقیقت کے ساتھ نہیں ہوتا وہ اپنے علم کے ساتھ  
 ظاہر ہوتا ہے نہ ذات کے ساتھ مگر جب قیامت کا دن آئے گا اللہ تعالیٰ اُنکو  
 اُنکے حقائق و ایمان کے ساتھ ظاہر فرمائے گا۔ اور اے فرزند آدم تو نے کیا خوب  
 انصاف کیا دنیا کی طرف بلانے والا جانے والی تسلی اور مٹنے والی چیز کے لئے  
 ایک بات ایک دن کہہ دیتا ہے تو تو ہزار دن اُسکا کھانا ہے اور آخرت کی طرٹ  
 بٹا بنوا لا رہنے والی صاف اور پاکیزہ چیز کے لئے ہزار دن تجھے کہنا ہے مگر تو  
 ایک دن ہی اُسکا کھانا نہیں مانتا اے کاش آخرت میں آنے سے پہلے تو دوزخ  
 کو برابر ہی سمجھے۔ اور تعجب کی بات ہے کہ آدمی دنیا کے آفتاب کو دیکھتا ہے اور اُسکی  
 روشنی سے سنور ہوتا اور اُسکے اتروں سے نفع اُٹھاتا ہے اور اُسکے سر وجود میں  
 انوار کا آفتاب ہے مگر اپنی خاکی ذات کی تاریکی کے باعث اُسکی حقیقت کے شہود  
 سے غافل ہے۔ اور ہمارے اس دین کی ذمہ داری میں ظاہر علم اور باطن حقیقت  
 پس اسکا ظاہر اصول و بقول سے ضبط کیا ہوا ہے اور اسکا باطن قلوب کے انوار سے  
 پس جو شخص ہمارے پاس انہیں سے کوئی قسم لیکر آئے اُس سے اُسی قسم کا شاہد  
 طلب کرو ظاہر والے سے ظاہر کا اور باطن والے سے باطن کا مگر جو شخص ظاہر  
 کی کسی چیز و شخص معتبر کی نقل کے بغیر ان لے گا وہ ٹھوکر کھائے گا اور جو شخص باطن کی  
 کسی بات کو طلب کرے گا وہ ہون کے بغیر تسلیم کر لے گا وہ گمراہ ہوگا۔ اور بت عمدہ وہ

نور ہے جو مرید کے قلب پر اترے اور دعویٰ کی تاریکی سے آلودہ نہ ہو۔ اور اللہ  
 اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والوں کا مقصد نہ علوم ہیں نہ احوال نہ مقامات نہ حصص  
 اور نہ اور کوئی شے انکا قصد تو صرف یہ ہے کہ دین کا کلمہ جیسا ظاہر میں مجتمع ہے ویسا ہی  
 محسوس باطن میں کر دین۔ اور اگر اللہ تعالیٰ روحوں کے پالان میں وہابی بہاری پیران نہ ڈالتا  
 تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کی طرف اڑ جاتیں۔ میں کہتا ہوں کہ دیوبندوں سے شاید  
 امر ذی مراد ہو۔ اور یہ عارفوں کی دل کا تب ہیں۔ مریدوں کے دل کی کتاب فیہ اور عارفوں کے دل  
 نہ کتاب نہ کتاب فیہ۔ اور حقائق جب تمہارے سامنے ظاہر ہو تو وہی علم ہو اور جب تم ظاہر ہو تو وہی  
 اور عالم ربانی وجود میں قلب کے اندر ہے اور اس کا وجود بمنزلہ شکم کے ہے اور اللہ تعالیٰ  
 نے کشی شخص کے شکم میں دو قلب نہیں رکھے ہیں، اور اگر اس عالم میں دو عارفوں  
 سے برابر برابر حقیقی ہو چکے تو حاصل کر نیوالوں کے دلوں میں شرک حقی کا وجود  
 ضرور مرایت کر جائے فافہم میں کہتا ہوں کہ انکی مراد یہ ہے کہ ہر زمانہ میں  
 ایک ہی شخص کو نفس الامین مرتبہ ملتا ہے اور جو زائد ہوتے ہیں وہ اُسی کے معاون  
 و مددگار ہوتے ہیں واللہ اعلم۔ اور کسی بندہ میں کوئی خصوصیت دو سانس نہ ٹھہری  
 مگر وہ اُسکی وجہ سے سرکش ہو ا پس اگر اللہ تعالیٰ اُسکی بھلائی چاہتا ہے تو اُسکو اُسکے  
 اوصاف کے شہود سے پاک و صاف کر لیتا ہے۔ اور جو مومن اپنے نفس سے  
 مجاہد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکے اسلام پر لاکھ بار سے زیادہ مہر (صاد) کر دیتا ہے کیونکہ  
 وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے مجاہدہ کی تلواروں سے بار بار قتل ہوتا ہے۔ اور کسی عارف  
 مَا جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ جَلٍّ مِّنْ قَلْبِكُمْ فِي جُوفِهِ ۝ (المیون پارہ ۸ ستر پانچ)

کے نفش قدم پر تھا، ایک قدم چلنا اُس ہزار فرسخ چلنے سے بہتر ہے جو حرص و ہوا کے ساتھ ہو۔ اور طرہ حکمت کو عالی خاندان و ملین سمجھو جو اگر بڑا کبر نہ لے تو اپنے میکہ کو واپس چلی جائے۔ اور دنیا میں منفرت کا اعلیٰ مقام حقیقی کشائش کا پایا جانا ہے اور یہی فزان ولایت ہے۔ اور عابد اپنی عمر ہر مین ایک مرتبہ اسلام لاتا ہے اور مرد اپنی زندگی بھر جانے کتنی مرتبہ مسلمان ہوتا ہے۔ اور ہر گروہ کے تابعین اعتقاد و ایمان سے سیکھتے ہیں اور اس گروہ کے تابعین مشاہدہ و عیان سے۔ اور عارف کے قلب نہیں ہوتا جسکے ساتھ وہ جتیا ہو کیونکہ وہ اپنے رب کے ساتھ ہوتا ہے نہ قلب کے ساتھ اور بعض عارف کہا کرتے تھے کہ جسکے قلب نہیں ہے اُسی نے زندگی کی اور یہی مضمون کو اسطرح کسی نے شعر میں ادا کیا ہے۔

کتنے ہیں دل کی حفاظت کی نہیں	عارفوں کے دل بھی ہوتے ہیں کین!!!
------------------------------	----------------------------------

آوردار کا دیر تک ٹھہرنا اُسکے اعلیٰ درجہ کا ہونے کی دلیل ہے۔ اور بندہ مومن یا عارف کے دل کے اندر جو کچھ پیچیدہ ہے اگر وہ ظاہر ہو جائے تو سارے موجودات جگمگا جائیں۔ اور لابدی ہے کہ عارف جنت میں بیٹھیں اور لوگوں سے اس سے بالاتر بات یعنی جنت اور اُسکے معاملہ و آداب کی بیان کریں اور لوگوں میں سے سب سے زیادہ نعمت و بخشش اُسکو ملتی ہے جسکے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی روزی دیتا ہے۔ اور اگر حقائق کی روح نہ تو خلائق کی موت تھی۔ اور اگر تکوین وہ قدر معلوم ہوتی جو تمہارے باپ آدم سے پہلے تمہاری تھی تو تم کو مرتے دم تک ندامت رہتی۔ اور ہرگز سمیعیت و سرویت (یعنی سنا اور سنے روایت کی) پر قناعت نہ کرو بلکہ شہادت و سرایت (یعنی مشاہدہ کیا اور سنے دیکھا) پر۔

اور عارف ہزاروں برس تک باتین کرے اور یہی اللہ تعالیٰ کے پاس سکوت کے  
 وصف کے ساتھ آئیگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”جس دن اللہ تعالیٰ رسولوں کو جمع  
 کرے گا تو پوچھے گا کہ تم کو کیا جواب ملا تھا۔ وہ کہیں گے کہ ہم کو یہ معلوم نہیں تو یہی پوشیدہ  
 باتوں کو خوب جانتا ہے، اور عارف کو خواہی نحو اہی اپنے مرید کی تربیت کے لئے  
 اپنی ہمت کی بلندی سے نیچے اترنا پڑتا ہے۔ اور مرد کامل دو درجہ دن یعنی اُتوت  
 واموت کے ذریعہ سے تربیت کرتا ہے۔ اور اگر واحد الزمان صبح ہوتے ہی  
 خلافت کے معاملہ کی طرف متوجہ نہ ہو کیا رک اللہ کا حکم ان پر پونچے اور ان کو ہلاک  
 کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کی طمع میں رات بسر کرنی رکوع و سجود میں رات  
 گزارنے سے تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور جو شخص حضرت میں حاضر ہوا اس کا نام  
 ہے نہ صفت اور اللہ تعالیٰ اہل جنت میں سے خواص کو ایسے خلعت پہنائے گا  
 جن میں کوئی رنگ نہ ہوگا۔ اور اگر جنت کا ایک درخت بھی اپنی حقیقت کے ساتھ جلوہ گر  
 ہو تو اہل جنت اس کی طرف دیکھنے کی تاب نہ لاسکیں۔ اور آج تم موجود سے کہتے  
 ہو کہ اپنی موجود کو مجھے بناؤ اور آخرت میں وہ تم سے کہے گا کہ تم میرے موجود کو مجھے بناؤ اور شخص  
 ہوا اس کا نام عابد زہاد رکھا گیا اور جو شخص اپنے نفس اور اس کے عالم سے الگ ہوا وہ عارف کہلایا۔  
 جس شخص نے اللہ کو پہچاننے سے پیشتر اللہ کے ماسوا کو پہچانا وہ محبوب ہوا اور جس نے  
 خلق کو پہچاننے سے پہلے اللہ کو پہچانا وہ محبوب ہوا اور غظون کے افعال کو نہ دیکھو  
 ورنہ ان کے اقوال کے فائدہ سے محروم رہو گے اور عارفوں کی ذات کو نہ دیکھو ورنہ ان کے  
 عہد یومہ یجمعہ اللہ الرسل فیقول ما اذا اُحِبْتُمْ مَا لَوْلَا عَلِمْنَا اَنَّا لَمَّا كُنَّا  
 عَلٰمُ الْبُعُیُوبِ ۵ (ساتویں پارہ کا بیچواں رکوع)

اشارات کے سمجھنے سے قاصر رہو گے۔ اور تم اپنے خالق کو کسی ایسی چیز کے ذریعہ سے کیونکر پہچان سکتے ہو جبکو اُسی نے تمہارے اندر پیدا کیا ہے کیونکہ ہر ادراک کر لینے والا کو اُس چیز پر جبکو وہ دریافت کرتا ہے غلبہ ہوتا ہے یہ حال آنکہ وہی غالب اپنے بندوں سے بالاتر ہے، اور جیسے یہ گمان کیا کہ حرف اُس کے حافظہ کے خزانہ میں جمع رہتے ہیں اُسکی عقل پر پردہ ہے۔ اور حُبِ حقیقت عالم وصول کا شلوق ہے۔

اور کلام ربانی کے جاننے والے کے چاروں طرف لوگوں کی وہی قطع ہے جیسی حساب فصاحت کے ارگوگردان لوگوں کی جو صاف طرح سے باتیں کرنی بھی نہیں جانتے اس لئے اُنکے لئے دانست کی شہادت نہیں ہے۔ اور باپ کی خدمت پر پیر کی خدمت مقدم ہے اسلئے کہ تمہارے باپ نے تمکو میل لچھایا کر دیا اور پیر نے تمکو صاف کیا اور تمہارا باپ تمکو نیچے لایا اور تمہارا پیر تمکو اوپر لے گیا اور تمہارے باپ نے تمکو مادرِ طین (پانی اور مٹی) میں ملا دیا اور تمہارے پیر نے تمکو اعلیٰ علیین تک پہنچا دیا۔ اور جو شخص دنیا میں آیا اور اُس نے کوئی ایسا مردِ کامل نہ پایا جو اُسکی تربیت کرتا وہ دینا سے آلودہ گیا۔ گو اُس نے ثقلین کے برابر عبادت کیوں نہ کی ہو اور اسکی وجہ کہ ناز میں بندہ کو دوسرے لاحق ہوتا ہے اور جب عارف کے سامنے اُس کے کلام کو سنتا ہے تو نہیں لاحق ہوتا صرف یہی ہے کہ نازی اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتا ہے اور عارف کے کلام سننے والے سے اُسکا رب سرگوشی کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا بندوں پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اُنکے درمیان میں کسی عارف کو ظاہر کرے گو وہ اُسے نہ دیکھیں اور نہ پہچانیں۔ اور جب تو نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا تو کسی بڑائی کا گمان

عہ و کھو اَلْقَاهُ رُوحٌ عِبَادَہٗ (ساتواں باب و اٹھواں رکوع)

نہ کر کیونکہ اسکی معرفت کے بعد بیان کوئی بڑائی نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ عارفوں سے اُنکے بہت سے مقامات و کرات کو پوشیدہ رکھتا ہے تاکہ اُنہیں دعوے کا خیال نہ آئے۔ اور مر و عارف کو چاہئے کہ خود کشتی میں ہوا اور ادلیا رو سکے چاروں طرف پانی پر چلتے اور اُس سے تعلیم پاتے جاتے ہوں اور وہ اگر کشتی سے اتر کر انکی محبت میں آئے تو ڈوب جائے۔ اور جو چیز تجھے اللہ تعالیٰ سے روکے دی گناہ ہے۔ اور اہل جنت کی سب سے بڑی نعمت وہ علم ہو گا جو اللہ تعالیٰ اُن کو دیا ہے۔ اور اہل عطا فائے گا۔ اور جب تو حضرت ”کلا این“ میں داخل ہو تو دین کلا این کا انتظار کر۔ اور کامل وہ ہے جو اپنے باطن کو اپنے ظاہر سے ڈھانکے رہے۔ اور جب صورت ہو نہ نکلا جائے گا تو مرید صادق کہے گا کہ میں تو اسکو زمانہ سے سن رہا ہوں۔ اور اہل سعادت کے گناہ اوہام کے مانند ہیں اور اہل شقاوت کے تحقیقی۔ اور عارف سے ایک لحظہ میں ادب کا ایک کلمہ سننا امر ظاہر میں باپ اور معلم سے بیس برس تک سننے سے افضل ہے کیونکہ عارف تمہاری روح کا ادب آموز ہے اور دوسرے تمہارے نفس کے۔ اور جب عارف کی مجلس میں اغیار میں سے کوئی آجاتا ہے تو عارف سے کہا جاتا ہے کہ اسوقت تو اپنی فکر کے خزانہ سے خراج کر اور جو کچھ تیرے قلب کے خزانہ میں ہے اسکو ڈھانک دے اور جب تیری مجلس کے خاص لوگ آجائیں اور اُنکے ساتھ اُنکے دل بھی ہوں تو اس خزانہ کو کھولنا۔ اور جس نے تمہارے جسم سے تلو کو سیراب کیا اُس نے تم پر ظلم کیا اور جس نے تمہارے نفس سے تلو کو سیراب کیا اُس نے تم پر ظلم کیا اور جس نے تمہاری عقل سے تلو کو سیراب کیا اُس نے تم پر ظلم کیا مگر جس نے تمہارے قلب کی شراب تلو کو پلائی اُسی نے تمہارے ساتھ دوستی کی۔

اور علوم یقین میں ایک تو سلوک کا علم ہے اسکا ظاہر کر دینا واجب ہے، دوسرا کشف کا علم ہے اسکا ظاہر کرنا کبھی غیر مباح ہی ہوتا ہے اور تیسرا باطن کا علم ہے اسکا ظاہر کرنا کبھی جائز نہیں ہے۔ اور افعال خلق کی کیفیت کے کتب پر اور اسکی مکنونات کی تدبیر کے اسرار پر اور اسباب کے باہمی لگاؤ پر مطلع ہونا اور ان میں جو حکم جاری ہوں انکی وجہ کو سمجھنا اور ان کا اور ان کے اوصاف اور انکی نسبتوں کا تحقیقی علم ہونا جنس بشر کے لئے متعذر ہے البتہ میں انکی نمین کتاب جو اللہ تعالیٰ کے نور سے موید میں پس ہمیشہ نفوس بشریہ ان چیزوں کے علم کے جو یار ہتے ہیں اور جب اس انداز سے کہ انکی طبیعتوں میں امور ظنیہ یا خیالیہ یا وہمیہ یا تجربیہ یا تقلیدیہ کی ترکیب سے یہ باتیں ان پر روشن ہوتی ہیں تو حجت سے وہ انکے علم کا ادعا کر بیٹھتے ہیں حال آنکہ وہ غلط ہوتا ہے اور کوئی بندہ کسی عمل کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہیں ہوتا مگر اسکی نسبت پکارا جاتا ہے کہ اس بندہ کا قلب کہاں ہے جو ان اسکا قلب ہو دہین اس کا دیوان عمل قائم کرو۔ اور اہل دوزخ پر خست کی خرومی کے عذاب سے بڑھ کر اور کوئی عذاب نہ ہوگا۔ اور عارف جب اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے تو انسان کی جو چیز سے پہلے اسکا جواب دیتی ہے وہ روح ہے پس اگر وہ عوارض سے بچی ہوئی ہے تو عارف کے ساتھ ہولیتی ہے ورنہ واپس چلی آتی ہے اور اہل عصمت کے سوا باقی آدمیوں کی تشکیلیت جیسی ہیں اسلئے جو ان پر بڑھ کر اسنے انکو پوجا اور جس نے ان سے منہ پھیر لیا اسنے اللہ تعالیٰ کو پایا۔ اور جب موسیٰ علیہ السلام کے سایہ میں شتر آدمی سماے اور انھوں نے ربانی کلام سنا تو کیا محمدی سایہ میں سات لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ سما سکیں گے حال آنکہ ان میں سے بعض بواہوس ہی تھے اور ان میں سے

سب نے پہچانا ہے اور کیا ہی عزیز الوجود اس گروہ کی راہ ہے اور کیسے عزیز الوجود اس کے طالب ہیں اور کس قدر کیا اب اس کے بانیوں نے ہیں اور کتنے نایاب وہ ہیں جو اس کے پالنے کے بعد اس پر تلامذہ قدم رہتے ہیں۔ اور جب مرید صادق عارف کی مجلس میں پہنچتا ہے تو چہرہٴ سمنوں سے اس کا کلام سنتا ہے۔ اور جو کچھ تیرے قلب کے لوح میں ہے وجود اس کو ہمیشہ پیش کرتا رہتا ہے اور اُس میں لکھتا رہتا ہے۔ اور عارف کی مراد یہ ہوتی ہے کہ مرید عالم غیب میں تکی سے ٹکڑے صحت میں آئے گو مرید کو اس کی خبر نہ ہو۔ اور عارف خلق سے باتیں کرتے ہیں گروہ حق کے ذریعہ سے حق کے ساتھ ہوتے ہیں جیسا کہ ابوالقاسم جنید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اُنہوں نے کہا تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے تیس سال ہو گئے مگر لوگوں کا گمان یہ ہے کہ میں اُن کے ساتھ کلام کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ جن اعمال میں وہ مصروف ہوتے ہیں اُن کی وجہ سے کوئی مرید اُن کے حکم کے تحت میں داخل ہونے کی سکت نہیں رکھتا اور اگر وہ اپنے کمزور میں سے کوئی لکھ لے اس پر ڈال دین تو وہ سیہ کی طرح بکھل جائے۔ اور بندہ کا عمل تو لانا نہ جائیگا مگر جب تجلیات کے انوار سے عاری ہوگا اور اگر انوار تجلیات کا لباس اُس کو پہنایا جائے تو اُس کے عمل کی سالی میزان میں نہوگی۔ اور جنس مردانہ خدادہ میں جتنکے لئے مقام کی صورت کٹری کیجاتی ہے اور بعض مقام کو شاہدہ کرتے ہیں اور بعض کو مقام کی لذت محسوس ہوتی ہے۔ اور جو شخص اپنے نفس کے خزانہ سے تملک کچھ دے اُس سے کچھ بھی نہ قبول کرو اور جو اپنی عقل کے خزانہ سے کچھ

عہ یعنی آگے پیچھے دایمیں بائیں شیخے اور ۱۲



پیش کرے اُسکو اُس مقدار سے کہ اُسکی عقل کو نورِ حکمت سے لگا ہو قبول یا ترک  
 کروا درجہ اپنے قلب کے خزانہ سے تمکو کچھ عطا کرے اُسکو قبول کرو اور زیادتی کے  
 طالب ہو اور ہمیں سے ذرہ بھی واپس نہ کروا درجہ شخص اپنے غیب کے خزانہ سے  
 تمکو کچھ بخشے تو وہ ایسا گنج گرانمایہ ہے جس پر لوگ جان دیتے ہیں۔ اور دنیا کی طرف  
 بُلانے والا تمکو تمہاری خواہش و میلان کی چاٹ پُر بلاتا ہے اور آخرت کی طرف  
 بُلانے والا تمکو وہاں بلاتا ہے جہاں سے تم ہاگتے اور جبکہ تم ناپسند کرتے ہو اور  
 حقیقت کی طرف بلانیو والا تمکو وہاں بلاتا ہے جہاں تم فنا ہو جاؤ گے اور تمہاری قوم  
 باقی نہ رہے گی اسی لئے نفس پہلے کی فوراً مرسن لیتے ہیں اور دوسری کی  
 بدشواری سنتے ہیں اور تیسرے کی سننے سے رُکے رہتے ہیں مگر جب پوشیدہ  
 عنایت ہوتی ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ تیرے لئے تیرے بے زبان اعضا کو یا  
 بے زبان موجودات کو گویا کر دے تو تجھے وہی باتیں کہیں جو عارف کہتا ہے۔  
 اور الدین یہ نہیں چاہتا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے لکے ہوئے صحیفے لیکر جاؤں  
 میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ اُسکے پاس ایسے دل لیکر جاؤں جنکو میں اُسکی طرف  
 کھینچنا اور اُسکے پاس کی نعمتوں پر نائل کرنا اور اُسکو اُنکا محبوب بنانا ہوں۔ اور  
 حجاب سے بڑھ کر حجاب سے حجاب ہے۔ اور عارف اگر نعرہ مارے تو اُسکی آواز  
 دنیا میں نہ سمائے۔ اور اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ علم حقیقی تک نہ پہنچے مگر وہی موجود  
 کے مشاہدہ سے اپنے قلب کو الگ کر لے۔ اور اگر کوئی موجود اپنے اُس وجود  
 کے ساتھ جو حقیقت میں ہے ذکر کیا جائے تو انوارِ توحید اُسے جلا ہی ڈالیں اور  
 اُسکا وجود ذرہ ذرہ ہو جائے گویا اُسکا وجود تباہی نہیں اور جس شخص غیب کی نسبت

ٹیک ٹیک کانٹے کی تول گنگو کرے اُس سے کسی کو کچھ اخذ کرنا درست  
 نہیں ہے مگر اُسی کو جو مردانِ خدائین سے قوت والے ہیں اور جو شخص غلبہ کی  
 نسبت دیسا ہی کلام کرے اُس سے مردود کو اخذ کرنا اور سالکوں کو فائدہ اُٹھانا  
 درست ہے۔ اور گویا حق تعالیٰ اپنے بندگانِ عارفین سے فرماتا ہے کہ میرے بندوں  
 کو میری طرف سے میری محبت پہنچا دو اور اُنکو میری راہ صاف کر کے بتا دو تو میں  
 تمہارے لئے وہ حسات لکھوں گا جنکو تم اعمال سے حاصل کر سکتے ہو اور نہ اپنے  
 عمدہ احوال سے۔ اور تمہارا یہ وجود بشری تمہاری چشم بصیرت کے لئے خس و  
 خاشاک ہے پس اگر تمہاری بشریت کی آنکھ سے یہ خس و خاشاک دور ہو جائے  
 تو اُسے اپنا پانی اور اپنی چراگاہ دکھائی دینے لگے اور اپنی بہبودی در راہ راست  
 کو دیکھنے لگے۔ اور ہر زمانہ کے لوگ مختلف آوازوں سے محبت پیش کرتے ہیں  
 اور اُنہیں سے سچے صاحبِ حق اور پہونچنے والے نہوڑے ہوتے ہیں۔ اور اس  
 راستہ کی حقیقت یہ ہے کہ تم نفلس اور ہمیشہ اعلیٰ کے طالب رہو اور جہانِ تمنے  
 گمان کیا کہ تم پہونچے تو نہیں پہونچے اور جہانِ تم گمان کیا کہ تم کامیاب ہووے تو نہیں  
 کامیاب ہووے اور جہانِ تم گمان کیا کہ تمنے اپنے لئے کوئی حال حاصل کیا تو  
 تمہارا کوئی حال نہیں ہے۔ اور عارفِ رات اور دن میں سو مرتبہ زنگ بدلتا ہے اور  
 عابدِ بیسویں ایک ہی حالت پر رہتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ عارف دائرہ تصرف کی نظر  
 اور عابد دائرہ تکلیف کی طرف مائل ہے۔ اور کشائش کی نشانی یہ ہے کہ سب لوگ  
 سوتے نظر آئیں۔ اور جب عارف دنیا میں نعرہ مارتا ہے تو حقائق اُنکے لئے لا اظہار  
 میں نعرہ مارتے ہیں اور اگر وہ خاموش رہیں تو اُنکے حقائق خاموش نہیں رہتے۔

اور جنت کی ہر سہتی اللہ عزوجل کے غیبیوں میں سے ایک غیبی ہے۔ اور اس معاملہ  
 (تصوف) کی ابتدا سنا اور تصدیق ہے۔ بعد ازاں سمجھنا اور تحقیق ہے اور اسکے بعد  
 شہود و تحقیق ہے۔ اور یہ سیدی ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کے اس قول پر کہ ”زہے  
 نصیب اُسکے جس نے مجھے دیکھا یا جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا یا جس نے میرے دیکھنے والے  
 کے دیکھنے والے کو دیکھا“ کہتے تھے کہ دیکھنے والے تین قسم کے ہوا کرتے ہیں۔  
 مخجوب۔ ناقد۔ اور وارث۔ پس مخجوب دیکھنے والا ہے اُسکا کچھ اعتبار نہیں اور  
 جزا نہ دیکھنے والا ہے وہی یہاں مراد ہے اور جو وارث دیکھنے والا ہے وہ وہی  
 کہہ سکتا ہے جو یہ کہتے ہیں۔ اور ہر موجود تسبیح کرتا اور اپنی تسبیح میں کہتا ہے کہ میں اپنے  
 خالق کو اس سے مبرا جانتا ہوں کہ میں اُسے اور اک کر سکوں۔ اور جب تمہارے لئے  
 آسمان میں منادی کر دی گئی کہ آسمان والے تم کو پہچان لیں تو تم کو اسکی کیا پروا ہے کہ زمین  
 میں منادی کیجائے کہ کوگ تم کو پہچانیں اور جو شخص تم سے ناواقف رہے گا وہ اپنا حصہ  
 جو تم سے اُسکو ملتا کو بیگا پس اپنے آپ کو فریبہ پر بخانیکا نہ کہو۔ اور اگر خاص عام کے رہتے  
 پر پڑے تو وہ جل جائیگا مگر اُس صورت میں کہ اللہ عزوجل کے حکم سے متزلزل واقع ہو۔  
 اور جسے تصوف کی تشریح کی وہ صوفی نہیں ہے اور جسے تصوف کو نظمن رکھا وہ بھی  
 صوفی نہیں ہے تصوف تو بس یہ ہے کہ بندہ تصوف سے غائب ہو جائے۔ اور یہ اپنے  
 مربیوں سے کہا کرتے تھے کہ جو شخص تم کو اپنے حضور قلب کا شرف نہ سنائے اُسکو اکثر عظیم  
 تک پہنچ جانے کی خوشخبری نہ سنا دو اور ان کا قول ہے کہ بعض کلمہ کے تحت میں  
 ایک ہزار کلمے ہیں اور بعض کے تحت میں ایک لاکھ اور بعض کے تحت میں دریا ہیں  
 جتنے فطرت کا احاطہ نہیں ہو سکتا اور جکی بڑی غایات کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ اور ہر مومن کا

قلب اُسکے جسم کے لئے شب قدر ہے اور ہر سال کی شب قدر اُس سال کا قلب ہے۔ اور مرید و قسم کے ہوتے ہیں ایک نوہ کہ جو کچھ تعلیم کر لیا ہے اُس کو پہنچتا ہے اُس کو قبل اسکے کہ وہ اُسکے قلب تک پہنچے اپنی عقل سے جانچ لیتا ہے اور دوسرے جو اُس کو عقل سے نہیں جانچتا بلکہ بادی الہیہ سے قلب تک پہنچا دیتا ہے اور یہ نفع سے قریب تر ہے اور بھلائی و دونوں میں ہے۔ اور نفس جیسا کہ لوگوں میں آتا ہے تو انکو اذکار کی زیادتی اور طاعنوں کے حاصل کرنے سے روکتا ہے اور جب عارفوں کے بیچ میں آتا ہے تو انکو شہادت لذیذہ اور اوپر کے درجوں پر ترقی کرنے سے مانع ہوتا ہے پس نفس و دونوں گروہ کو چلنے سے روکتا ہے اور آغاز توحید میں نفس کو کھانسی لگا کر ڈال دی جاتی ہے تاکہ اپنے سارے وجود و نفس سے باز آئے اور اعلیٰ ترین جام وہی ہے کہ جسکو ملے وہ اُسے تنہا نوش جان نہ کرے۔ یہاں تک میں نے انکے کلام انتخاب کیا ہے۔ خدا ان سے راضی و خوشنود رہے۔

(۲۹۱) عارف باللہ تعالیٰ شیخ محمد بن عبد الجبار رضوی رحمہ اللہ

چوتھی صدی کے بزرگوں میں سے تھے لیکن ہم نے اتفاق سے انکا ذکر بیان کر دیا گو ہم نے اولیاء اللہ کے ذکر میں ترتیب زمانی کا التزام نہیں کیا ہے۔ اس گروہ کے طریق کے متعلق انکا کلام بلند ہے یہ مواقف کے مصنف ہیں شیخ محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ وغیرہ نے ان سے نقل کی ہے۔ یہ سارے علوم میں امام ماہر تھے مواقف میں انکے جو کلام ہیں ان میں سے تھوڑے سے یہ ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ عارفوں کے دل کیونکر علین نہوں وہ مجھے دیکھتے ہیں کہ  
 میں جو عمل کی طرف نگاہ کرتا ہوں تو بڑے عمل سے کہتا ہوں کہ تو وہ صورت بن جا جس  
 صورت میں تیرا کرنے والا اگر ملیگا اور اچھے عمل سے کہتا ہوں کہ تو وہ صورت بن جا جس میں  
 تیرا کر نیوالا اگر ملے گا۔ اور عارفوں کے قلوب اور اک کی سطونوں سے لنگر علوم  
 کی طرف جاتے ہیں اور یہی اُنکا کفر ہے اور اسی سے اللہ تعالیٰ اُنکو منع فرماتا ہے۔  
 اور گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب عارف نے معرفت سے دل لگایا اور دعویٰ کیا  
 کہ اُس نے مجھ سے دل لگایا یا تو وہ جیسا خدا کے نہ بچا بننے سے بہاگا تھا دیسا ہی  
 بچا بننے سے بہاگا۔ اور گویا حق تعالیٰ عارفوں کے قلوب سے فرماتا ہے کہ ساکت  
 و صامت رہو تا کہ بچا نہ ہو اور اگر تم نے مجھ تک پہنچنے کا دعویٰ کیا تو تم اپنے دعویٰ  
 کے باعث حجاب میں ہو اور جو وزن تمہاری مذمت کا ہو گا وہی وزن تمہاری معرفت  
 کا ہو گا کیونکہ تمہاری تکمیل میں تقانون کو دیکھتی ہیں اور تمہارے دل ابد کو دیکھتے ہیں  
 پس اگر تم سے یہ ہو سکے کہ اقدار کے پیچھے رہو تو افکار کے پیچھے تو رہو۔ اور جس طرح  
 تم حکمت کا قصد کرنا لوں گے منہ سے حکمت سیکھتے ہو اسی طرح اُس سے غافل  
 رہنے والوں کے منہ سے بھی سیکھو کیونکہ تم اللہ وحدہ کو غافلوں ہی کی حکمت میں  
 پاؤ گے نہ کہ قصد کرنا لوں کی حکمت میں۔ اور معرفت کا حق یہ ہے کہ عرش و حلالان  
 عرش اور جو اسیر حاوی ہیں یعنی ہر ذی معرفت کو اپنے حقائق ایمان سے یہ کھٹے ہو  
 مشاہدہ کرو کہ اُسکی جیسی کوئی چیز نہیں ہے اور وہ یعنی عرش اپنے رب سے حجاب میں  
 ہے پس اگر اُسکا حجاب اُٹھا دیا جا دے تو چشم زون میں یا اُس سے ہی کم میں سارا عالم  
 جل جاے۔ اور تم اپنے مقام کو نہ چھوڑو ہر چیز مائل ہوگی اور تمہارا مقام نہیں ہے

مگر اللہ تعالیٰ کی رویت پس جب تم اُسکی رویت پر مداومت کرو گے تو ابد کو بلا عبارت  
 دیکھو گے کیونکہ ابد میں کوئی عبارت ہی نہیں ہے اسلئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اوصاف  
 میں سے ایک وصف ہے لیکن جب ابد نے تسبیح کی تو اللہ تعالیٰ نے اُسکی تسبیح سے  
 رات اور دن کو پیدا کیا۔ اور جب تم نے کسی بھائی کو چن لیا تو جو کچھ اُسکا ظاہر ہو اُس میں  
 تم اُسکے ساتھ رہو اور جو کچھ اُس نے چھپایا ہو اُس میں اُسکے ساتھ نہ رہو کیونکہ یہ تم سے الگ  
 اُسکا ایک راز ہے پس اگر وہ اُسکی طرف اشارہ کرے تو تم بھی اشارہ کرو اور اگر اُسکو  
 صاف بیان کر دو تو تم ہی صاف بیان کرو۔ اور گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا خاص اسم  
 اور میرے اسماء تیرے پاس میری امانت ہیں انکو نہ نکال در نہ میں تیرے قلب سے  
 نکل جاؤنگا اور جب میں تیرے قلب سے نکلاؤنگا تو وہ قلب میرے غیور کو پوچھے گا  
 اور پہچانتے کے بعد مجھے نہ پہچانے گا اور اقرار کے بعد مجھے نہ جانے گا اسلئے نہ میرا  
 نام بتاؤ نہ میرے نام کا معلوم بتاؤ نہ اُس سے باتیں کرو میرا نام جانتا ہے اور نہ یہ  
 کہہ کر جو شخص میرے نام سے واقف ہے اُسکو تو نے دیکھا ہے اور اگر کوئی بیان  
 کرنے والا میرے نام کے بارہ میں تجھے کچھ بیان کرے تو اُسکی سن لے اور  
 اُس سے اپنی نہ کہہ۔ اور جس گناہ سے اللہ عزوجل غضب میں آتا ہے اُسکی عداوت  
 یہ ہے کہ اُسکے بعد گناہ کر نیوالے میں دنیا کی رغبت پیدا ہو اور جو دنیا کا راغب ہو اُس  
 نے اللہ عزوجل سے کافر ہونے کا دروازہ کھول لیا کیونکہ گناہ کفر کے قاصد ہیں  
 اور جو شخص اُس دروازہ میں داخل ہوا اُس نے کفر میں سے اُس قدر لیا جس قدر وہ  
 داخل ہوا واللہ اعلم۔ اور اپنے مختصر الموقف میں انکے کلام میں سے  
 بہت کچھ بیان کیا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

## (۲۹۲) شیخ ابو الفتح واسطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ممالک محروسہ مصر کے بلاد غریبہ کے شیخ المشائخ تھے۔ یہ سید احمد بن رفاعی کے ساتھ رہنے والوں میں سے تھے۔ مگر انہوں نے انکو شہر اسکندریہ کی طرقت جانیکا حکم دیا اسلئے یہ وہاں گئے اور بے انتہا لوگوں نے ان سے طرقت حاصل کی جنہیں شیخ عبد السلام قلیبی شیخ عبد اللہ بنساجی۔ شیخ ہرام دمیڑی۔ شیخ جامع الفضلین دنوثری شیخ علی لمبی۔ شیخ جمال الدین بخاری۔ شیخ عبدالوہاب و شیخ عبدالعزیز دیرینی اور انکے انشاں ہی ہیں اور یہ اس مصیبت میں مبتلا تھے کہ لوگ انکا انکار کرتے تھے۔ اور اسکندریہ میں لوگوں نے انکے خلاف میں مجلس منعقد کی اور انہوں نے دلیل سے انکو معقول کر دیا۔ اور مسجد جامع العطاس میں کانٹیل سب سے زیادہ انکے خلاف تھا مگر ایک دن وہ منیر پچا چکا تھا اور اسکے سامنے اذان ہو رہی تھی کہ اُسے یاد آیا کہ میں ناظاہر ہوں اُسیوقت شیخ ابو الفتح نے اپنی آستین اُسکے سامنے بڑھا دی اور وہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک گلی ہے جس میں درہ چلا گیا وہاں اُسے پانی اور لوٹا ملا۔ چنانچہ وہ نہا کر باہر آیا اور منبر پر بیٹھا بس جب فسخ نے اسطرح اُسکا پردہ کھینچ لیا تو وہ معتقد ہو گیا اور انکے بزرگترین اصحاب میں سے ہوا۔ شیخ نے فرشتہ پانچ سو اسی ہجری کے قریب جامع ہستی اُتار دیا اور اسکندریہ میں مدفون ہوئے جہاں ان کا مزار ظاہر ہے لوگ اُس کی زیارت کرتے ہیں۔

## (۲۹۳) شیخ علی ملیحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

شیخ ابو الفتح کے جٹکا ترجمہ ابھی گذرا اصحاب میں سے تھے۔ یہ سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ کے ہم عصر تھے۔ اور سید احمد بدوی رضی اللہ عنہ کا معول تھا کہ جب عبدالعال جٹ کو کسی کام کے لئے بھیجتے تو ان سے کہہ دیتے کہ جب تم جمنار و درہ پور پختوانہ اپنے جوتے اُتار لینا وہاں ملیحی کے ڈیرے پڑے ہوئے ہیں۔ اور سید احمد رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سمٹا تھا جو ان کے یہاں تیسرا کام کیا کرتا تھا اُس کو علی رضی اللہ عنہ نے بلوایا اور زیادہ مزدوری دینے کی ترغیب دی۔ وہ ملیحی کو روانہ ہوا مگر جب وہاں پہنچا تو اُس کا ایک ہاتھ اکڑ کر گر پڑا۔ علی رضی اللہ عنہ نے اُس کو اُٹھالیا اور اپنا ٹھوک لگا کر اُس کو چپکا دیا تو وہ جڑ گیا اور سید احمد رضی اللہ عنہ کو مذاق کے طور پر کہلا بیجا کہ تم توڑتے ہو اور ہم جوڑتے ہیں۔ ہر سال سید احمد رضی اللہ عنہ کے مولود سے ایک جمعہ پیشتر ان کا مولود ہوا کرتا جو جبین بڑا جمع ہوتا ہے اور لوگوں کو کبوتر وغیرہ بہت بکھرتے ہیں۔

## (۲۹۴) سیدی عبدالعزیز دیرینی رضی اللہ عنہ

یہ شیخ علامہ زاہد دہلوی صاحب حالات فاخرہ و احوال شریفہ و کرامات مشہورہ تھے۔ ان کی بہت سی تصنیفیں تھیں فقہ کفایت تصوف وغیرہ میں ہیں



اور ان کی نظیم بہت اور تمام شایع ہیں۔ بہت سے علما ان کی صحبت میں رہ کر فیضیاب ہوئے۔ اور یہ ملک مصر کے زراعتی علاقہ میں رہا کرتے تھے۔ اور تمام اطراف کے لوگ ان سے برکت حاصل کرنے کو آیا کرتے تھے۔ اور مصر سے مشکل مشکل مسئلے ان کے پاس بھیجے جاتے تھے اور یہ ان کے عمدہ ترین جواب دیتے تھے۔ یہ علی علیہ رضی اللہ عنہ کی ملاقات کو بہت جایا کرتے تھے ایک دن علی علیہ رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے ایک چوزہ ذبح کیا جسکو انہوں نے تناول کیا اور علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے ضرور ہوا کہ آپ کے ساتھ اسکا بدلہ کروں انہوں نے کہا کہ اچا ایک دن آپ ہی میری دعوت کیجئے۔ چنانچہ انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کے لئے ایک چوزہ ذبح کیا۔ جس سے ان کی بی بی بخیدہ ہوئیں۔ اور جب وہ چوزہ پک کر آیا تو علی رضی اللہ عنہ نے ”ہشش“ کہا اور وہ چوزہ اٹھ کر چلنے لگا۔ اور علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بخیدہ متو کہو شور باہی کافی ہے۔ اور عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے فقرہ کی ایک جماعت نے کرامت طلب کی تو عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ مر سیے پو! کیا کوئی کرامت اس سے بڑھ کر ہو سکتی ہے کہ باوجود اسکے کہ ہم اس قابل ہیں کہ زمین میں دھسا دئے جائیں اس پر بھی اللہ تعالیٰ ہم کو زمین پر روکے ہوئے ہے اور ہمیں دھسا تا۔ انہوں نے ۶۹۷ھ چہ سو ستا نوے ہجری میں اس دارنا بآبادار سے سفر کیا اور انکی قبور دیرین میں ہمارے وقت تک ظاہر ہے اور لوگ اُس کی زیارت کرتے ہیں۔



## (۲۹۵) شیخ عبدالعزیز بن ابی جبرہ اندلسی مزی رحمہ اللہ

امام پیشوا کے ربانی - مصر چلے آئے تھے - اور جامع المقسم کی سیدہ  
میں انکا تکیہ ہے - یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کے پابند اور صاحبِ حالت اور  
عبادت پر متقل تھے - اور اخلاص اور موت کے لئے آمادگی اور لوگوں سے بھاگنے  
اور کنارہ رہنے میں بہت مشہور تھے - صرف جمعہ میں لوگوں کے نزدیک آتے  
تھے - اور جب انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالتِ بیداری  
میں دیکھتا اور اُن سے دو بدو باتیں کرتا ہوں تو لوگ انکے منکر ہو گئے اور بیض آدمی  
انکے خلاف میں اُٹھ کھڑے ہوئے - اسلئے یہ خانہ نشین ہو گئے اور مرتے دم  
تک باہر نہ نکلے - انہوں نے ۷۷۷ھ چہ سو پچتر ہجری میں قبر کو آرام گاہ بنایا -  
میں کہتا ہوں کہ ابن ابی جبرہ ایک اور بین جنگ نام احمد تھا - انہوں نے  
کتاب مدو نہ علی مذہب الامام کو حفظ کیا تھا اور ۹۹۷ھ باخبر  
شانوے ہجری میں بقیام مرسیہ وفات پائی

## (۲۹۶) شیخ عبدالعزیز بن محمد بن عثمان مریضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ امام پیشوا - واعظ - مفسر اور فقیہ و تصوف میں بڑے سرکردہ لوگوں میں سے  
تھے - مصر میں آکر انہوں نے وعظ کیا اور شہر دن میں ان کی شہرت ہوئی اور

تونس میں ۱۹۱۷ء چہ سوانہتر ہجری میں تضاکی - یہ امتحان میں مبتلا ہوئے اور  
 علمائے ان کی تکفیر کا فتویٰ دیا مگر جب اسکا ان پر کچھ اثر نہ ہوا تو حیلہ کر کے ان کو  
 مرداد الا -

(۲۹۷) شیخ عبدالحق بن سبعین مرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دین کے قطب - بڑے بزرگوں میں سے تھے - پچپن سال کی عمر میں ۱۲۶۷ھ حیدر  
 سرحد ہجری میں بمقام مکہ شرف راہی ملک بقا ہوئے -

(۲۹۸) شیخ محمد قونوی صوفی رحمہ اللہ تعالیٰ

ابن العربی رضی اللہ عنہ کے ساتھی - ان سے سورہ فاتحہ کی تفسیر  
 ایک مجلد میں ہے اور دوسری تصنیفیں بھی ہیں - کچھ ادھر ساٹھ سال  
 کی عمر پائی اور ۱۲۷۷ھ چہ سو بہتر ہجری میں قونہ میں وفات پائی اور  
 یہ وصیت کی کہ ان کا تابوٹ اٹھ کر دمشق جاے اور شیخ محی الدین ابن العربی  
 کے پاس جو ان کے پیر تھے دفن کیا جاے مگر ایسا نہ ہوا - اور مرتے دم تک  
 لوگ ان کے منکر رہے -

## (۲۹۹) شیخ محمد عبدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فاسی بجرہ مصری مالکی مذہب اور ابن الحاج مشہور تھے۔ یہ عالم نیکو کار اور لوگوں کے مقتدی تھے۔ اور ابو عبد اللہ بن ابی جمرہ کے جٹکا ذکر اور پرگذا اصحاب میں سے تھے۔ یہ کتاب المداخل فی الحوادث والبلدع کے مصنف ہیں۔ تقریباً انتی سال زندہ رہے اور ۳۷۷ھ میں فوت ہوئے

## (۳۰۰) شیخ ابراہیم جعفری رضی اللہ عنہ

ابن معضاد ابن شداد۔ عابد زاہد صاحب احوال غریبہ و مشکافات عجیبہ تھے۔ انکے وعظ کی مجلس سامعین کو خوشوقت کرتی اور گنہگاروں کو کمینچر لاتی تھی۔ اپنی وفات سے پہلے اپنی موت کی خبر دے دی اور اپنی قبر کی جگہ بتادی تھی۔ اور کہا تھا کہ ”اے قبیری تیرے پاس دُکھو آیا“ (یعنی ذلیل قبر تیرے پاس ذلیل بڑھتا آیا) یہ جب چاہتے تھے تو اہل مجلس کو عین گریہ کی حالت میں ہنسا دیتے اور عین خندہ کی حالت میں رُلا دیتے تھے۔ اور اہل مجلس کے بیچ میں ٹل ٹل کر دُعظ کہتے تھے اور انکی ایک مرید تھی کہ جب یہ مصر میں دُعظ کہتے تھے تو وہ ہر زمین اسوان سے جو اتھمائی صحیحہ میں واقع ہے سن کرتی تھی۔ چنانچہ یہ ایک دن وعظ کر رہے تھے اور لوگ رُورہے تھے کہ انہوں نے کلام موزون میں کہا کہ ”وہ دریمچہ میں بیٹھی ہے

اور کتا گوند ہوا آٹا کما رہا ہے۔ ہاں بے گتے کہا اور مزے کر۔ آٹے کا کوئی والی وارث نہیں ہے۔“ اسپر اُس عبور نے جو مکر دیکھا تو کتا اُسکا آٹا کما رہا ہے۔ لوگوں نے اس واقعہ کی تائید لکھ رکھی اور وہاں سے اسکی تصدیق ہوئی۔ آٹکے اصحاب میں سے شیخ کمال الدین بن عبدالظاہر تھے جنکی قبر کی صغید میں لوگ زیارت کرتے ہیں۔ اور وہ ایک دن وعظ کہہ رہے تھے اور لوگوں پر گریہ طاری تھا کہ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ تم ہی میرے ساتھ ”شفع بفع یا اللہ یقع یہ کہو۔ چنانچہ خبر آئی کہ مذہب مالکی کا قاضی قلعہ مصر کے دروازہ مدبرج سے اُترا آتا تھا کہ گرا اور اُس کی گردن ٹوٹ گئی۔ اور خبر ملی کہ لوگوں نے اسلئے ایک مجلس منعقد کی تھی کہ ان کو وعظ کئے سے روکا جاوے اور لوگوں نے کہا تھا کہ یہ قرآن و حدیث میں اعراب کی غلطیاں کرتے ہیں۔ مگر اور تینوں مذہب کے قاضیوں نے تامل کیا اور مالکی مذہب کے اُس قاضی نے ان کے روکنے کا فتویٰ دیا۔ آخر ان تینوں قاضیوں نے حاضر ہو کر شیخ کے بانوں کو بوسہ دیا اور کہا کہ اگر ہم آپ کے بارہ میں کوئی فتویٰ دیتے تو ہم سب کے سب ہلاک ہو جاتے۔ اسپر شیخ نے کہا کہ ہم غلطیاں نہیں کرتے تمہاری سماعت ہی غلطی کرتی اور باطل و ناراست سنتی ہے۔ یہ سلطان مصر کو خطوط میں ”از جانب ابراہیم جمہری بطرف سب زویری“ لکھا کرتے تھے اور سلطان کہتا تھا کہ لکھو میرا وہ نام کس نے بتلادیا جو میرے ملک میں میرا تھا و اللہ بہاں آنے سے پہلے اپنی دیس میں میرا ہی نام تھا۔ اس بنا پر عالموں نے ایک مجلس منعقد کی اور شیخ کو سزا دینے کا فتویٰ دیا۔ شیخ نے ان علماء اور وزیر سلطان کا پیشاب بند کر دیا اور ان لوگوں سے کوئی تدبیر نہ آئی۔ آخر سب نے اکر شیخ سے معافی چاہی۔ شیخ نے ان سے کہا کہ

میرے لوٹے سے استنجا کو چنانچہ ان سب کا حرج جاتا رہا۔ اور ایک نصرانی نے  
 انکے اصحاب کی ایک جماعت کو تنگ کیا۔ شیخ نے اُسکو کہلا بھیجا کہ اگر تمہنے دوبارہ  
 اُنکو ستایا تو میں اپنے اس قلم پر ضرور قلم دوں گا۔ نصرانی نے اپنے دل میں کہا کہ انکے  
 قلم دینے سے میرا کیا ہوگا۔ آخر ادھر انہوں نے قلم کو قلم دیا اور نصرانی کا سر قلم  
 ہو گیا۔ یہ ظالمون اور حاکمون کے حق میں دیکھتی ہوئی آگ اور بھلائی کے سخت  
 آمر تھے۔ انکی بہت سی نظمیں اور مفسرین و مسیح خرمین اور صوفیانہ و شطھی کلام ہیں سلسلہ  
 چہ ہستاسی کے محرم بین فوت اور باب النصر کے باہر اپنے تئیکہ میں فن  
 ہوے۔ جہاں ان کی قبر ظاہر ہے اور لوگ اُسکی زیارت کرتے ہیں۔

## بِالْحَمْدِ لِلَّهِ

خاتمہ اس دور کے حصہ کا ترجمہ بتاریخ اونیسیوسین ربيع الثاني ۱۳۲۲ھ مطابق  
 ۱۴ جولائی ۱۹۰۴ء روز پنجشنبہ بہ مقام حیدر آباد دکن اختتام کو پہونچا۔  
 اور بتاریخ ۲ جون ۱۹۱۱ء مطبع شمسی میں محمد بشیر الدین خان  
 مالک و مینجر مطبع کے اہتمام سے بفرایش حضرت سترجم شہر اکبر آباد میں  
 حلیہ طبع سے آراستہ ہوا۔

# غلطنامہ لغت عظمیٰ حصہ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۳	رحمۃ اللہ	رحمۃ اللہ	۳۰	۵	مین ے	مین
۲	۱۰	ابتداء	ابتداء	۶	۶	مین کہا	مینے کہا
۲	۷	وعدہ وعید	وعدہ وعید	۳۴	۴	پہلے	پہلے
۴	۱۳	ذیوری	ذیوری	۸	۸	آرزو دن	آرزو دن
۲	۱۰	اور ہے	ہے اور	۳۵	۱۳	عذلت	عذلت
۷	۱۶	علمون بن	علمون	۳۶	آخر	سوسلی	سوسی
۷	۱	رحمۃ اللہ	رحمۃ اللہ	۱۵	۱۵	اسکو اسکے	اسکو
۸	فٹ نوٹ	سوسن	سوسن	۳۷	۳	فالو	قالوا
۱۰	۱۰	ابتداء	ابتداء	۱۵	۱۵	یہی کہ	یہ
۱۱	۱	آدمی	آدمی	آخر	آخر	گزر ہے	گزرے
۱۲	۱۳	روز شب	روز شب	۳۸	۱۵	بہر ہی	بہر ہی
۱۲	۱۷	عظمت ہے	عظمت ہے	۳۹	۲	مان	ان
۱۲	۱۳	الہ	الہ	۳	۳	اسکو	کہ اسکو
۱۵	۶	ستون ہین	ستون ہین	۴۲	۷	تین تین	تین تین
۱۷	۱۳	دونوں	دونوں	۴۴	۳	مقامات ہین	مقامات ہین
۲۰	فٹ نوٹ	پارہ	پارہ کا	۴۸	۵	بازو دن	بازو دن
۲۳	۱۰	تیس سو	تیس سو	۴۹	۱۴	حیات	صیانت
۲۴	۳	ہمارے	تھمارے	۵۱	آخر	انود	اسود
۲۸	۱۲	خلاف	خلاف	۵۵	فٹ نوٹ	پہلا	پہلا
۲۹	۵	تجلی	تجلی	۵۵	۵۵	اوتنا	اڑتا ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۵	آخر	سہل	سہل	۹۷	۱۷	تیری	تیری
۵۷	اول	امام تھے	امام تھے	۱۰۰	۱۱	کے اٹھنا	کے اٹھنا
۵۷	آخر	وہ	وہ	۱۰۲	آخر سے دوسرے موت دے	موت دی	موت دی
۵۹	۴	کر	کر	۱۰۳	۱۲	کے ارادہ	کی ارادہ
۶۳	۶	کئے	کئے	۱۰۴	۱	تغیر	تغیر
۶۴	۱۴	ہجری	ہجری	۸	۸	منہا	منہا
۶۵	۱۲	م	م	۱۱	۱۱	مثلاً	مثلاً
۶۶	فٹ نوٹ	سورہ عرف	سورہ عرف	۱۰۵	۴	سالت	سالت
۶۸	۶	باطنی	باطنی	۱۰۷	۱۰	تب	تب
۷۴	۱۱	اسکی	اسکو	۱۰۸	۶	فیضاً	فیضاً
۷۷	اول	اقدار	اقدار	۱۱۰	۹	تیسوین	تیسوین
۷۸	۱۳	امک	امک	۱۱۳	آخر سے ۴	دیکھا ہے	دیکھا ہے
۸۰	۲	جادوگر	جادوگر	۱۱۵	۹	ہوتے	ہوتے
۸۱	۱۲	رہتا	رہتا	۱۱۷	۹	خلوس	خلوس
۸۳	۱۵	اخلاق	اخلاق	۱۱۹	۶	مراقبہ	مراقبہ
۸۷	۱۲	تہوڑی بلین	تہوڑی بلین	۱۲۳	آخر	بس	بس
۹۲	فٹ نوٹ	چسکارہ	چسکارہ	۱۲۵	۱۲۵	غیب	غیب
۹۶	۹	اشعار	اشعار	۱۲۸	آخر	دیتا ہے	دیتا ہے
۱۰۰	۱۳	عنیت	عنیت	۱۳۳	۶	قنسرین	قنسرین
۱۰۷	۵	خیزدن	خیزدن	۱۳۴	۱	بدایت	بدایت
۱۱۲	۱۲	ادکبار	ادکبار	۱۳۵	۱	ضابجی	ضابجی
۱۱۷	۱۲	نہ کبھی	نہ کبھی	۱۳۶	۱	رہگزرے	رہگزرے



صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۵	آخر	ماخوذ	ماخوذ	۱۵۷	۴	الجميع	الجميع
۱۳۷	نوٹ نوٹ کی	کسی	کبھی	۱۵۸	۶	تجلی	تجلی
۱۳۸	۳	انور	انوار	۱۶۰	۵	لمبی	لمبی
۱۳۸	۶	انضاد	انضاق	۱۶۱	۴	نور	نور
۱۳۸	۹	ہی	کی	۱۶۵	۲	جو	جو
۱۳۸	۱۰	پہننے کی	پہننے کے	۱۷۱	۲	باعت	باعت
۱۳۸	۱۳	دہین یہ	دہین	۱۷۱	۲	باعت	باعت
۱۳۹	۱	عالموں کے	عالموں	۱۷۱	۲	باعت	باعت
۱۳۹	۵	جیسا	جیسے	۱۷۱	۲	باعت	باعت
۱۳۹	۹	اعلم	علم	۱۷۱	۲	باعت	باعت
۱۳۹	آخر	صحو	صحو	۱۷۱	۲	باعت	باعت
۱۴۰	۴	حفوظ	حفظ	۱۷۱	۲	باعت	باعت
۱۴۱	۱۶	اٹھائے	اٹھایا ہے	۱۷۱	۲	باعت	باعت
۱۴۲	۱۰	جتنی	جتنی	۱۷۱	۲	باعت	باعت
۱۴۴	۹	نہیں	تھیں	۱۷۱	۲	باعت	باعت
۱۴۸	۷	سمندر	سمندر	۱۷۱	۲	باعت	باعت
۱۴۹	۳	دنا کے	دیا گئے	۱۷۱	۲	باعت	باعت
۱۵۳	۴	الذی تکانکو	الذی تکانکو	۱۷۱	۲	باعت	باعت
۱۵۵	۷	قلبعیت	قلبعیت	۱۷۱	۲	باعت	باعت
۱۵۵	۱۱	ربو الوفار	ربو الوفار	۱۷۱	۲	باعت	باعت
۱۵۶	۱۳	ہوتا ہے	ہوتا ہے	۱۷۱	۲	باعت	باعت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۴	۱۵	ترمین	ترین	۵	۶	غامضہ	غامضہ
۲۰۶	۳	لوگون کو	لوگون کا	۱۱	۱۱	سنت	سنت
۲۰۹	۷	بن منہ	بن موئے	۱۷	۱۷	قرب	قرب
۲۱۰	۹	نوجونون	نوجوانون	۲۳۶	۱۰	چاہے	چاہتے ہو
۲۱۱	۷	واسطہ	واسط	۲۳۹	۱۸	چھوٹا	چھوٹا
۲۱۴	۱۶	عدوت	عداوت	۲۴۰	۱۵	اطلاعت	اطلاعت
۲۱۷	۱۴	جاہتی	چاہتی ہے	۲۴۳	۹	مین مین	مین مین
۲۱۷	۱۴	پوجی	پوجا	۲۴۴	۱۲	انہین	انہین
۲۲۰	۹	برکاتیہ	برکاتہ	۲۴۶	۸	سوامین	سوامین
۲۲۲	۵	بات سے	بات سے	۲۵۴	۱۸	دریا	دریا
۲۲۳	آخر	بعض	بعض	۲۵۶	۶	وردغباتی	وردغباتی
۲۲۳	۱	اقدار	اقدار	۲۵۷	۱۶	رقوم	رقوم
۲۲۵	۳	ہدایت	ہدایت	۲۵۹	۱۸	مین تہی ہے	مین تہی ہے
۲۲۶	۵	ہلالت	ہلالت	۲۶۰	آخر	کھانا	کھانا
۲۲۶	۲	نہ کرنے	نہ آنے	۲۶۷	۸	بلا	بلا
۲۲۸	۱۷	ہوے	ہوئے	۲۶۷	۱۱	کرتے	کرتے
۲۳۰	۷	مین	مین	۲۶۸	۱۸	باریک موٹے	باریک موٹے
۲۳۰	۷	خطو	خطو	۲۶۹	۲	تہ بند	تہ بند
۲۳۱	۸	دیسع	دیسع	۲۶۹	۱۷	اعتبار کرتے	اعتبار کرتے
۲۳۱	۵	اور نہ ہر مین	اور نہ ہر مین	۲۷۱	۱۲	یہی ہے	یہی ہے
۲۳۲	آخر	لون	ہون	۲۷۱	۱۸	ہوئی	ہوئی
۱۳۵	۱	الوق	الوق	۲۷۴	۳	نہ کرد	نہ کرد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۴	۹	دشمن کا تو	*	۲۹۹	۶	شاہد من	شاہدین
۲۷۸	۱۶	مرے اول	میرے دی	۳۰۰	۴	کہاے	کیا ہے
۲۸۱	۱۲	رد خون	رد خون	"	۱۲	محملی لدین	محملی لدین
۲۸۲	۷	برس تھا	برس کا	۳۰۲	۲	عیوان	عیون
۲۸۳	~	۱۸۴	۲۸۳	"	۱۶	جلار	جلار
"	۹	معارضہ	معارضہ	۳۰۳	۱۸	اسمین سے	اسمین ہو
"	نوٹ نوٹ	جیسا عارت	جیسا کہ عارت	"	"	سی لاس	سی لاس
۲۸۶	۱۳	نہ چٹھا	چٹھا	۱۱	آخر	اسی شائر	اسکو شائر
۲۸۷	۱۱	ٹھہر ہے	ٹھہر ہے	۳۰۴	۵	اجرو	اجرو
"	۱۵	جکا	جکا	"	۱۸	قلب بے	قلب کے
۲۸۸	۱۱	تسے	تسے	۳۰۵	۱	اغراض	اغراض
۲۸۹	۶	مناروں کی	مناروں کی	۳۰۹	۶	بہتروں	بہتروں
۲۹۰	۹	انھوں نے کہ	انھوں نے کہا کہ	۳۱۰	۱۳	چاہتا ہو	چاہو
"	۱۷	جھاڑنے	جھاڑ دینے	۳۱۱	۱۷	دتمنی	دتمنی
۲۹۱	۹	کردینے سے	کردینے تھے	۳۱۲	۶	کرنا	کرنا
"	آخر	تر بیت	تر بیت	۳۱۳	۱۲	غلبیہ	غلبیہ
"	"	آٹیلے	آٹیلے	۳۱۴	۵	گیون	گیون
۲۹۳	۱	زندوں	زندوں	"	۶	کوئی	کوئی
"	۷	مواور	مواور	"	۱۳	جانتو میں	جانتے ہیں
"	"	ضروری ہے	ضروری ہے	۳۱۵	۱۳	کنبہ	کنبہ
"	۸ و ۹	کہا لو کہ	کہا لو کہ	"	۱۴	"	"
"	۱۰	شناوری	شناوری	"	۱۵	دوسرے	دوسرے
۲۹۵	۱	اس	مصر میں	"	"	"	"
۲۹۶	۸ و ۹	اور جو	جو	۳۱۶	۱	اللہ	اللہ
۲۹۷	۸	شناوری	شناوری	"	"	"	"

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱۶	۲	اللہ	الا اللہ	۳۲۵	۱۹	پیر ہو	پیر و
"	"	"	"	"	۵	تم	تم
"	۵	ہاگتے ہیں	ہاگتے ہیں	۳۲۷	۱۴	گرنے	گرنے
"	۷	بھگے	بھگے	۳۲۸	۱۴	ٹھیرے	ٹھیرے
"	۹	آباد کرتا	آباد کرنا		نوٹ نوٹ	فرا دے	فرا دھم
"	۱۲	انکر	انکو		سطر ۴		
"	۱۳	لوٹھراک	لوٹھراک	۳۳۱	۷	تیلی	تیلی
۳۱۸	۵	یہ	یہ	۳۳۹	۱۶	موجودات	جودات
"	۱۸	ہو جانے	ہو جانے	۳۴۱	۱۹	قطرات	قطرات
"	"	بندہ	بندہ	۳۴۲	۶	طاعنون	طاعنون
۳۲۰	۱۲	جمع ہونے	جمع ہونے	"	۱۲	الجبار	الجبار
۳۲۱	۸	توقیر و داد	توقیر و داد	۳۴۳	۷	یایا	یا
"	۱۰	یہ سکلت	یہ سکلت	۳۴۵	۲	غریبہ	غریبہ
"	۱۲	باہر نہیں	باہر ہیں	"	۱۰	منیر	منیر
۳۲۲	۱۷	اصول	اصل	"	۱۱	ناظاہر	ناظاہر
۳۲۳	۸	لوگوں پر رحم	لوگوں پر رحم	۳۴۶	۳	بروی	بروی
		کرین اور	کرین اور	۳۴۷	۹	چوزہ	چوزہ
۳۲۴	۱۵	باتنی	باطنی	۳۴۸	۲	سیدیہ	سیدیہ
۳۲۵	۵	اور کافرون	اور یہ کافرون				
"	۷	غالم	غالم				
"	۱۶	دور ہی	دوری				
"	۱۰	دیگر	ہو مگر				

التماس - اس حصہ میں صاحب مطبع کی غیر معمولی ہر باتی سے اس قدر غلطیاں ہیں کہ چھپنے کے شائع کرنے میں سخت پریش رہا لیکن کیا زور دینا یہ سب کی دیگر پچیس چکا تھا۔ ناظرین سے توقع ہے کہ مطبع خون جگر کھاکر زور دادوں و درد سر خریدیں " کی مصیبت میں

میں جیسا ہوا ہوں اس طرح بظہر ہر دور کی راحت اسلامی رو بہی یہی تعلیم افلاطون کی صحبت کو اور انسانی



## استمار چھپائی مطبعہ سی اکرہ

پاک پروڈکٹرز کا ہزار ہا شکر ہے کہ مطبعہ مذکورۃ البصر کو جاری کئے ہوئے ابھی توڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ چاروں طرف سے کتابیں بغرض طبع آنی شروع ہو گئیں۔ اگرچہ ہمارا ایک مطبعہ ہی نام کا جید آباد کن مین اپنے فرض منصبی کو ادا کر رہا ہے اور عرصہ بارہ سال مین اتنا مشہور ہوا اور اتنا کام ملا کہ ایک مطبعہ آگرہ مین بھی جاری کرنے کی نوبت آئی۔

مطبعہ سی اکرہ کی چھپائی کا نونہ یہ کتاب خود موجود ہے۔ ہمیں چھپائی لکھائی صفائی کی توفیق کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جب چیز سامنے موجود ہے تو دروان خود اچھے بُرے کو پرکھ لیں گے۔ اب رہائش وہی اتنا ست کہ لوگ تعجب کریں گے۔ اگر کتاب کی تعداد ہزار ہے تو اعلیٰ درجہ کے پچکنے ولایتی کاغذ پر جسکی چھپائی لکھائی نسل اس کتاب کے ہوگی ایک روپیہ کے ۵۰ جزو اگر تعداد ایک ہزار ۵۰ جزو۔ جن صاحبوں کو ہمارے آگرہ کے کارخانہ مین کتاب نقشہ فارم۔ طبع کرنا ہو وہ مشتر سے خط و کتابت کریں کہ صاحبان جید آباد کن کو خط و کتابت کی ہی تکلیف نہ اٹھانی پڑے گی کیونکہ محمد ابراہیم خان صاحب اکبر آبادی مالک مطبعہ سی بازار شیدی غفر جید آباد کن مین موجود ہیں جن سے ہر معاملہ التماس نہایت آسانی کے ساتھ طے ہو سکتا ہے فقط

تھ

المث

محمد بشیر الدین خان مہتمم مطبعہ سی اکرہ

سی اکرہ

بازار شیدی غفر جید آباد کن



آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار  
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی  
صورت میں ایک آنہ یہ وہیہ دیرانہ لیا جائیگا۔

---



[illegible]











